اسلام کے عقائد

قرآن مجید کی روشنی میں

تیسری جلد

علامہ مرتضی عسکری

مترجم:

اخلاق حسین پکھناروی

مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے''

قال الله تعالی:

﴿إِنَّما يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً﴾

ارشاد رب العزت ہے:

اللہ کا صرف یہ ارادہ ہے کہ تم اہل بیتؑ سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھے اور تمھیں پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

اسلام کے عقائد

قال رسول الله ﷺ :

"انی تارک فیکم الثقلین، کتاب الله، وعترتی اهل بیتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلّوا ابدا وانهما لن یفترقا حتّیٰ یردا علیّ الحوض".

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: (ایک) کتاب خدا اور (دوسری) میری عترت اہل بیت (علیہم السلام)، اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں"۔

(اختلاف عبارت کے ساتھ: صحیح مسلم: ۱۲۲/۷، سنن دارمی: ۴۳۲/۲، مسند احمد: ج ۳، ۱۴، ۱۷، ۲۶، ۳۶۶/۴، ۵۹ و ۱۸۲/۵، ۱۸۹ اور ۳۷۱، مستدرک حاکم: ۱۰۹/۳، ۱۴۸، ۵۳۳ وغیرہ۔)

خانه فرهنگ جمهوری اسلامی ایران کراچی
شماره دیدی: ۲۲۷/۱۵۹
یادداشت: ۱۰۱۷۲-۳۵
تاریخ ثبت: ۱۳۸۷/۱۱/۲۲

اسلام کے عقائد

قرآن مجید کی روشنی میں

تیسری جلد

علامہ مرتضی عسکری

مترجم:
اخلاق حسین پکھناروی

مجمع جہانی اہل بیت (علیہم السلام)

سرشناسه : عسکری، مرتضی، ۱۲۹۲
عنوان قراردادی : عقاید الاسلام من القرآن الکریم. اردو.
عنوان و نام پدیدآور : اسلام کی عقاید قرآن مجید کی روشنی میں / مرتضی عسکری ؛ ترجمه اخلاق حسین پکهناروی
مشخصات نشر : قم: مجمع جهانی اهل بیت(ع)، ۱۳۸۶.
مشخصات ظاهری: ۳ج.
شابک : (ج. ۱): 964-529-054-6 (ج. ۲): 964-529-055-4 (ج. ۳) 964-529-261-2
وضعیت فهرست نویسی : فیپا
موضوع : اسلام — عقاید — جنبه‌های قرآنی
شناسه افزوده : پکهناروی، اخلاق حسین ، مترجم
رده بندی کنگره : ۱۳۸۶ ۴۶، ۵۲ع۶۷ع/BP۱۰۴
رده بندی دیویی : ۲۹۷/۱۵۹
شماره کتابشناسی ملی : ۱۰۵۷۷۷۰

نام کتاب: اسلام کے عقائد (تیسری جلد)
مؤلف: علامہ سید مرتضی عسکری
مترجم: اخلاق حسین پکھناروی
تصحیح: سید اطہر عباس رضوی (الہ آبادی)
نظر ثانی: ہادی حسن فیضی
پیشکش: معاونت فرہنگی، ادارۂ ترجمہ
ناشر: مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام
کمپوزنگ: وفا
طبع اول: ۱۴۲۸ھ ـ ۲۰۰۷ء
تعداد: ۳۰۰۰
مطبع: اعتماد
ISBN:978-964-529-261-2
www.ahl-ul-bayt.org
info@ahl-ul-bayt.org

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت وظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ وکلیاں رنگ ونکھار پیدا کرلیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ وراہ اجالوں سے پرنور ہوجاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت وقابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ وموسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم وآگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمۂ حق وحقیقت سے سیراب کردیا، آپ کے تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران وروم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑگئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت وعمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہب عقل وآگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان ومذاہب اور تہذیب وروایات پر غلبہ حاصل کرلیا۔

اگر چہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ گرانبہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیروؤں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت وپاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہوکر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردی گئی تھی، پھر بھی حکومت وسیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمۂ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء ودانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار ونظریات سے متاثر اسلام وقرآن مخالف فکری ونظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشت پناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر

عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام وقرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری ومعنوی قوت واقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب وکامراں زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین وبے تاب ہیں، یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر واشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھا کر انسانی عقل وشعور کو جذب کرنے والے افکار ونظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا.

(عالمی اہل بیتؑ کونسل) مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیتؑ عصمت و طہارت کے پیروؤں کے درمیان ہم فکری وہمگرائی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن وعترت کے صاف وشفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق ومعنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان وولایت سے سیراب ہو سکے، ہمیں یقین ہے عقل وخرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیتؑ عصمت وطہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت وبیداری کے علمبردار خاندان نبوتؐ ورسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدوخال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق وانسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب وثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن ونجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے.

ہم اس راہ میں تمام علمی وتحقیقی کوششوں کے لئے محققین ومصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین ومترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج واشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، فاضل علام سید مرتضی عسکری کی گرانقدر کتاب ''عقائد اسلام در قرآن کریم'' کو فاضل جلیل مولانا اخلاق حسین پکھناروی نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے.

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ☆ ﴾

یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو روشن اور واضح دلائل کے ہمراہ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان بھی نازل کی تا کہ لوگ صداقت وعدالت کے گرویدہ ہو جائیں اور وہ لوہا جس میں زیادہ سختی اور لوگوں کے لئے منفعتیں ہیں، نازل کیا، تا کہ معلوم ہو کہ کون ایمان بالغیب رکھتے ہوئے خدا اور اس کے پیغمبروں کی حمایت اور نصرت کرتا ہے. کیونکہ خداوند عالم قوی اور غالب ہے (قدرت مند ہے).(۱)

﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ☆ ﴾

وہ لوگ جو خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کی، خداوند عالم جلدی ہی انھیں جزا دے گا، خدا بخشنے والا اور مہربان ہے.(۲)

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ☆ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ☆ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ☆ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴾

جن لوگوں نے کہا میرا پروردگار خدا ہے اور (اس یقین پر) ثابت قدم رہے تو فرشتے ان پر نازل ہو کر

---

(۱) ﴿ سورۂ حدید: آیت ۲۵ ﴾ (۲) ﴿ سورۂ نساء: آیت ۱۵۲ ﴾

مژدہ دیتے ہیں کہ تم کو کسی قسم کا خوف وحزن نہیں ہونا چاہئے اور تمھیں اس بہشت کی بشارت ہو جس کا تم سے پہلے وعدہ کیا گیا تھا. ہم دنیا وآخرت میں تمہارے دوست ہیں اور تمہارے لئے بہشت میں جو چاہو گے یا جس چیز کا ارادہ کرو گے مہیا ہوگا. یہ خداوند غفور ومہربان کا احسان ہے ان لوگوں سے گفتار کے لحاظ سے کون بہتر ہوگا جو لوگوں کو خدا کی دعوت دیتے اور نیک عمل انجام دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمانوں میں سے ہیں؟(۱)

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ☆﴾

وہ لوگ جو خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں، وہی لوگ خدا کے نزدیک صدیقین اور شہداء ہیں. ان کے لئے ان کا نور اور پاداش ہے اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے اور ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں، وہ لوگ آتش دوزخ والے ہیں.(۲)

﴿سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾

اپنے ربّ کی بخشش ومغفرت کی جانب جلدی کرو (سبقت کرو) اور اس بہشت کی سمت جس کی وسعت زمین وآسمان کی وسعت کے برابر ہے. اور ان لوگوں کے لئے آمادہ کی گئی ہے جو خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں یہ خداوند عالم کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور خداوند عالم فضل عظیم کا مالک ہے.(۳)

---

(۱) ﴿سورۂ فصلت: آیات ۳۰۔۳۳﴾ (۲) ﴿سورۂ حدید: آیت ۱۹﴾ (۳) ﴿سورۂ حدید آیت ۲۱﴾

مقدمہ

پہلی جلد کے مقدمہ میں ہم نے عرض کیا ہے:

ہم نے اسلام کے عقائد کو قرآن میں اس طرح سے منسجم اور مربوط پایا کہ اُن میں سے بعض بعض کے لئے مبیّن اور مفسر کی حیثیت رکھتے ہیں. اور سارے کے سارے ایک مجموعہ کو تشکیل دیتے ہیں اور ان کے تمام اجزاء ایک دوسرے کے لئے مکمّل (تکمیل کرنے والے) کی حیثیت سے ہیں لیکن چونکہ دانشوروں نے اپنی تالیفات میں ان میں سے بعض کو ایک دوسرے سے علیحدہ ذکر کیا ہے اور اس کام کے نتیجے میں ان کا انسجام اور عقائد اسلام کی حکمت محققین کی نظر میں پوشیدہ رہ گئی ہے۔

ہم نے اس کتاب میں اسلام کے عقائد کو قرآن کریم میں ایک ہم آہنگ مجموعہ اور ایک دوسرے کے مکمّل کے عنوان سے پایا ہے، لہذا ایک دوسرے سے مربوط اور سلسلہ وار ہم نے بیان کیا وہ بھی اس طرح سے کہ پہلی بحث آخری بحث کی راہنما ہے اور ہم اس وسیلہ سے اسلام کے عقائد اور اس کی حکمت کو درک کرتے ہیں۔

ربوبیت کی بحث میں خلاصہ کے طور سے ہم نے ذکر کیا ہے:

ربّ، تدریجاً اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف، اپنے مربوب (جس کی تربیت کی جاتی ہے) کی تربیت میں مشغول ہوتا ہے تا کہ اسے کمال کے درجہ تک پہنچائے، خداوند سبحان نے اپنی ربوبیت کے اقتضاء کے مطابق انسان کے لئے ایک ایسا نظام بنایا جو اسکی فطرت کے مطابق ہے. اور اس نظام کے لئے پیغمبروں اور ان کے اوصیاء کو حامل اور محافظ قرار دیا اور فرمایا: ﴿لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾(۱) تا کہ اللہ پر رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کے لئے حجت نہ رہ جائے اور خداوند عالم صاحب عزت اور صاحب حکمت ہے۔

حضرت خاتم الانبیاءؐ کے وصی امام علی علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے: ﴿لَا تَخْلُوا الْاَرْضُ مِنْ قَائِمٍ لِلّٰهِ بِحُجَّةٍ، اِمَّا ظَاهِراً مَشْهُوراً اَوْ خَائِفاً مَغْمُوراً لِئَلاَّ تَبْطُلَ حُجَجُهُ وَ بَيِّنَاتُهُ﴾(۲) حجت خدا سے زمین کبھی خالی نہیں رہے گی خواہ ظاہر و آشکار ہو یا (دشمنوں کے خوف سے) پنہان اور مخفی ہو، تا کہ اللہ کے دلائل و براہین باطل نہ ہوں۔

---

(۱) سورۂ نساء: آیت ۱۶۵ (۲) وصی کی بحث میں معالم المدرستین، نہج البلاغہ، باب حکم، حکمت ۱۳۹ ملاحظہ ہو.

اور ''الٰہی مبلغین، لوگوں کے معلمین'' کی بحث میں ان کے اخبار سے خلاصہ کے طور پر اس بارے میں عرض کیا کیونکہ ان کی مبسوط اور مفصل شرح کرنے سے مباحث ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے اور ان کا آپسی ارتباط اور اتصال وانسجام بے ترتیب ہو جائے گا اور ایسی صورت میں مبداء ومعاد سے اسلام کے اعتقادی مباحث کا سلسلہ وار ہونا اور یہ کہ یہ عقائد کس طرح سے ایک دوسرے کے ہادی اور اس پر ناظر ہیں، محققین کے لئے مخفی رہ جائیں گے اس لحاظ سے بنی اسرائیل کی استثنائی حیثیت کہ جو زمان ومکان کے اعتبار سے ان کے لئے خصوصی احکام کا باعث ہو گئی تھی ہم نے مختصر طور سے بیان کیا ہے۔ اسی لئے ہم مجبور ہیں کہ اس کتاب کی تیسری جلد میں گزشتہ مطالب کی اختصار کے ساتھ تشریح کر دیں۔

پہلی جلد میں خدا کی حجتوں کے متعلق اخبار اور ان کا عصر فترت تک یکے بعد دیگرے آنا اور یہ کہ فترت سے مراد پیغمبروں کے آنے میں توقف ہے نہ کہ ان کے اوصیاء کے حضور میں تاخیر ہے، اس سلسلے میں مفصل بیان ہو چکا ہے کہ کس طرح سے خدا کی حجتیں بشریت کی تہذیب وثقافت کے ارتقاء اور عروج کا باعث تھیں، ان کی ہدایت وراہنمائی صرف اخروی امور کو شامل نہیں ہے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے خاص حالات، خاص قوانین کا اقتضاء کرتے تھے اس طرح سے کہ اُن مخصوص احکام میں سے بعض حضرت عیسیٰؑ کے زمانے تک جاری رہے اور بعض وہ تمام چیزیں جو اس سے پہلے ان پر حرام تھیں حلال ہو گئیں، ہم نے ان سب باتوں کے متعلق مکمل طور پر گفتگو کی۔ اور انشاء اللہ (آخری شریعت) کی بحث میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ کس طرح خداوند عالم نے بنی اسرائیل کی خاص موقعیت کے لئے احکام معین کئے تھے جنھیں نسخ کر دیا۔ اور کس طرح دین حنیف حضرت ابراہیمؑ کہ خدا نے اس سے پہلے حضرت نوح کو اس کی پیروی کا حکم دیا تھا اور جو ابدالاباد تک کے لئے آدمی کی فطرت کے مطابق ہے اس کا اعادہ فرمایا۔

اور اس کتاب میں زیادہ فائدے کے لئے کبھی ان اصطلاحات کو جن کو پہلی جلد میں بیان کیا ہے ایک دوسرے طریقے سے ان کی تعبیر کی ہے اور ایسا ہم نے زیادہ سے زیادہ وضاحت کرنے اور بطور کامل مطلب کو پہنچانے کے لئے کیا ہے ہم نے ان تمام مراحل عقائد اسلام کے ذکر کرنے میں م قرآن کریم کے معجز نما طرز بیان کی اقتدا کی ہے یعنی موقع ومحل کے اقتضا کے اعتبار سے کبھی اختصار کے ساتھ اور کبھی تفصیل کے ساتھ اور کبھی پہلی تعبیر کی دوسری تعبیر سے تبدیلی کے ذریعہ جو ہم نے یہاں پیش کی ہیں گفتگو کی ہے۔ اب صرف اس امید کے ساتھ کہ قرآن کریم میں غور وخوض کرنے والے قارئین کے لئے اس رہگذر سے بھرپور فائدہ ہو مذکورہ مباحث کو آئندہ مرحلوں میں بیان کریں گے۔

مباحث کی سرخیاں

زمانے کی ترتیب کے اعتبار سے اللہ کے مبلغین کی سیرت

پیش لفظ

اسلامی اصطلاحیں: وحی، نبوت، رسالت اور آیت

قرآن کریم کی آیات

آیات کی روایات کے ذریعہ تفسیر

بحث کا خلاصہ

حضرت آدم علیہ السلام:

آدم علیہ السلام کی تخلیق سے متعلق قرآنی آیات

سیرت کی کتابوں میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد اوصیاء کے حالات:

شیث ہبۃ اللہ علیہ السلام

شیث علیہ السلام کے فرزند انوش

انوش علیہ السلام کے فرزند قینان

قینان علیہ السلام کے فرزند مہلائیل

مہلائیل علیہ السلام کے فرزند یرد

یرد علیہ السلام کے فرزند ادریس (اخنوخ)

اخنوخ علیہ السلام کے فرزند متوشلح علیہ السلام

متوشلح علیہ السلام کے فرزند لمک

توریت سے پیغمبروں کے اوصیاء کی تاریخ

توریت میں نوح علیہ السلام اور ان کے بعد اوصیاء کے حالات

نتیجہ

نوح علیہ السلام:

قرآن کریم کی آیات میں نوح علیہ السلام کی سیرت اور روش

کلمات کی تشریح

آیات کی تفسیر

اخبار نوح علیہ السلام کا خلاصہ

حضرت نوح علیہ السلام کی داستان اسلامی مآخذ اور منابع میں

نوح علیہ السلام کے فرزند سام

سام علیہ السلام کے فرزند ارفخشد علیہ السلام

ارفخشد علیہ السلام کے فرزند شالح

ہود علیہ السلام:

قرآن کریم کی آیات میں ہود علیہ السلام کی سیرت وروش

کلمات کی تشریح

تفسیر آیات کا خلاصہ

نتیجہ

صالح علیہ السلام:

۱۔قرآنی آیات میں حضرت صالح علیہ السلام کی سیرت اور روش

۲۔کلمات کی تشریح

۳۔تفسیر آیات کا خلاصہ

۴۔نتیجہ

ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام:

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سرگذشت کے مناظر

۱۔ابراہیم علیہ السلام اور مشرکین

۲۔ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام

۳۔ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام اور تعمیر کعبہ اور لوگوں کو مناسک حج کی ادائیگی کی دعوت دینا

۴۔ابراہیم علیہ السلام، اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام

کلمات کی تشریح:

تفسیر آیات میں عبرت انگیز نکات

پہلا منظر: ابراہیم علیہ السلام اور مشرکین

الف۔ابراہیم علیہ السلام اور ستارہ پرست

ب۔ابراہیم علیہ السلام اور بت پرست

ج۔ابراہیم علیہ السلام اوران کے زمانے کے طاغوت

دوسرا منظر: قوم لوط کی داستان میں ابراہیم علیہ السلام کا موقف

تیسرا منظر: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کی روداد اور تعمیر کعبہ اور لوگوں کو مناسک حج کی ادائیگی کے لئے دعوت دینا۔

چوتھا منظر: ابراہیم علیہ السلام اوران کی نسل کی دو شاخ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اسحٰق اور اسحٰق علیہ السلام کے فرزند یعقوب (اسرائیل) اور یعقوب علیہ السلام کے فرزند (بنی اسرائیل) کی داستان

اسحٰق علیہ السلام کے فرزند یعقوب علیہ السلام:

قرآن کریم کی آیات میں یعقوب علیہ السلام کی سیرت وروش

کلمات کی تشریح

آیات کی تفسیر

ایک خاص مدت اور زمانہ تک قوم یعقوب علیہ السلام (بنی اسرائیل) کے لئے کچھ استثنائی احکام جعل کرنا

شعیب علیہ السلام:

قرآن کریم کی آیات میں شعیب علیہ السلام کی روش اور سیرت

کلمات کی تشریح

آیات کی تفسیر میں عبرت انگیز نکتے

قرآن کریم میں بنی اسرائیل اوران کے پیغمبروں کے حالات کے مناظر اوران کے استثنائی حالات کی تشریح

پہلا منظر: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور یہ کہ فرعون نے انھیں اپنی

فرزندی میں قبول کیا

دوسرا منظر: نہ گانہ معجزات

آیات کی تفسیر میں حیرت انگیز نکتے:

تیسرا منظر: صحرائے سیناء میں بنی اسرائیل

چوتھا منظر: حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام

پانچواں منظر: حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام

چھٹا منظر: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

فترت کا زمانہ

عصر فترت کا مفہوم:

پیغمبر اسلامؐ کے آباء واجداد کے علاوہ انبیاء واوصیاء فترت کے زمانے میں موجود تھے.

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وصی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے خاندان کے بعض افراد کے حالات جو کہ دین حنیف پر تھے.

رسول خداؐ کے بعض آباء واجداد (جیسے: عدنان، مضر وغیرہ وغیرہ) کے حالات.

مضر علیہ السلام کے فرزند الیاس علیہ السلام

خزیمہ کے فرزند کنانہ

لوی کے فرزند کعب

مکہ میں بت پرستی کا عام رواج اور اس کے مقابل پیغمبر اکرمؐ کے آباء واجداد کا موقف

کلاب کے فرزند قُصی

قُصی کے فرزند عبد مناف

عبد مناف کے فرزند جناب ہاشم

جناب ہاشم نے کس طرح اعتقاد (بھوک کے مارے خودکشی) کی رسم کو مٹایا۔

جناب ہاشم کے فرزند جناب عبدالمطلب

جناب عبدالمطلب رسول خداؐ کی ولادت کے وقت

رسول خداؐ کے آباء واجداد، جناب ابوطالب، جناب عبداللہ اور جناب عبدالمطلب کی اولاد:

۱۔ خاتم الانبیاؐ کے والد جناب عبداللہ

۲۔ اسلام کے ناصر ویاور اور رسول اکرم کے سرپرست جناب ابوطالب

اس بحث سے متعلق پیش گفتار

جہاں اسلام کے احکام و مفاہیم صاحبان شریعت پیغمبروں کی سیرت و روش میں حقیقت کا روپ دھار چکے ہیں وہیں ایک مسلمان اس امر کی تحقیق کے بعد مبدأ سے معاد تک صحیح نتیجہ نکال کر اسلامی عقائد تک رسائی حاصل کرے گا لیکن یہ بحث و تحقیق ایک عظیم مجموعہ کی طالب ہے اور اس کتاب میں اس کی گنجائش نہیں ہے اور ہم ان کے اخبار کی تحقیق کے سلسلے میں قرآن کریم (عہدین ''توریت اور انجیل'') اور دیگر اسلامی مصادر پر تکیہ اور انحصار کریں گے ایسے اخبار جنکی تحقیق ہمارے گزشتہ بیانات اور اس کتاب میں آنے والے آیندہ مباحث کو درک کرنے اور سمجھنے کے لئے ضروری ہے.

قرآنی آیات کی تفسیر میں بھی صرف انھیں مطالب کے بیان پر اکتفاء کریں گے جن پر کتاب کے مطالب کا درک کرنا اور سمجھنا موقوف ہے. اب خداوند عالم کی تائید و توفیق سے بحث کا عنوان ان آیات کی تحقیق قرار دیں گے جن میں بعض اسلامی اصطلاحات جیسے! وحی، نبوت، رسالت، آیت، بشیر اور نذیر کی تعریف کی گی ہے، یعنی وہی مطالب کہ آئندہ بحثیں جن کے محور پر گردش کریں گی.

اسلامی اصطلاحیں

- اِصطفاء
- وحی
- کتاب
- نبوت
- رسول
- اولوالعزم
- آیت

۱۔ خداوند سبحان سورۂ حج کی ۷۵ ویں آیت میں فرماتا ہے:

﴿ اَللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴾

خداوند عالم انسانوں اور فرشتوں میں سے اپنے نمائندے انتخاب کرتا ہے

۲۔ سورۂ آل عمران کی ۳۳ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴾

خداوند عالم نے آدم، نوح، خاندان ابراہیم اور خاندان آل عمران کو تمام عالمین پر منتخب کیا.

۳۔ سورۂ نساء کی ۱۶۳ ویں سے ۱۶۵ ویں آیت تک ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ☆ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسَى تَكْلِيمًا ☆ رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴾

ہم نے جس طرح نوح اور ان کے بعد پیغمبروں پر وحی نازل کی اسی طرح تم پر بھی وحی نازل کی ہے. اسی طرح ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب، اسباط، عیسی، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان پر وحی بھیجی اور داؤد کو زبور عطا کیا. اور ان رسولوں پر بھی جن کی داستان اس سے پہلے تم سے بیان کی ہے اور وہ لوگ بھی جن کی حکایت بیان نہیں کی گئی ہے اور خداوند عالم نے موسیٰ سے گفتگو کی، بشارت دینے والے اور ڈرانے والے انبیاء بھیجے تا کہ لوگوں کے لئے ان پیغمبروں کے بعد خدا پر کوئی حجت نہ رہ جائے اور خدا عزیز و حکیم ہے۔

۴۔ سورۂ نحل کی ۳۶ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴾

یقیناً ہم نے ہر امت کے درمیان ایک پیغمبر بھیجا (تا کہ خلق کو پیغام پہنچائے) کہ خدا کی عبادت کرو اور طاغوت سے دوری اختیار کرو۔ ان میں سے بعض کی خدا نے ہدایت کی اور بعض گمراہی وضلالت میں پڑے رہے...

﴿ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴾

آیا پیغمبروں پر آشکار تبلیغ کے علاوہ بھی کوئی چیز ہے؟ سورۂ نحل آیت ۳۵۔

۵۔ سورۂ آل عمران کی ۸۱ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴾

جب خدا نے پیغمبروں سے عہد و پیمان لیا کہ ہم نے تم کو کتاب وحکمت عطا کی لھذا اس پیغمبر کی جو تمہارے آئین کی تصدیق کرنے والا ہے اور تمہاری طرف آرہا ہے اُس پر ایمان لا کر اس کی حمایت کرو، (خدا نے ان سے) کہا: آیا اسے قبول کرتے ہو اور محکم عہد کرتے ہو؟ بولے: ہاں گواہی دیتے ہیں۔ خدا نے کہا: تم بھی گواہ رہنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

۶۔ سورۂ انعام کی ۸۳ سے ۸۶ تک اور ۸۹ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ☆ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ☆ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ ☆ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ☆ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ☆ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ☆ أُولَئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ☆ ﴾

یہ ہماری حجت ہے جسے ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم پر عطا کی، ہم جس کا مرتبہ چاہیں بلند کر دیں تمہارا خدا حکیم اور علیم ہے اور ہم نے انھیں اسحاق اور یعقوب کو دیا اور سب کی راہ راست کی طرف ہدایت وراہنمائی کی اور نوح کی اس سے پہلے ہدایت کی اور ان کے فرزندوں میں داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف،

موسیٰ اور ہارون کی ہدایت کی اور اسی طرح ہم نیک عمل کرنے والوں کو نیک جزا دیتے ہیں اور زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس سب کے سب نیک عمل کرنے والے ہیں. اسمٰعیل، یسع، یونس اور لوط بھی؛ اور ہم نے ان سب کو عالمین پر فوقیت و برتری عطا کی...

یہ وہ انبیاء ہیں جنھیں ہم نے کتاب اور فرمانروائی (یا عقل و دانش اور یا منصب قضاوت) اور نبوت عطا کی۔

۷۔ سورۂ بقرہ کی ۱۳۶ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴾

کہو! ہم خدا اور جو کچھ ہم پر نازل ہوا اور جو کچھ ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب اور اسباط پر نازل ہوا اور جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا ہے اور ان تمام چیزوں پر جو خدا کی طرف سے پیغمبروں کو عطا ہوئی ہے ایمان لائے. ان پیغمبروں کے درمیان کسی فرق کے قائل نہیں ہیں. اور خدا کے مطیع اور اس کے سامنے سراپا تسلیم ہیں۔

۸۔ سورۂ حدید کی ۲۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴾

بیشک ہم نے اپنے پیغمبروں کو معجزات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ہمراہ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ سچائی اور عدالت کی طرف رخ کریں اور لوہا جس میں بہت زیادہ سختی اور لوگوں کے لئے منافع ہیں نازل کیا تا کہ معلوم ہو کہ کون ایمان بالغیب کے ساتھ خدا اور اس کے پیغمبروں کی نصرت کرتا ہے۔

اور سورہ نور کی ۵۴ ویں اور عنکبوت کی ۱۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴾

پیغمبر پر آشکارا تبلیغ کے علاوہ کچھ نہیں ہے.

۹۔ سورۂ سباء کی ۳۴ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے :

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ﴾

ہم نے کسی پیغمبر کو کسی دیار میں نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس دیار کے عیش پسندوں اور عشرت طلب افراد نے ان سے کہا ہم تمہاری رسالت کے منکر ہیں اور تم پر ایمان نہیں رکھتے.

۱۰۔اور سورۂ اعراف کی ۶۵ ویں اور سورۂ ہود کی ۵۰ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَالیٰ عَادٍ اَخاھُم ھُوداً﴾

سورۂ اعراف کی ۷۳ ویں اور سورۂ ہود کی ۶۱ ویں اور سورۂ نمل کی ۴۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَالیٰ ثَمُودَ اَخاھُم صَالحاً﴾

اور سورۂ اعراف کی ۸۵ اور سورۂ ہود کی ۸۴ اور سورہ عنکبوت کی ۳۶ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَالیٰ مدین اَخاھُم شُعیباً﴾

۱۱۔سورۂ زخرف کی ۴۶ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسَی بِآیَاتِنَا إِلَی فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّی رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِینَ ﴾

ہم نے موسیٰ کو اپنے معجزات کے ساتھ فرعون اور ان کے حوالی موالی کی طرف بھیجا تو موسیٰ نے ان سے کہا: میں ربّ العالمین کا فرستادہ ہوں۔

۱۲۔سورۂ احقاف کی ۳۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَاصبِر کَمَاصَبَرَاُولُوالعَزمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ...﴾

اے پیغمبر تم بھی دیگر اولوالعزم پیغمبروں کی طرح صبر کرو اور ان کے (عذاب) کے لئے جلدی نہ کرو۔

۱۳۔سورۂ فاطر کی ۲۴ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِنَّاأَرسَلنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیراًوَّنَذِیراًوَإِنْ مِّن اُمَّةٍ إِلَّا خَلا فِیهانَذِیرٌ﴾

ہم نے تمھیں حق کے ساتھ ڈرانے والا اور بشارت دینے والا بنا کر بھیجا اور کوئی امت ایسی نہیں ہے جس کے درمیان کوئی ڈرانے والا نہ ہو۔

۱۴۔سورہ شعرا کی ۲۰۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَمَااَهْلَکنامِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَهامُنذِرُونَ﴾

ہم نے کسی دیار والوں کو ہلاک نہیں کیا مگر یہ کہ ان کے درمیان ڈرانے والے پیغمبر بھیجے۔

۱۵۔سورۂ اسراء کی ۱۰۱ آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسٰى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَسْئَلْ بَنِي اِسْرَائِيلَ اِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ اِنِّي لَاَظُنُّكَ يَا مُوسٰى مَسْحُورًا﴾

ہم نے موسیٰ کو نہ گانہ آشکارا معجزے عطا کئے. بنی اسرائیل سے سوال کرو جب ان کی طرف موسیٰ آئے اور فرعون نے ان سے کہا: اے موسیٰ! میرے خیال میں تم پر جادو کر دیا گیا ہے.

۱۶۔ موسیٰ علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے سورہ نمل کی ۱۲ ویں اور ۱۳ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ آيَاتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ اِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۞ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هٰذَا سِحْرٌ مُبِينٌ﴾

اے موسیٰ! اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ اور جب باہر لاؤ گے تو بغیر کسی داغ دھبے کے سفید (نورانی اور نور افشاں) ہو جائے گا اس وقت دیگر معجزوں کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کے فاسق لوگوں کے درمیان بھیجے جاؤ گے. جب موسیٰ نے ہمارے معجزات دکھلائے تو انھوں نے کہا: یہ تو کھلا ہوا سحر ہے۔

۱۷۔ سورۂ رعد کی ۳۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ اَنْ يَاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ...﴾

ہم نے تم سے پہلے کچھ پیغمبروں کو بھیجا جو تمہاری ہی طرح سے بیوی بچے والے تھے اور کسی بھی پیغمبر کے لئے روا نہیں کہ بغیر خداوند عالم کی اجازت اور اس کے اذن کے، معجزہ پیش کرے.

۱۸۔ سورۂ غافر کی ۷۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ اَنْ يَاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ...﴾

ہم نے تم سے پہلے پیغمبروں کو بھیجا ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کی داستان تم سے بیان کی.
اور کچھ ایسے ہیں جن کا قصہ تم سے بیان نہیں کیا، کسی بھی پیغمبر کے لئے روا نہیں ہے کہ خدا کی اجازت اور اس کے اذن کے بغیر معجزہ دکھائے:

۱۹۔ سورۂ حج کی ۴۲ ویں سے ۴۵ ویں آیت تک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ☆ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ☆ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ وَكُذِّبَ مُوسَى فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ☆ فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِيدٍ ☆﴾

اور اگر انھوں نے تمہاری تکذیب کی ہے تو ان سے پہلے، نوح، عاد اور ثمود کی قوم نے بھی (اپنے رسولوں کی) تکذیب کی ہے۔ اور ابراہیم اور لوط کی قوموں اور مدین کے رہنے والوں (قوم شعیب) نے بھی اپنے رسولوں کی تکذیب کی ہے اور موسیٰ بھی جھٹلائے گئے ہیں. ہم نے کافروں کو مہلت دی پھر اس وقت ان کا مواخذہ کیا (سزا دی) پھر ہماری سزا کیسی تھی؟. بہت ساری آبادیاں (جن کے رہنے والے) ظالم اور ستمگر تھے ہم نے ہلاک کر ڈالیں جن کی چھتیں اور دیوار گر کر منہدم اور بنیاد سے ہی ویران اور خالی ہوگئیں اور کنویں کے پانی بے مصرف اور عالی شان قصر بغیر مکین کے رہ گئے ہیں.

۲۰۔ سورۂ احزاب کی ۴۵ ویں اور ۴۶ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ☆ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا﴾

اے پیغمبر! ہم نے تمہیں گواہی دینے والا، بشارت دینے والا، ڈرانے والا اور اپنے اذن سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا۔

۲۱۔ سورۂ سبا کی ۲۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا...﴾

ہم نے تمھیں تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا پیغمبر بنا کر بھیجا۔

۲۲۔ سورۂ اسراء کی ۸۸۔۹۵ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ☆ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ☆ وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ☆ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ☆ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ☆ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَى فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهُ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ☆ وَمَا مَنَعَ

النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَى إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا ☆ قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا ☆﴾

اے پیغمبر: کہو! اگر جن وانس متفق ہو جائیں تا کہ اس کے مانند قرآن پیش کریں ہرگز ایسا نہیں کر سکتے خواہ ایک دوسرے کے پشت پناہ اور مددگار بن جائیں. ہم نے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال دی ہے، لیکن اکثر لوگوں نے ناشکری کے علاوہ کوئی اور کام نہیں کیا اور کہا: ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے مگر یہ کہ زمین سے پانی کا چشمہ جاری کرو.

یا یہ کہ تمہارا انگور اور خرما کا باغ ہو جس کے درمیان پانی کی نہریں جاری ہوں یا جیسا کہ کہتے ہو آسمان سے کوئی ٹکڑا ہمارے سر پر گرا دو یا خدا اور ملائکہ کو ہمارے سامنے حاضر کرو. یا یہ کہ سونے کا تمہارے کوئی گھر ہو یا آسمان پر جاؤ اور ہم تمہارے آسمان کی بلندی پر جانے کا اُس وقت تک یقین نہیں کریں گے جب تک کہ ہمارے اوپر کوئی ایسی کتاب نازل نہ کرو کہ جسے ہم پڑھیں. کہو! ہمارا خدا پاک اور منزہ ہے. کیا میں انسان کے علاوہ کچھ ہوں جو خدا کی طرف سے رسالت کے لئے مبعوث ہوا ہوں؟! لوگوں کو ایمان وہدایت سے کسی نے نہیں روکا جب کہ اُن کے لئے قرآن آیا، لیکن انھوں نے انکار کرتے ہوئے کہا: کیا خدا نے کسی انسان کو پیغمبری کے لئے مبعوث کیا ہے؟! کہو اگر زمین میں فرشتوں کا رہنا ہوتا اور ان کی سکونت کی جگہ ہوتی تو یقیناً ہم آسمان سے ان کی رسالت کے لئے کسی فرشتے کو مبعوث کرتے۔

کلمات کی تشریح

۱. یصطفی:

(صفو) کے مادہ سے فعل مضارع ہے جو کہ خالص نچوڑ اور ہر چیز سے منتخب شدہ کے معنی میں ہے اور (اصطفاء) عصارہ اور خالص شیء پر دسترسی کے معنی میں ہے. اصطفاء، اسلامی اصطلاح میں یعنی خداوند عالم نے اپنے بندے کو شکوک وشبہات اور دوسروں میں پائی جانے والی گندگی سے پاک وپاکیزہ قرار دیا ہے یا اسے دوسروں پر انتخاب کیا ہے۔

پیغمبر اسلامؐ خلقت کا نچوڑ، اس کا خلاصہ اور خدا کے برگزیدہ ہیں اور سارے انبیاء خدا کے برگزیدہ ہیں۔

۲. اَوْحَیْنَا:

(وحی) کے مادہ سے متکلم مع الغیر کا صیغہ ہے (جسے اردو میں جمع متکلم کہا جاتا ہے) جو لغت میں پوشیدہ طور پر آگاہ کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن جب اسلامی اصطلاح میں یہ کہا جائے: خداوند عالم نے فلاں چیز کی اپنے برگزیدہ بندہ پر وحی کی یعنی: اُسے اس کے دل میں جگہ دیدی اور خواب یا بیداری کی حالت میں اسے الھام کیا، یا اپنے کسی ایک فرشتے کی زبانی اس تک اُسے پہنچایا۔

۳. بعثت:

پیغمبروں سے متعلق، اس معنی میں ہے کہ خداوند عالم نے انھیں بھیجا اور مبعوث کیا ہے۔

۴. کتاب:

لغت میں مکتوب رسالے اور جزوے کے مجموعہ کے معنی میں ہے۔

لیکن اسلامی اصطلاح میں ایک ایسی وحی ہے جو کتابت اور کتاب ہونے کے لائق ہے، ایسی کتاب جس میں علوم دین، اعتقادات اور عمل کا ذکر ہو۔

اس طرح کی کتاب پیغمبروں میں سے صرف پانچ پیغمبر اپنے ہمراہ لائے ہیں:

نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وہ کتاب جو پیغمبروں کے ہمراہ نازل ہوئی ہو وہ اسم جنس ہے اور اس سے مراد آسمانی کتابیں ہیں۔

۵. حُکم: حَکَمَ، یَحْکُمُ، حُکْماً:

قضاوت کی، قطعی و یقینی حکم صادر فرمایا۔ اسی طرح دانش اور تفقہ کے معنی میں بھی ہے اور حکمت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے، آدمی کی حکمت، موجودات کی شناخت اور نیک امور کی انجام دہی ہے، یہ تمام معانی مقام استعمال سے مناسبت رکھتے ہیں۔

۶. نبوت:

نبوت لغت میں برجستگی اور ظہور کے معنی میں ہے اور خبر دینے اور آگاہ کرنے کے معنی میں ہے راغب کا ''(نباء)'' اور ''نبوت'' کے بارے میں مختصر بیان اس طرح سے ہے:

۷. (نبأ):

عظیم فائدے کے ساتھ ایک ایسی خبر ہے جس سے علم یا ظن غالب حاصل ہوتا ہو۔ خبر کو (نبأ) اُس وقت تک نہیں کہتے جب تک کہ اُس میں تین چیز نہ پائی جائے، جس خبر پر نبأ کا اطلاق ہوتا ہے وہ کذب سے خالی ہوتی ہے، جیسے تواتر (تسلسل) یا خداوند متعال کی خبر یا پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر اور فرماتے ہیں "نبی" (نبوت) سے رفعت اور برجستگی کے معنی میں ہے اور پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برجستگی اور مقام کی رفعت وبلندی کی وجہ سے (نبی) کا لقب پایا ہے۔(۱)

اسلامی اصطلاح کے اعتبار سے قرآن وحدیث میں (نبی) کے موارد استعمال کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں:

(نبی) وہ ہے جسے خداوند عالم نے اپنے بندوں کے درمیان منتخب کر کے حکم عطا کیا ہے اور اسے کتاب کی وحی کی ہے اور اسے مبعوث کیا تا کہ جن وانس کو ایسے امور سے آگاہ کرے جن میں ان کی دنیا وآخرت کی صلاح پائی جاتی ہو وہ خدا کی طرف سے کلام کرتا ہے اور حضرت باری تعالی کا وہ پیغام جو اسے بذریعہ وحی پہونچا ہے لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ نبی کی جمع انبیاء اور نبیین آتی ہے۔(۲)

(نبی) قرآن کریم میں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، سوائے سورۂ حج کی ۵۲ ویں آیت کے جس میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ مَاأَرْسَلْنَامِنْ قَبلِكَ مِنْ رَسولٍ وَلَا نبيٍّ إلّا اذَا تمنّىٰ ألقى الشَيطانُ فِي أُمْنِيَّتِه...﴾

تم سے پہلے ہم نے کبھی کسی نبی یا رسول کو نہیں بھیجا مگر جب اس نے آرزو کی (دین کو عملی جامہ پہنانے کی) تو شیطان اس کی خواہش کے درمیان حائل ہو گیا۔

جب امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو انھوں نے فرمایا:

نبی وہ ہے جو (دستور الٰہی کو) خواب میں دیکھتا ہے حضرت ابراہیمؑ کے خواب کے مانند اور آواز بھی سنتا ہے لیکن فرشتہ کو نہیں دیکھتا؛ لیکن رسول وہ ہے جو خواب بھی دیکھتا ہے آواز بھی سنتا ہے اور فرشتۂ وحی کو بھی سامنے دیکھتا ہے اور ممکن ہے مقام نبوت ورسالت ایک شخص میں جمع ہو۔(۳)

۸. رسول:

(۱)۔ مفردات راغب، مادۂ نباء (۲)۔ لفظ نباء کے بارے میں معجم الفاظ قرآن کریم اور معجم الوسیط ملاحظہ ہو۔ (۳) ہم نے اصول کافی کی پہلی جلد کے ۱۷۶ صفحہ سے نبی اور رسول کے درمیان اس فرق کا استفادہ کیا ہے۔

رسول لغت میں پیغام کے حامل ایک عقلمند انسان کو کہتے ہیں اور اس حال میں اسے مرسل کہتے ہیں اور رسول کی جمع رُسل آتی ہے۔

لیکن اسلامی اصطلاح میں: رسول ایک ایسا انسان ہے جسے خداوند عالم خاص پیغام دے کر کسی قوم کی طرف مبعوث کرتا ہے، تاکہ ان کی اسلامی شریعتوں کی طرف ہدایت وراہنمائی کرے. وہ اس فریضہ کے انجام دینے کے سلسلہ میں خدا کی طرف سے معجزہ یا معجزات بھی ہمراہ رکھتا ہے. جو اس کی رسالت کی صداقت پر گواہ ہو اس طریقہ سے جن لوگوں کی طرف اسے بھیجا ہے ان پر خدا کی حجت تمام ہوتی ہے۔ اور اس پیغمبر کی تکذیب یا مخالفت، بدبختی، عذاب یا دنیا کی ہلاکت و نابودی کا سبب بنتی ہے اور آخرت میں انواع واقسام عذاب کا باعث ہوتی ہے، اسی وجہ سے پیغمبر کو نذیر اور منذر (ڈرانے والا) کہا جاتا ہے۔

دوسری طرف رسول پر ایمان رکھنا اس کی اطاعت وفرمنبرداری کرنا دنیا کی شادمانی، خوشحالی اور سعادت، رحمت وبخشش اور آخرت میں خدا کی خوشنودی ورضایت اور بہشت کا باعث ہوتا ہے. ایسی صورت میں یہ پیغمبر بشیر ومبشر یعنی بشارت دینے والا ہے۔

جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس کی روشنی میں ہر رسول (نبی) ہے اور ہر نبی صفی اور برگزیدہ ہے لیکن ہر (نبی) لازمی طور پر رسول اور پیغمبر نہیں ہوگا۔

۹. اولو العزم:

عزم لغت میں کسی کام کے کرنے کے لئے محکم اور پختہ ارادے اور اس راہ میں درپیش مشکلات میں صبر وتحمل کا نام ہے. اسلامی اصطلاح میں اولوالعزم پیغمبر یہ ہیں:

☆ حضرت نوحؑ ☆ حضرت ابراہیمؑ ☆ حضرت موسیٰؑ ☆ حضرت عیسیٰؑ ☆ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۰. بشیر و نذیر:

عربی میں کہتے ہیں بشّرہ بشیء: اسے نیک خوشخبری اور مژدہ دیا ایسی صورت میں بشارت دینے والے کو بشیر ومبشر کہتے ہیں.

و انذرہ الشیء و بالشیء

اسے ہولناک چیز کے ذریعہ ڈرایا مثال کے طور پر کہا جاتا ہے میں وارننگ دیتا ہوں تمھیں اس کے

انجام سے ڈراتا ہوں لہٰذا اس سے بچو، ایسے شخص کو منذر یا نذیر کہتے ہیں۔

اسلامی اصطلاح میں بشیر و نذیر جیسے نام قرآن میں ان پیغمبروں کے لئے استعمال ہوئے ہیں جنھیں خداوند عالم نے کسی قوم کی طرف بھیجا ہے۔

جیسا کہ سورۂ انعام آیت ۴۸، سورۂ کہف، آیت ۵۶ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ مَانُرسِلُ الْمُرْسَلِينَ اِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ﴾

ہم نے پیغمبروں کو صرف بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اور جیسا کہ سورۂ فاطر، آیت ۲۴ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيراً وَ نَذِيرًا وَاِنْ مِنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلافِيهَا نَذِيرٌ﴾

ہم نے تمھیں حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں ہے جس کے درمیان کوئی ڈرانے والا نہ رہا ہو۔

۱۱. بیّنات:

بان الشیء: چیز آشکار و واضح ہوگئی، معین ہوگئی۔ آیات بینات یعنی ایسی واضح و آشکار آیات جن میں کسی قسم کی پیچیدگی اور ابہام نہ ہو اور ان میں افراد بشر کے لئے کوئی مبہم بات نہ پائی جاتی ہو۔

۱۲. و انزلنا:

خداوند عالم نے میزان اور لوہے کا ایک ساتھ ایک ہی ردیف میں تذکرہ کیا ہے تاکہ لوگ ان دونوں ہی سے اپنی زندگی میں استفادہ کریں اور میزان کو آسمانی کتابوں میں نازل فرمایا، یعنی ان میں میزان اور معیار قرار دیا تاکہ اس کے ذریعہ انسانی اجتماع، انسانی عادات، طور طریقے، عقائد ان کے امور تولے جائیں اور ہر ایک کا نفع و نقصان معین و مشخص ہو۔

۱۳. میزان:

لغت میں اس وسیلے کو کہتے ہیں جس سے محسوس ہونے والی مادی چیزیں تولی جاتی ہیں۔ اور اسلامی اصطلاح میں: میزان وہی دین ہے جو آسمانی کتاب میں ہے اور اس کے سہارے عقائد اور دیگر امور کی سنجش ہوتی ہے اور اسی کے مطابق قیامت کے دن انسان کا حساب و کتاب ہوگا اور اس کے نتیجہ میں اسے سزا یا جزا دی جائے گی۔

۱۴. لِيَقُومَ النَّاسُ بِالقِسطِ:

قسط، عدل کے معنی میں ہے. عدل یعنی جو جس چیز کا مستحق ہو اسے وہ چیز دینا اور جس چیز کی ادائیگی اُس پر واجب ہے وہ چیز اس سے لینا۔

۱۵. بأس شديد:

یہاں پر باس سے مراد جنگ ہے کہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ اَنزَلنَا الحَدِيدَ فِيهِ بَأسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾

یعنی خداوند عالم نے انسان کی راہنمائی کی تا کہ لوہے سے حق کے دفاع کی خاطر جنگی اسلحے بنائیں آج بھی انسان لوہے سے جنگی اسلحہ بناتا ہے اور بنائے گا اس کے علاوہ لوہا انسان کے لئے دیگر منفعتوں کا بھی حامل ہے۔

۱۶. كسفاً:

کسفۃ، کسی چیز کے ٹکڑے کو کہتے ہیں اس کی جمع کِسَف آتی ہے اور (او تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا) کے معنی یہ ہیں کہ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہم پر گر جائے.

۱۷. زخرف:

زخرف سونے کے معنی میں ہے. بعد میں یہ کلمہ زینت کے معنی میں استعمال ہوا ہے، یا اس کے برعکس۔

۱۸. جيب:

گریبان لباس اور اس کے مانند اشیاء کے معنی میں ہے، ایسا شگاف جو لباس یا پیرھن میں اس لئے کیا جاتا ہے کہ سر اس سے پار ہو جائے۔

۱۹. مبصرة:

آشکار اور واضح۔

۲۰. اصری:

اصر یعنی ایسا پیمان جس میں تاکید پائی جاتی ہو۔

۲۱. طاغوت:

طغى طغيانا:

یعنی سرکشی کی حد سے گذر گیا۔ طاغوت، ہر سرکش اور نافرمان اور خدا کے علاوہ ہر معبود کے معنی میں

ہے، اس کی جمع طواغیت آتی ہے۔

۲۲. آیت :

آیت لغت میں محسوس چیز کی آشکار علامت و پہچان اور معقول چیز میں مقصود پر دلیل کے معنی میں ہے۔

پہلی مثال: سورۂ مریم کی دسویں آیت میں حضرت زکریاؑ کی داستان سے متعلق خدا کا فرمان ہے:

﴿ قالَ رَبِّ اجْعَل لِی آیةً قالَ آیَتُكَ اَلاّ تُكَلِّمَ النَاسَ ثَلاثَ لَیالٍ سَوِیّاً﴾

حضرت زکریاؑ کی مراد کہ کہتے ہیں: (اجعل لی آیة) یہ ہے کہ اس امر کے لئے ہمارے لئے علامت اور نشانی قرار دے، کہ خدا نے فرمایا تمہاری علامت یہ ہے کہ تم تین دنوں تک مسلسل کسی سے کلام نہیں کرو گے۔

دوسری مثال: سورۂ یوسف کی ۱۰۵ ویں آیت میں خدا فرماتا ہے:

﴿ وَ كَاَیِّن مِنْ آیة فی السمواتِ والارض یَمُرُّونَ علیها وهُمْ عَنْها معرضونَ ﴾

یعنی آسمان و زمین میں کس قدر علامت ونشانی پائی جاتی ہے جو خدا کی قدرت اور حکمت کی حکایت کرتی ہے یا حضرت باری تعالی کے دیگر صفات کہ نہایت سادگی کے ساتھ ان سے گذر جاتے اور ان سے اعراض کرتے ہیں۔

دوسری قسم کی مثال: وہ آیات اور معجزات ہیں جنھیں خداوند عالم اپنے پیغمبروں کے ہاتھوں ظاہر کرتا ہے جیسا کہ سورۂ نحل کی بارھویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَاُدخل یدكَ فی جَیبكَ تَخرُجْ بیضاء مِن غیر سوء فی تِسْعِ آیا ت الی فِرعَونَ وقومِهِ﴾

(مراد حضرت موسیٰ کا ید بیضا والا معجزہ اور ان کے دیگر نہ گانہ معجزات ہیں)

لیکن اصطلاح اسلامی میں آیت کا استعمال دو معنی میں ہوا ہے۔

۱۔ وہ معجزات جنھیں خداوند عالم نے اپنے اولیاء اور پیغمبروں کے ہاتھوں پر جاری کیا ہے:

جیسے موسیٰ کلیم اللہ کا عصا اور ناقۂ حضرت صالح علیہ السلام، اسے معجزہ کہتے ہیں، اس لئے جن وانس اس کے جیسا پیش کرنے سے عاجز و بے بس ہیں، اسی طرح کسی بچے کا بغیر باپ کے پیدا ہو جانا بھی معجزہ ہے۔

پیغمبروں کے غیر طبعی حالات اور خارق العادۃ اقدامات اسی قسم کی آیتیں ہیں۔

جیسے حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ان کی ماں حضرت مریم کے ذریعہ کہ نہ ان کا کوئی شوہر تھا اور نہ ہی حضرت

عیسیٰؑ کا کوئی باپ تھا۔

اور جیسا کہ خداوند عالم کا سورۂ مومنون آیت ۵۰/سورۂ انبیاء، آیت ۹۱ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ﴾

ہم نے عیسیٰ کو اور عیسیٰ کی ماں (مریم) کو آیت ونشانی قرار دی ہے۔

اور اسی قسم کی آیت، وہ عذاب ہے جو مشرکین پر نازل ہوتا ہے۔

جیسا کہ خداوند سبحان سورہ عنکبوت کی ۱۵ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَأَنجَيْنَاهُ وَ أَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَ جَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ﴾

حضرت نوحؑ کی کشتی پر سوار ہونے والوں کو نجات دینا اور مشرکین کا غرق ہو جانا خود ہی آیت ہے۔

جیسے اسی قسم کی آیت سورۂ قمر کی ۱۵ ویں آیت ہے۔

۲۔ آیت قرآن کریم کی رو سے

راغب مفردات القرآن نامی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

قرآن کا کوئی جملہ بھی جو کسی حکم پر دلالت کرتا ہو ایک آیت ہے، قرآن کا کوئی سورہ ہو یا سورہ کا ایک حصہ یا چند حصے ہوں؛ اور اس کا ہر کلام یا جملہ جو لفظی اعتبار سے الگ ہو (آیت) کہلاتا ہے اسی لحاظ سے ایک سورہ متعدد آیات میں تقسیم ہوتا ہے۔(۱)

روایات میں گزشتہ آیات کی تفسیر

الف۔ ابوذر کی حدیث میں مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا:

رسول خداؐ سے سوال کیا: انبیاء کی تعداد کیا ہے؟

فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار۔

میں نے سوال کیا: ان میں کتنے لوگ رسول تھے؟

فرمایا: تین سو تیرہ افراد پر مشتمل ایک مجموعہ تھا۔

---

(۱)۔ (آیت) کی لفظ مفردات راغب میں ملاحظہ ہو۔

میں نے سوال کیا: سب سے پہلے نبی کون تھے؟

فرمایا: آدمؑ۔

میں نے سوال کیا: آیا حضرت آدمؑ نبی مرسل تھے؟

فرمایا: ہاں، خدا نے انھیں اپنے دست قدرت سے خلق فرمایا اور ان میں اپنی روح پھونکی پھر اس وقت رسول خدا نے مجھ سے خطاب کر کے فرمایا:

اے ابوذر! انبیاء کے درمیان چار شخص (آدمؑ، شیثؑ، اخنوخؑ جنھیں ادریس کہا جاتا ہے اور یہ وہ پہلے شخص تھے کہ جنھوں نے قلم سے تحریر لکھی اور نوحؑ) یہ سب کے سب سریانی تھے اور چار افراد (ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ اور تمہارا یہ نبی "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم") عرب ہیں۔

بنی اسرائیل کے سب سے پہلے نبی جناب موسیٰ اور آخری نبی حضرت عیسیٰ اور چھ سو دیگر انبیاء ہیں۔

میں نے سوال کیا: اے رسول خداؐ! خداوند عالم نے کتنی کتابیں نازل کی ہیں؟

فرمایا: ایک سو چار کتابیں. خداوند عالم نے شیثؑ پر پچاس صحیفے اور ادریسؑ پر تیس صحیفے اور ابراہیمؑ پر بیس صحیفے نازل کئے، پھر توریت، انجیل، زبور اور فرقان کو نازل کیا... آخر حدیث تک. (۱)

اس حدیث کی عبارت احمد بن حنبل کی مسند میں مندرجہ ذیل طریقہ سے ذکر ہوئی ہے:

پھر میں نے سوال کیا! اے رسول خداؐ انبیا کتنے ہیں؟

فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد کہ انھیں میں سے تین سو پندرہ افراد رسول ہیں. (۲)

ب۔ حضرت ابوالحسن علی بن موسی الرضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اولوالعزم کو اولوالعزم اس لئے کہتے ہیں کہ یہ لوگ عزم و کوشش، استقامت و پایداری کے مالک اور شریعت کے حامل تھے. حضرت نوحؑ کے بعد ہر نبی ان کی شریعت اور قوانین کا پابند تھا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے زمانے تک ان کی کتاب کا پیرو رہا؛ اور جو بھی نبی ان کے زمانے میں تھا یا ان کے زمانے کے بعد آیا ابراہیمؑ کی شریعت و قوانین کا پابند تھے۔

---

(۱) بحار الانوار، علامہ مجلسیؒ، ج ۱۱، ص ۳۲، معانی الاخبار کے صفحہ ۹۵ سے نقل کے مطابق؛ خصال ج ۲، ص ۱۰۴؛ مسند احمد ج ۵، ص ۲۶۵۔۲۶۶؛ نھایۃ اللغۃ، لغت حجت، بحار، ج ۱۱، ص ۳۳ خصال کی نقل کے مطابق، ج ۱، ص ۱۴۴ مختصر الحدیث امام باقرؑ سے شاید حدیث میں مذکور سریانی سے مراد لوگوں کی قدیم زبان ہو. (۲) مسند احمد، ج ۵، ص ۲۶۵، ۲۶۶.

اور حضرت موسیٰ کے ظہور تک انھیں کا پیرو رہا؛ اور جو نبی حضرت موسیٰ کے زمانے میں تھا یا بعد میں آیا ہے موسیٰ کی شریعت اور قوانین کا پابند اور ان کی کتاب توریت کا حضرت عیسیٰ کے زمانے تک پیرو تھا اور جو نبی حضرت عیسیٰ کے زمانے میں یا ان کے بعد ہوا وہ ان کی شریعت وقوانین اور ان کی کتاب انجیل کا ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے تک پیرو تھا۔ یہ پانچ افراد اولوالعزم اور تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل ہیں اور حضرت محمدؐ کی شریعت قیامت تک کے لئے ثابت ہے جو کبھی نسخ نہیں ہوگی اور آنحضرت کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں ہوگا آخر حدیث تک۔(۱)

سیوطی کی تفسیر میں ابن عباس سے منقول ہے:

اولوالعزم سے مراد ہیں: ☆ خاتم الانبیاءؐ ☆ نوحؑ ☆ ابراہیمؑ،

☆ موسیٰؑ ☆ عیسیٰؑ۔(۲)

اصول کافی میں اپنی سند کے ساتھ امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں:

انبیاء اور پیغمبروں کے سردار پانچ افراد ہیں جو اولوالعزم پیغمبر تھے، شریعتوں کا اہم محور ہیں؛ خاتم الانبیاءؐ نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ۔(۳)

ج۔ تاریخ یعقوبی میں امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

خداوند عالم نے کسی پیغمبر کو نبوت نہیں دی مگر اس چیز کے ہمراہ جس کے ذریعہ وہ اپنے تمام اہل زمانہ پر فوقیت رکھتا ہو۔

مثال کے طور پر حضرت موسیٰؑ فرزند عمران کو ایسی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا جس پر سحر وجادو غالب تھا اس لئے آپؑ کو ایسی چیز عطا کی جس کے ذریعہ ان کے سحر کا مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے اور ان کے سحر کو باطل کیا اور وہ: عصا، ید بیضاء، ٹڈیوں کا حملہ، جوئیں، مینڈھکوں کی کثرت، خون، دریا کا شگافتہ ہونا، چٹان کا اس طرح سے پھٹ جانا کہ اس سے پانی نکل آیا اور ان کے چہرے کو بدنما بنا دینا اور مسخ کر دینا، یہ سب حضرت کے معجزات تھے۔

---

(۱) بحار الانوار، علامہ مجلسی، ج ۱۱، ص ۳۴، ۳۵؛ عیون اخبار الرضا سے نقل کے مطابق ص ۲۳۴، ۲۳۵ پر (۲) تفسیر سیوطی، ج ۶، ص ۴۵۔
(۳) اصول کافی، ج ۱ ص ۱۷۵، باب طبقات الانبیاء والرسل، کتاب خصال، ج ۱، ص ۱۴۴ کی نقل کے اعتبار سے۔

داؤدؑ کو اس وقت لوگوں کے درمیان مبعوث کیا جس زمانے میں صنعت و ہنر اور لہو ولعب کا غلبہ تھا اس لئے حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں لوہے کو نرم بنا دیا اور انھیں خوش الحانی (اچھی آواز) دی وہ بھی اس درجہ خوش الحانی کہ پرندے آپ کی خوبصورت آواز کی وجہ سے آپ کے اردگرد جمع ہو جاتے تھے۔

سلیمانؑ کو ایسے زمانے میں مبعوث کیا جب لوگوں کے درمیان مکان بنانے کا شوق اور طلسم و جادو کا دور دورہ تھا۔ اسی سبب سے اس نے ہوا کو ان کا تابع بنا دیا اور جنات کا ان کا مطیع و فرمانبردار بنا دیا۔

عیسیٰؑ کو بھی ایسے دور میں مبعوث کیا جس زمانے میں ڈاکٹری لوگوں کو اپنے آپ میں مشغول کئے ہوئے تھی، لھذا ان کو مردوں کو زندہ کرنے اور کوڑھیوں اور مبروص کو شفا دینے کے اسلحے سے آراستہ کیا۔

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دور میں مبعوث فرمایا جب لوگوں میں سب سے زیادہ اچھی گفتگو کرنے، کہانت، پیشینگوئی کرنے، مسجع اور موزون کلام اور فصیح و بلیغ خطبہ دینے کا رواج تھا، لہٰذا آنحضرتؐ کو قرآن مبین اور قوت خطابت کے ساتھ مبعوث کیا۔ (۱)

روایات کی روشنی میں آیات کی تفسیر

پروردگار عالم نے آدمیوں اور فرشتوں کے درمیان حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، آل ابراہیم اور آل عمران جیسے پیغمبروں کو عالمین پر اور حضرت مریم کو جہان کی خواتین پر منتخب فرمایا۔

خداوند عالم نے حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت یسعؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰؑ کو کتاب، حکم اور نبوت عطا کی اور ان کے درمیان حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰ اور ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتاب اور مخصوص شریعت عنایت فرمائی ہے؛ یہ لوگ اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں خداوند عالم نے ان کی کتابوں میں ضابطہ حیات اور ایک میزان قرار دیا تا کہ اس کے ذریعہ افراد معاشرہ کے حق و باطل عقائد اور اعمال پہچانے جائیں۔

---

(۱) تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۳۴

اوران میں سے بعض جیسے حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ اور محمد حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ان لوگوں کے برخلاف جو راہ انسانیت سے منحرف ہو چکے ہیں شدید جنگوں میں استفادہ کے لئے اسلحے قرار دئے اوران لوگوں کے لئے بھی جو جنگ اور شمشیر کے علاوہ راہ راست پر آنے والے نہیں ہیں، ایسے ہی بعض پیغمبروں کو مبعوث کیا اور انھیں مبشر (بشارت دینے والا) اور منذر (ڈرانے والا) بنایا۔ خواہ صاحبان شریعت پیغمبر ہوں جیسے حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰ یا وہ لوگ ہوں جو مستقل شریعت کے مالک نہیں ہیں جیسے حضرت شعیبؑ اور حضرت لوطؑ۔

خداوند عالم نے کسی قوم کو اس وقت تک عذاب میں مبتلا نہیں کیا جب تک کہ رحمت کی نوید دینے والے اور عذاب سے ڈرانے والے کسی پیغمبر کو اپنی طرف سے معجزہ اور نشانیوں کے ہمراہ نہیں بھیجا۔

خداوند عالم اس سلسلہ میں فرماتا ہے:

۱۔ سورۂ اسراء کی ۱۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّىٰ نَبْعَثَ رَسُولاً ﴾

ہم جب تک کوئی رسول نہیں بھیجتے اس وقت تک عذاب نہیں کرتے۔

۲۔ سورۂ یونس کی ۴۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَسُولٌ فَاِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾

ہر امت کے لئے ایک رسول ہے لہٰذا جب ان کے درمیان ان کا رسول آجائے تو عدل وانصاف کے ساتھ قضاوت کی جائے اور اُن پر ستم نہ کیا جائے گا۔

جو امت پیغمبر کی نافرمانی کرے وہ دنیا و آخرت میں عذاب کی سزاوار ہوگی۔

جیسا کہ خداوند عالم نے فرعون اور اس سے پہلے والوں کی حالت کے بارے میں سورۂ الحاقہ کی دسویں آیت میں خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَابِيَةً﴾

انھوں نے اپنے اللہ کے رسول کی نافرمانی کی، تو خداوند عالم نے ان کا سختی کے ساتھ محاسبہ کیا۔

پیغمبر کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے جیسا کہ خدا نے سورۂ جن کی ۲۳ ویں آیت میں فرمایا ہے:

﴿ وَ مَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَاِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا اَبَداً﴾

جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اس کے لئے آتش جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ معذب ہوتا رہے گا۔

خداوند عالم رسولوں کو انبیاء میں سے منتخب کرتا ہے اسی لئے رسولوں کی تعداد جیسا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ابوذر کی گزشتہ روایت میں ہے، انبیاء کی تعداد سے کم ہے۔ لیکن خداوند عالم جسے لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کرتا ہے اسے معجزہ دیتا ہے تاکہ وہ اس کے مدعا کی تائید کرے کہ وہ خدا کی طرف سے مبعوث ہوا ہے۔

معجزہ اور آیت کی حقیقت

خداوند سبحان نے انبیاء کو نظام ہستی پر حکومت وولایت عطا کی ہے تاکہ جب خدا کی مرضی ہو کہ اُس کا نبی نظام کے کسی بھی جز کو جسے اس نے ہستی کے لئے مقرر کیا ہے تبدیل کر دے، تو وہ اس کے اذن اور اجازت سے انجام دے سکے۔

اس لحاظ سے انبیاء کے ذریعہ نظام طبعیت کے ایک حصہ کے خلاف معجزہ پیش کرنا پروردگار عالم کی تکوینی سنت ہے۔ اور ایسے سماج میں یہ معجزہ پیش کیا جاتا ہے کہ جہاں پیغمبران الٰہی رسالت کے لئے مبعوث ہوئے۔

بنا بر این امتوں نے انبیاء سے معجزہ دکھانے کی درخواست کی تاکہ ان کے دعویٰ کی صداقت پر دلیل ہو۔ خداوند عالم نے اس موضوع کو قوم صالح کی سرگذشت میں سورہ شعراء میں عنوان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿مَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ☆ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ☆ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾

(حضرت صالح کی قوم نے ان سے کہا) تم ہمارے ہی جیسے ایک انسان ہو۔ اگر سچے ہو تو معجزہ پیش کرو۔ تو کہا! یہ اونٹنی ہے کچھ پانی اس سے مخصوص ہے اور پانی کا کچھ حصہ تم لوگوں سے مخصوص ہے اور دیکھو اس کی طرف دست خیانت دراز نہ کرنا ورنہ عظیم دن کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ (۱)

عام طور پر ہوا یہی کہ جب کسی پیغمبر نے آیت اور معجزہ دکھایا تو امتیں ضد اور ہٹ دھرمی اور ان کے

(۱) سورہ شعراء، آیت ۱۵۴۔۱۵۶۔

ساتھ عناد اور دشمنی پر تل گئیں، اور نہ ہی رب پر ایمان لائیں اور نہ ہی اُس پیغمبر پر جو اس کی طرف سے ان کی طرف مبعوث ہوا تھا خداوند عالم اس مورد میں گزشتہ آیات کے بعد، قوم ثمود کے بارے میں اس طرح خبر دیتا ہے:

﴿فَعقروها فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ﴾

انھوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا پھر اس کے بعد اپنے کرتوت پر شرمندہ ہوئے۔(۱)

اگر کسی قوم کی خواہش کے مطابق اس کے پیغمبر سے معجزہ صادر ہوا لیکن اس قوم نے اُس کی تصدیق نہیں کی اور نہ ہی اُس پر ایمان لائی تو سرزنش و ملامت اور عذاب کی مستحق ہوگئی اور ان کے خدا نے ان پر عذاب نازل کر دیا جیسا کہ خدا نے اسی سورہ کے اختتام پر قوم ثمود کی نافرمانی کی خبر دی ہے:

﴿فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ﴾

اُس وقت عذاب موعود میں مبتلا ہو گئے یقیناً اس قوم کی ہلاکت میں دوسروں کے لئے عبرت کی نشانی ہے (لیکن) اس کے باوجود بھی اکثر لوگ خدا پر ایمان نہیں لائے۔(۲)

انبیاء کا معجزہ پیش کرنا حکمت الٰہی کے مطابق ہے اور حکمت کا مقتضی ایک ایسی حد اور اندازہ کے مطابق معجزہ پیش کرنا ہے کہ جو شخص اپنے رب اور اس کے پیغمبر پر ایمان لانا چاہتا ہے تو اسے پتہ چل جائے کہ پیغمبر اپنے ادّعا میں سچا ہے نہ اُس حد اور مقدار میں کہ سرکش اور باغی قومیں تعیین کرتی اور چاہتی ہیں. یا کسی محال امر کی امید رکھتے ہیں جیسا کہ دو مقام پر قریش نے خاتم الانبیاءؐ سے تقاضا کیا تھا اور وہ اس امر کے بعد تھا کہ خدا نے قریش سے جو کہ عرب میں فصیح و بلیغ کلام میں ممتاز اور معروف تھے آیت طلب کی اور انھیں مخاطب کرتے ہوئے سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنْ كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ☆ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ☆﴾

جو کچھ ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے اگر تمھیں اس میں شک و تردید ہے، تو اس کے مانند ایک سورہ ہی پیش کر دو اور خدا کے علاوہ اپنے ناصروں سے مدد بھی لے لو اگر سچے ہو۔ لیکن اگر نہیں کر سکتے اور ہرگز اس پر قادر نہیں ہو تو پھر خدا کی اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور کافروں کے لئے مہیا کی گئی ہے۔(۳)

(۱) سورۂ شعراء، آیت ۱۵۷۔ (۲) سورۂ شعراء، آیت ۱۵۸۔ (۳) سورۂ بقرہ: آیت ۲۳ اور ۲۴۔

اس طرح سے پروردگار نے ان پر حجت تمام کی اور فرمایا ہے:

جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے اس میں اگر تمھیں شک وشبہہ ہے تو اس کے مانند ایک سورہ ہی پیش کرو اور سب کو اپنا مددگار بھی بنالو اور خبر دی ہے کہ اگر جن وانس ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں تو بھی اس کے مانند نہیں لا سکتے اور تاکید اُنفی ابد فرمائی اور کہا (لن) یعنی ہرگز اس کے مانند نہیں لا سکتے حتیٰ کہ ہمارے زمانے میں بھی اسلام دشمن عناصر اپنی تمام تر کثرت اور عظیم وگوناگوں قدرت کے باوجود قادر نہیں ہیں کہ قرآن کے مانند ایک سورہ پیش کر سکیں۔

اُن لوگوں نے اس سر توڑ مبارزہ جوئی کے بعد (ایک ایسے امر کے پیش کرنے میں جسے جن وانس مل کر پیش نہیں کر سکتے اور اس کے مانند پیش کرنے میں قریش کی ناتوانی کے باعث) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ مکہ کی آب وہوا تبدیل کر دیں اور سونے کا گھر پیش کریں یا خدا اور فرشتوں کو ان کے سامنے حاضر کر دیں یا آسمان کی طرف پرواز کریں پھر بھی ان تمام چیزوں کے باوجود ایمان نہیں لائیں گے مگر جب ان کے لئے آسمان سے کوئی کتاب نازل ہو جس کی وہ تلاوت کریں! معلوم ہے کہ جو انھوں نے درخواست کی تھی وہ ایک محال امر تھا وہ یہ کہ خدا اور فرشتوں کو ان کے سامنے حاضر کر دیں (کہ خداوند عالم ان ستمگروں کی بات سے بلند وبرتر ہے) اور ان کے درمیان انبیاء کے بھیجنے میں اللہ کی سنت کے خلاف مطالب موجود ہیں اس معنی میں کہ انھوں نے مطالبہ کیا تھا کہ ان کے سامنے آسمان کی طرف پرواز کریں اور ان کے لئے ایک کتاب لے آئیں ایسی چیز جو خدا کے پیغام لانے والے فرشتوں سے مخصوص ہے نہ کہ انسان سے دوسرے یہ کہ وہ لوگ سرے سے قبول ہی نہیں کرتے تھے کہ خدا کسی انسان کو رسالت کے لئے مبعوث کرے گا جب کہ حکمت اس کا اقتضاء کرتی ہے کہ انبیاء انسانوں کی جنس سے ہوں، تاکہ ان کے اعمال ورفتار میں ان کی اقتداء ہو اور اپنی قوم کے لئے نمونہ ہوں، ان کی دوسری درخواستیں بھی حکمت کے مطابق نہیں تھیں جیسے کہ انھوں نے مطالبہ کیا تھا کہ ان پر عذاب نازل ہو۔

اسی وجہ سے خدا اپنے پیغمبر کو حکم دیتا ہے کہ وہ لوگوں کو اس طرح جواب دے:

﴿ سُبْحَانَ رَبِّی هَلْ كُنتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ﴾

میرا ربّ پاک اور منزہ ہے کیا میں خدا کی طرف سے مبعوث ایک انسان کے علاوہ کچھ اور ہوں؟(۱)

(۱) سورۂ اسراء: آیت ۹۳۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا کی حکمت کا تقاضا تھا کہ اس کا فرستادہ اپنے ربّ کی طرف سے کوئی معجزہ پیش کرے جو اس کے ادّعا کی صداقت پر دلیل ہو اور اس طرح سے لوگوں پر حجت تمام ہو. اس صورت میں جو مائل ہو وہ ایمان لے آئے اور جو سرکشی وعناد کرنا چاہے وہ کرے. جیسا کہ تمام معجزات پیش کرنے کے بعد حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی قوم کا حال تھا یعنی جادوگروں نے ایمان قبول کیا لیکن فرعونیوں اور اس کے گردوپیش والوں نے کفر وعناد کا راستہ اختیار کیا کہ خداوند عالم نے بھی انھیں غرق کر کے ذلت وخواری کی طرف کھینچ دیا۔

جو کچھ انبیاء اللہ کی جانب سے پیش کرتے ہیں اسلامی اصطلاح میں اسے معجزہ کہتے ہیں جو کہ خود ہی ان کی صداقت پر ایک دلیل ہے۔

لہٰذا جو کچھ ہم نے بیان کیا اس کے مطابق ہر پیغمبر اور رسول نبی ہوگا، لیکن ہر نبی پیغمبر نہیں ہوگا جیسے یسع کہ وہ نبی اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے وصی تھے۔

بعض پیغمبر ایسی شریعت لے کر آئے جو بعض ان موارد اور اعمال کی جنھیں گزشتہ شریعتوں نے پیش کیا تھا، ناسخ قرار پائی جیسے حضرت موسیٰ کی شریعت سابق شریعتوں کی بہ نسبت اور بعض کی شریعت گزشتہ شریعت کو مکمل کرنے والی یا تجدید کرنے والی تھی جیسے حضرت ختمی مرتبتؐ کی شریعت حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن کی شریعت کی بہ نسبت، کہ خدا فرماتا ہے:

﴿ ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ ابراهيم حَنِيفاً... ﴾

پھر اُس وقت ہم نے تمھیں وحی کی کہ ابراہیمؑ کے پاک وپاکیزہ آئین کا اتباع کرو.(۱)

اور سورۂ مائدہ کی تیسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلامَ دِيناً ﴾

آج کے دن ہم نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو تمام کیا اور تمہارے لئے اسلام کو پسند کیا۔

ان چند اصطلاحوں سے آشنائی کے بعد کہ جن پر قرآن کریم، حدیث اور سیرت کی کتابوں میں انبیاء کی خبروں کا سمجھنا موقوف ہے. اب ہم انشاء اللہ ان کے اخبار کی تحقیق کریں گے اور اپنی بات کا آغاز حضرت آدم ابوالبشرؑ سے کریں گے۔

(۱) سورۂ نحل: آیت ۱۲۳.

حضرت آدم علیہ السلام

- حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے متعلق چند آیات.
- کلمات کی تشریح
- آیات کی تفسیر

آدم علیہ السلام کی خلقت

۱۔ خداوند سبحان سورۂ طٰہٰ کی ۱۱۵ اور ۱۲۲ آیات میں فرماتا ہے۔

﴿وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ☆... ☆ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ﴾

اور ہم نے آدم سے عہد و پیمان لیا (کہ شیطان کے دھوکے میں نہ آئیں) اور اس عہد میں اُن کو ثابت قدم اور پائدار نہیں پایا ☆... ☆ پھر خدا نے ان کی توبہ قبول کی اور ان کی ہدایت فرمائی اور انھیں مقام نبوت کے لئے انتخاب کیا۔

۲۔ سورۂ بقرہ کی ۲۷ اور ۳۰ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ☆ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ☆ قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ☆ قَالَ يَا آدَمُ أَنبِئْهُم بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنبَأَهُم بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ☆ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ☆ وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ☆ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ☆ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ☆ ﴾

☆ جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا: میں روئے زمین پر ایک جانشین بناؤں گا ان لوگوں نے

کہا آیا ایسے کو بنائے گا جو اس میں خونریزی اور فساد برپا کرتے ہیں؟ جب کہ ہم تیری تسبیح اور حمد کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں. فرمایا! جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور آدم کو تمام اسماء کی تعلیم دی اس کے بعد انھیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور ان سے سوال کیا اگر سچے ہو تو ان کے اسماء کے بارے میں مجھے خبر دو۔☆ بولے خداوند! تو منزہ ہے ہم تو وہی جانتے ہیں جو تو نے ہمیں سکھایا ہے تو دانا اور حکیم ہے۔☆

فرمایا: اے آدم! تم ان کے اسماء کی انھیں خبر دو جب آدم نے انھیں آگاہ کیا تو فرمایا: کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ ہم زمین و آسمان کے غیب کے بارے میں یا جو کچھ ظاہر اور مخفی رکھتے ہو اس سے باخبر ہیں☆

جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کا سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا جز ابلیس کے اس نے انکار کیا اور تکبر سے کام لیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔☆ اور ہم نے کہا اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں سکونت اختیار کرو اور وہاں پر جہاں سے چاہو کھاؤ جو تمھیں پسند آئے، لیکن اس درخت کے نزدیک نہ جانا ورنہ ستمگروں میں سے ہو جاؤ گے☆ شیطان نے انھیں فریب دینے کی کوشش کی اور انھیں جنّت سے باہر کر دیا اور میں نے کہا تم سب کے سب نیچے اترو تم میں سے بعض بعض کا دشمن ہوگا اور تمہارے لئے زمین میں ایک مدت تک کے لئے ٹھہر سکتے ہو اور اس سے بہرہ مند ہو سکتے ہو☆ پھر آدم نے اپنے خدا سے چند کلمات یاد کئے اور خدا نے ان کی توبہ قبول کی کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔☆

۳۔ سورۂ آل عمران کی ۳۳ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَ نُوحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾

خداوند عالم نے آدمؑ، نوحؑ، خاندان ابراہیمؑ اور خاندان عمران کو سارے جہان پر انتخاب کیا۔

سورۂ انعام کی ۸۹ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ...﴾

وہ لوگ (انبیاء) وہی ہیں جنھیں ہم نے آسمانی کتاب، فرمانروائی اور نبوت عطا کی ہے...

کلمات کی تشریح

۱. اجتباہ:

اسے چنا اور انتخاب کیا مفردات راغب میں مذکور ہے کہ: اجتباہ اللہ العبد یعنی یہ کہ خدا نے بندہ کو الٰہی فیض سے مخصوص کیا وہ بھی اس طرح سے کہ انواع واقسام کی نعمتیں اُس کے اختیار میں دے دیتا ہے بغیر اس کے کہ بندہ نے اس سلسلے میں کوئی کوشش کی ہو. یہ فیض انبیاء اور ان کے ہم مرتبہ صدیقین اور شہداء سے مخصوص ہے۔

۲. تابَ :

اُس نے توبہ کی. بندہ کی توبہ اس کی ندامت اور پشیمانی کا پتہ دیتی ہے اس گناہ سے جو انجام دیا ہے لہٰذا اس گناہ کے ترک کرنے کا ارادہ کرنا اور جہاں تک ممکن ہو اس کی تلافی اور تدارک کرنا بندہ کی توبہ ہے۔

لیکن ربّ کی توبہ کے معنی اپنے بندے کی توبہ قبول کرنا، اس کی خطاؤں سے درگذر کرنا، اس کے ساتھ لطف واحسان کرنا اور اس کی بخشش کرنا ہے۔

۳. خلیفة :

فرشتوں کی آفرینش سے متعلق ذکر شدہ بحثوں کے ذیل میں ہم کہیں گے:

خلیفہ کی لفظ قرآن میں مفرد اور جمع دونوں صورتوں میں ذکر ہوئی ہے اور مفرد، جمع کی ضمیر کے ساتھ بھی استعمال ہوئی ہے لیکن جہاں پر مفرد ذکر ہوئی ہے اس سے مراد زمین پر اصفیاء اللہ میں سے برگزیدہ شخص ہے اور جہاں جمع یا جمع کی ضمیر کے ساتھ استعمال ہوئی ہے وہاں اپنے سے پہلے والی قوموں کی جگہ پر زمین میں لوگوں کی جانشینی مراد ہے۔

پہلی وجہ سے متعلق:

۱۔ خدا کا فرشتوں سے خطاب: ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾

میں روئے زمین پر ایک خلیفہ بناؤں گا.

۲۔ خدا کا داؤدؑ سے خطاب:

﴿يَادَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ﴾

اے داؤد! ہم نے تمھیں زمین پر مقام خلافت عطا کیا. اگر پہلے مورد میں مراد یہ ہو کہ خدا نوع انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ اور جانشین بنائے گا۔

پھر داؤدؑ کے لئے مقام خلافت سے مخصوص ہونے کا شرف باقی نہیں رہ جاتا کیونکہ وہ بھی لوگوں میں سے ایک ہیں کہ خدا نے ان سب کو تا قیام قیامت زمین پر اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا ہے. اس بناء پر مجبوراً کہنا

چاہئے: اپنے فرشتوں سے خدا کے خطاب ﴿اِنّی جَاعِلٌ فی الاَرضِ خَلیفہ﴾ کا مطلب تنہا حضرت آدمؑ ہیں یا حضرت آدمؑ اور ان کی برگزیدہ اولاد جو لوگوں کے امام اور راہ راست کے پیشوا اور راہنما ہیں۔

دوسری وجہ سے متعلق:

۱۔ جہاں سورۂ اعراف کی ۶۹ ویں آیت میں حضرت ہودؑ کی اپنی قوم سے گفتگو کی حکایت کرتے ہوئے بیان فرماتا ہے۔

﴿... وَاذْکُرُوا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفاءَ مِنْ بَعدِ قَومِ نُوحٍ﴾

یاد رکھو خدا نے تمھیں قوم نوح کے جانشینوں میں قرار دیا ہے...

۲۔ اس کے بعد، صالح کی گفتگو اپنی قوم سے متعلق اسی سورۂ کی ۷۴ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاذْکُرُوا اِذْجَعَلَکُم خُلَفاءَ مِن بَعدِ عادٍ﴾

یاد رکھو کہ تمھیں قوم عاد کے بعد جانشین بنایا۔

کیسے ممکن ہے خدا کے دشمن جیسے عاد و ثمود کی اقوام اور ان سے پہلے نوحؑ کی قوم نافرمانی اور خدا سے دشمنی کے سبب، خدا نے انھیں ہلاک کیا اور انکو صفحہ ہستی سے مٹا دیا ہے، روئے زمین پر خدا کے خلفاء اور جانشین ہوں؟

اس لحاظ سے جناب ہود علیہ اسلام کی اپنے قوم سے گفتگو کا مطلب جو انھوں نے کی ہے:

﴿جَعَلَکُم خُلَفاء مِن بَعدِ قَومِ نُوحٍ﴾ یہ ہے کہ خدا نے روئے زمین پر تم کو قوم نوح کا جانشین قرار دیا ہے اور حضرت صالح کی اپنی قوم سے گفتگو کہ جو انھوں نے کی ہے:

﴿جَعَلَکُم خُلَفاء مِن بَعدِ قَومِ عادٍ﴾ یہ ہے کہ قوم عاد کے بعد تمھیں روئے زمین پر ان کا جانشین قرار دیا ہے۔

تیسری وجہ جو جمع کی ضمیر کے ساتھ ذکر ہوئی ہے وہ بھی اسی طرح سے ہے مثلاً سورۂ اعراف کی ۱۲۹ ویں آیت میں حضرت یونسؑ کے اپنی قوم سے خطاب میں اسی طرح ذکر ہوا ہے:

﴿عَسیٰ رَبُّکُمْ اَنْ یُهْلِکَ عَدُوَّکُم وَیَستَخلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ...﴾

امید ہے کہ خداوند عالم تمہارے دشمنوں کو زمین سے نابود کردے اور تمھیں روئے زمین پر ان کا جانشین قرار دے... مراد یہ ہے کہ خداوند عالم انھیں ان کے دشمنوں کی جگہ روئے زمین پر جانشین

قرار دے گا۔

۱.۴ لاسماء :

عربی لغت میں اسم کے دو معنی ہیں:

۱۔ ایسا لفظ جو مسمّیٰ پر دلالت کرتا ہے اور اسے دیگر تمام لوگوں سے ممتاز کرتا ہے مانند مکّہ جو کہ ایک شہر کا نام ہے جس میں کعبہ مشرفہ اور بیت اللہ الحرام پایا جاتا ہے اور اشخاص کے نام جیسے یوسف، فیصل، عباس وغیرہ۔

۲۔ ایسا لفظ جو مسمّیٰ کی حقیقت یا اس کی صفت پر دلالت کرتا ہے جیسے اس آیہ شریفہ میں لفظ (اسم) (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی) (اے ہمارے رسول!) اپنے خدا کے نام کی تسبیح کرو جو کہ تمام موجودات سے بلند و بالا ہے (سورۂ اعلیٰ آیت ۱) کہ یہاں پر مراد اسم خدا کی تسبیح کرنا نہیں ہے بلکہ مراد ربّ کی صفت ہے یعنی اپنے بلند رتبہ ربّ کی ربوبیت کو پاک و منزہ قرار دو ان چیزوں سے جو اس کی کبریائی کے لئے زیبا نہیں ہیں۔ اور اسی طرح سے یہ آیہ شریفہ ہے کہ فرماتا ہے ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ (آدم کو تمام اسماء کی تعلیم دی) اس سے یہاں پر یہ مراد نہیں ہے کہ خداوند عالم نے اپنے خلیفہ آدم کو مراکز کے اسماء جیسے بغداد، تہران اور لندن یا آدمی کے بدن کے اعضاء جیسے آنکھ، سر اور گردن یا پھلوں کے نام جیسے انجیر، زیتون اور انار، یا پتھروں جیسے یاقوت، دُر، زبرجد، یا معادن جیسے سونا، چاندی، پیتل، لوہا، وغیرہ وغیرہ کہ آدمی نے ان چیزوں کے مختلف عنوان سے نام رکھے ہیں، تعلیم دی ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ خدا نے اپنے خلیفہ کو اشیاء کے صفات اور ان کے حقائق سے آگاہ کیا ہے ہم نے خدا کی مرضی سے دوسری جلد میں ''(اسمائے حسنیٰ الٰہی'') کی بحث میں اسی سے متعلق تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

۵. نسبّح بحمدک:

سَبَحَ یعنی منزہ خیال کیا اور سبحان اللہ یعنی خدا پاک اور منزہ ہے۔

۶. نقدّس:

قدّس اللّٰہ تقدیساً، یعنی خدا کی شائستہ ترین انداز سے تقدیس کی۔ اور اس کی حمد و ثنا کی اور اسے عظیم اور باعظمت جانا اور اسے تمام ان چیزوں سے جو اس کی ذات اور مقام کے لئے مناسب اور شائستہ نہیں ہے اور مسند الوہیت کے لئے زیبا نہیں ہے، پاک و منزہ جانا۔

آیات کی تفسیر

خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ اسلام کی توبہ قبول کی اور اُن کا انتخاب کیا اور اپنی وحی کے لئے چنا ٹھیک اسی طرح جس طرح دیگر پیغمبروں کو لوگوں کی ہدایت کے لئے چنا ہے۔

ابن سعد کی طبقات اور احمد ابن حنبل کی مسند میں اسی طرح ذکر کیا گیا ہے اور ہم یہاں پر صرف ابن سعد کی طبقات سے عبارت نقل کرتے ہیں:

لوگوں نے حضرت آدمؑ کے سلسلہ میں حضرت رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آیا حضرت آدمؑ نبی تھے یا فرشتہ؟

تو رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا:

وہ نبی مکلّم تھے یعنی ایسے شخص تھے جن سے خدا نے وحی کے ذریعہ گفتگو کی ہے۔

حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ آپ نے کہا میں نے رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔ سب سے پہلے نبی کون تھے؟

فرمایا: آدمؑ۔

میں نے سوال کیا: کیا آدمؑ نبی تھے؟

جواب دیا: ہاں، نبی مکلّم تھے۔

میں نے پوچھا رسولوں کی تعداد کتنے افراد پر مشتمل تھی؟

جواب دیا: ان کی مجموعی تعداد تین سو پندرہ (۳۱۵) افراد پر مشتمل (۱) ہے۔

منجملہ وہ امور جو ان کی شریعت میں ذکر ہوئے ہیں، حج، خانہ کعبہ کے اردگرد طواف اور جمعہ کی نماز تھی۔

ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے:

رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور خدا کے نزدیک ان میں

---

(۱) طبقات ابن سعد، طبع بیروت، سال: ۱۳۷۶، ج ۱، ص ۳۲ و ۳۴، طبع یورپ، ص ۱۰ و ۱۲ اور مسند احمد، ج ۵، ص ۱۷۸، ۱۷۹، ۲۶۵، ۲۶۶ اور تاریخ طبری طبع یورپ، ج ۱، ص ۱۵۲ اور دوسری حدیثیں دوسرے مصادر میں مختلف الفاظ کے ساتھ۔

سب سے عظیم دن ہے، کیونکہ، خدا نے اُس دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی دن آدم ں کو زمین پر بھیجا اور اسی دن آدم علیہ السلام کو دنیا سے اٹھایا۔(۱)

حضرت آدمؑ ایسے پیغمبر تھے کہ خداوند سبحان نے انھیں کتاب اور حکمت عطا کی تھی تا کہ اپنے زمانے کے لوگوں کو کہ ان کے زمانے میں ان کی بیوی اور بچے تھے ہدایت کریں۔ وہ اولوالعزم پیغمبروں میں نہیں تھے یعنی بشیر (بشارت دینے والے) اور نذیر (ڈرانے والے) نہیں تھے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت آدمؑ کو عراق کی سرزمین پر جہاں انھوں نے وفات پائی ہے دفن کیا گیا ہے۔

حضرت آدمؑ نے اپنی حیات میں اپنے فرزند (شیث) سے وصیت کی اور انھیں اپنی شریعت کی حفاظت اور اس کی تبلیغ کی تاکید کی. خدا کی توفیق سے انشاء اللہ آیندہ فصل میں اس موضوع کے حالات کی تحقیق کریں گے۔

(۱) طبقات ابن سعد، طبع بیروت، ج ۱، ص ۳۰، طبع یورپ، ج ۱، ص ۸۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد اوصیاء سیرت کی کتابوں میں:

- مقدمہ
- شیث ہبۃ اللہ
- شیث کے فرزند انوش
- انوش کے فرزند قینان
- قینان کے فرزند مہلائیل
- مہلائیل کے فرزند یرد
- یرد کے فرزند اخنوخ (ادریس)
- اخنوخ (ادریس) کے فرزند متوشلح
- متوشلح کے فرزند لمک

مقدمہ

ابن سعد کی طبقات اور تاریخ طبری اور دیگر مآخذ میں اختصار کے ساتھ ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے فرمایا:

حوا سے آدم علیہ اسلام کے بیٹے ہبۃ اللہ پیدا ہوئے جنھیں عبری زبان میں (شیث) کہا جاتا ہے اور حضرت آدمؑ نے انھیں اپنا وصی قرار دیا۔ شیث انوش نامی فرزند کے باپ ہوئے اور جب شیث بیمار ہوئے تو انوش کو اپنا وصی اور جانشین بنایا اور دنیا سے رحلت کر گئے۔

انوش کے فرزند قینان اپنے باپ کے وصی ہوئے۔

قینان کے فرزند مہلائیل اپنے باپ کے وصی ہوئے۔

مہلائیل کے فرزند ''یردیا الیارد'' ان کے وصی ہوئے۔

اخنوخ کہ وہی ادریس پیغمبر ہیں یرد کے فرزند اور ان کے وصی ہیں۔(۱)

متوشلح کے فرزند لمک ان کے وصی ہوئے۔

یہ سارے مطالب ابن سعد اور طبری کی اس روایت کا خلاصہ ہیں جو ابن عباس سے حضرت آدمؑ کے اوصیاء کے اخبار سے متعلق مروی ہے۔

ان کے اخبار کافی بسط و تفصیل سے تاریخ یعقوبی متوفی ۲۸۴ھ اور مسعودی متوفی ۳۴۶ھ اور سبط ابن جوزی متوفی ۶۵۴ھ میں مذکور ہیں انشاء اللہ اس کی تفصیل بیان کی جائے گی۔

---

(۱)۔ مذکورہ اخبار کا پتہ لگانے کے لئے ملاحظہ فرمائیں ابن سعد کی طبقات، طبع یورپ، ج ۱، ص ۱۴۔ ۱۷؛ تاریخ طبری، طبع یورپ، ج ۱، ص ۱۵۳، ۱۶۵، ۱۶۶؛ شیث سے جناب آدمؑ کی وصیت کی خبر: تاریخ ابن اثیر میں، ج ۱، ص ۱۹۔ ۲۰ اور ج ۱، ص ۴۰۔ ۴۸ اور تاریخ ابن کثیر، ج ۱، ص ۹۸؛ تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۱۱، اُس میں ذکر کیا گیا ہے کہ اخنوخ وہی ادریس پیغمبر ہیں۔

شیث ہبۃ اللہ سیرت کی کتابوں میں

- شیث علیہ السلام کی ولادت
- حضرت شیث علیہ السلام سے حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت
- ان کا حکم اور خانہ خدا کا حج
- ان کا اپنے فرزند انوش علیہ السلام سے وصیت کرنا

حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت

مسعودی نے مروج الذھب میں تحریر فرمایا ہے:

جب جناب حوّا کے بطن میں شیث قرار پائے تو ان کی پیشانی سے نور چمکنے لگا. اور جب شیث پیدا ہو گئے تو وہ نور شیث میں منتقل ہو گیا اور جب شیث بالغ ہوئے اور ایک کامل اور پختہ جوان ہو گئے تو حضرت آدمؑ نے انھیں اپنا جانشین قرار دیا اور اپنی وصیت ان کے درمیان رکھی اور انھیں آگاہ کیا کہ وہ آدمؑ کے بعد خدا کی حجت اور روئے زمین پر خدا کے خلیفہ ہیں. انھیں چاہئے کہ اپنے جانشینوں تک حق کو پہنچائیں اور وہ دوسرے وہ شخص ہیں کہ خاتم الانبیاءؐ کا نور جن میں منتقل ہوا ہے۔(۱)

حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت حضرت شیث ل سے

اخبار الزمان میں مذکور ہے:

جب خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کی موت کا ارادہ کیا تو انھیں حکم دیا کہ اپنی وصیت اپنے فرزند شیث کے حوالے کر دیں اور تمام وہ علوم و دانش جو انھیں تعلیم دیئے گئے تھے انھیں تعلیم دے دیں، تو آدمؑ نے ایسا ہی کیا۔(۲)

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

جب حضرت آدمؑ کی موت کا وقت قریب آیا تو حضرت شیثؑ اپنے فرزند اور پوتوں کے ہمراہ ان کی خدمت میں پہونچے حضرت آدمؑ نے اُن پر درود بھیجا اور ان کے لئے خداوند عالم سے برکت کی درخواست

---

(۱) مسعودی کی مروج الذھب کی ج ۱، ص ۴۷، ۴۸ میں شیث کے حالات زندگی کا خلاصہ. (۲) مسعودی کی اخبار الزمان کا خلاصہ، طبع دار الاندلس بیروت ۱۹۷۸ء، سبط ابن جوزی نے بھی بعض اخبار وصیت کو شیث کے حالات زندگی کے ضمن میں مرآۃ الزمان نامی کتاب، طبع دار الشروق بیروت ۱۴۰۵ھ ص ۲۲۳ پر ذکر کیا ہے.

کی، پھر اُس کے بعد اپنی وصیت شیث کے حوالے کی اور انھیں حکم دیا کہ ان کے جسد کی حفاظت کریں اور ان کے مرنے کے بعد غار گنج میں رکھدیں اور پھر اس کے بعد اپنی رحلت کے وقت اپنے فرزند اور پوتوں کو یکے بعد دیگرے وصیت کریں اور موت کے وقت ہر شخص دوسرے کو اپنا وصی و جانشین بنائے؛ اور جب اپنی سرزمین سے نیچے آجائیں تو ان کے جسد کو لے کر زمین کے وسط (درمیان) میں رکھ دیں. پھر شیث کو حکم دیا کہ ان کے بعد ان کے فرزندوں میں ان کا قائم مقام رہتے ہوئے، انھیں تقوای الٰہی اور اس کی عبادت و پرستش کا حکم دیں اور انھیں قابیلیوں کے ساتھ مخلوط ہونے سے روکیں، پھر اس کے بعد حضرت آدمؑ نے ان تمام پر درود بھیجا اور آپ کی آنکھ بند ہوگئی اور جمعہ کے دن دنیا سے رحلت کر گئے۔(۱)

ان کا فیصلہ اور خانۂ خدا کا حج

الف۔ تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

شیثؑ اپنے باپ حضرت آدمؑ کی موت کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور لوگوں کو تقوائے الٰہی اور نیک کاموں کا حکم دیا۔(۲)

اخبار الزمان میں ذکر ہے کہ: خداوند عالم نے حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کریں اور حج و عمرہ بجالائیں شیثؑ سب سے پہلے انسان ہیں جنھوں نے عمرہ کیا ہے۔(۳)

ب۔ مرآۃ الزمان کتاب میں مذکور ہے:

جب حضرت آدمؑ دنیا سے رخصت ہوگئے، شیثؑ مکّہ تشریف لائے اور حج و عمرہ انجام دیا اور خانہ کعبہ کی فرسودگی اور پرانے ہونے کے بعد اس کی نئے سرے سے تعمیر کی اور اسے پتھر اور مٹی سے تعمیر کر کے زمین کی آبادی و عمران کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے باپ کے مانند مفسدوں پر حدود الٰہی کا اجراء کیا۔(۴)

ج۔ مروج الذھب نامی کتاب میں مذکور ہے:

جب حضرت آدمؑ نے شیثؑ سے وصیت کی تو شیث نے اس کے مضمون کو ذہن میں رکھ لیا اور لوگوں کے درمیان حکومت اور فرمانروائی کرنے لگے اور باپ کے قوانین کا اجراء کیا پھر اس کے بعد ان کی بیوی

---

(۱) تاریخ یعقوبی، طبع بیروت، ج۱، ص۷۔ (۲) تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۸۔ (۳) اخبار الزمان، ص۷۶۔ (۴) مرآۃ الزمان، ص۲۲۳۔

حاملہ ہوئیں اور انوش کو جنم دیا یہی وقت تھا کہ شیث کی پیشانی میں موجود درخشاں نور انوش میں منتقل ہو گیا۔ یہ انتقال ان کی ولادت کے وقت عمل میں آیا۔ جب انوش بالغ ہوئے اور کمال کی منزل کو پہونچے تو شیث نے حضرت آدم ں کی امانت ان کے حوالے کی اور انھیں اس وصیت کی کرامت، عظمت، شرافت اور مرتبہ سے آگاہ کیا اور انھیں وصیت کی کہ (وہ بھی) اپنے فرزند کو اس شرف و کرامت کی حقیقت سے آگاہ کریں اور وہ اپنے فرزندوں کو بھی اس امر سے آگاہ کریں اور اس وصیت کے امر کو جب تک نسلوں کا سلسلہ قائم ہے یکے بعد دیگرے آپس میں منتقل کرتے رہیں۔(۱)

وصیت کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا اور ایک صدی سے دوسری صدی تک منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ خداوند عالم نے نور تاباں کو جناب عبدالمطلب اور اُن سے اُن کے فرزند عبداللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد تک پہنچایا اور ہم انشاء اللہ ان میں سے بعض اخبار کو اجداد پیغمبرؐ کے اخبار کے ضمن میں ذکر کریں گے۔

شیثؑ کی اپنے فرزند انوش سے وصیت

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

جب شیث کی موت کا زمانہ آیا تو ان کے فرزندوں اور پوتوں نے کہ جن میں انوش، قینان، مہلائیل، یرد، اخنوخ اور ان کی عورتیں اور بچے شامل تھے، ان کے بستر کے پاس سب جمع ہو گئے شیثؑ نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت طلب کی اور تمام چیزوں سے پہلے اس بات کی وصیت کی کہ قابیل ملعون کی اولاد کے قریب نہ جائیں اور ان سے رفت و آمد نہ رکھیں، پھر اس وقت اپنے بیٹے انوش سے وصیت کی اور انھیں حکم دیا کہ حضرت آدمؑ کے جسد کو اسی طرح محفوظ رکھیں۔ اور یہ کہ تقوائے الٰہی اختیار کریں اور اپنی قوم کو بھی تقوائے الٰہی اور نیکی کا حکم دیں؛ پھر اس کے بعد آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔(۲)

(۱) مروج الذہب، مسعودی، ۱۔ ۴۸۔ (۲) تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۸۔ ۹۔

حضرت شیث علیہ السلام کے فرزند انوش علیہ السلام

- انوش علیہ السلام کی ولادت اور ان سے شیث علیہ السلام کی وصیت اور خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کا ان میں منتقل ہونا.
- انوش علیہ السلام سب سے پہلے شخص جنھوں نے درخت لگایا اور زراعت کی.
- انوش علیہ السلام کی اپنے فرزند قینان سے وصیت اور حضرت آدم علیہ السلام کے صحیفوں کی انھیں تعلیم
- انوش علیہ السلام کی وفات

انوشؑ کی ولادت اوران سے شیثؑ کی وصیت اور خاتم الانبیاءؐ کے نور کا ان میں منتقل ہونا۔

مرآۃ الزمان میں مذکور ہے:

انوش حضرت آدمؑ کی حیات ہی میں پیدا ہو چکے تھے. جب حضرت شیثؑ نے اپنی موت کو قریب پایا تو اپنے فرزند انوش کو اپنا وصی قرار دیا اور انھیں اس نور سے جو ولادت کے وقت اُن میں منتقل ہوا تھا (یعنی حضرت خاتم الانبیاء کا نور کہ ان کی نسل سے دنیا میں آئیں گے) آگاہ کیا اور انھیں حکم دیا کہ اپنی اولاد کو اس افتخار و شرف سے کہ ایک بزرگ سے دوسرے بزرگ اور ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوگا آگاہ کریں۔

انوش نے اپنے باپ کے انتقال کے بعد ان کے فرامین کی انجام دہی میں س بہترین طریقہ اپنایا اور رعایا کے امور کی تدبیر اور قوانین الٰہی کے اجراء کے لئے اپنے باپ کے زمانے کی طرح قیام کیا وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے خرمے کا درخت لگایا اور زمین میں دانہ ڈالا۔(۱)

سب سے پہلا شخص جس نے درخت لگایا اور کھیتی کی

مروج الذھب میں مذکور ہے:

انوش نے زمین کو آباد کرنے اور اُسے قابل زارعت بنانے کے لئے اقدام کیا اس کے بعد ان کے فرزند قینان پیدا ہوئے، تابندہ نور قینان کی پیشانی پر درخشندہ ہوا انوش نے اس نور کے بارے میں قینان سے عہد و پیمان لیا (۲) (یعنی ان سے عہد و پیمان لیا کہ پیغمبر ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے حاملین کو جو کہ انھیں کے فرزندوں میں سے ہوں گے اس نور کے وجود اور اس کی برکت سے آگاہ کریں گے۔

---

(۱) مرآۃ الزمان، ص ۲۲۳، (۲) مروج الذھب، مسعودی، ج ۱، ص ۴۹۔

انوش کی اپنے فرزند قینان کو وصیت اور انھیں حضرت آدم علیہ السلام کے صحیفوں کی تعلیم دینا

اخبار الزمان میں مذکور ہے:

انوش حضرت شیثؑ کے فرزند تھے جو کہ ان کے سب سے پہلے فرزند شمار کئے جاتے ہیں اور اپنے باپ کے وصی تھے. انوش نے بھی اپنی رحلت کے وقت اپنے بیٹے قینان کو اپنا وصی بنایا اور (حضرت آدمؑ کے) صحیفوں کی تعلیم دی۔(۱)

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

شیثؑ کے فرزند انوش نے اپنے باپ اور دادا کی وصیت کی حفاظت اور نگہداشت کی. اور انھوں نے باحسن الوجوہ خدا کی بندگی اور عبادت کی اور اپنی قوم کو بھی حکم دیا کہ خدا کی احسن طریقہ سے عبادت و پرستش کریں۔(۲)

انوش علیہ السلام کی وفات

تاریخ طبری میں مذکور ہے:

انوشؑ اپنے باپ کے بعد ملکی نظام کو چلانے اور رعایا کے نظم و تدبیر میں مشغول ہو گئے.(۳)

جب رحلت کا وقت قریب آیا تو اپنے فرزندوں اور فرزندوں کے فرزندوں (پوتوں) مہلائیل، برد، اخنوخ (ادریس) متوشلخ اور ان کی عورتوں اور ان کے فرزندوں کو بلایا. اور جب سب حاضر ہو گئے تو سب پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت کی درخواست کی؛ اور اس بات سے منع فرمایا کہ ان کے فرزندوں میں سے کوئی بھی قابیل ملعون کی اولاد سے معاشرت اور رفت و آمد کرے، پھر اس وقت قینان کو اپنا وصی نامزد کیا اور انھیں حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت کی وصیت کی اور سب کو حکم دیا کہ ان کی خدمت میں خدا کی نماز پڑھیں اور اس کی بکثرت تقدیس کریں. پھر اس وقت آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔(۴)

(۱) اخبار الزمان ص ۲۲۳۔۲۲۴. (۲) تاریخ یعقوبی، طبع بیروت، ج ۱، ص ۸. (۳) تاریخ طبری، طبع یورپ، ج ۱، ص ۱۶۵
(۴) تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۸۔۹.

انوش علیہ السلام کے فرزند قینان علیہ السلام

- قینان کا عرصہ وجود پر قدم رکھنا اور ان کی پیشانی میں خاتم الانبیاءؐ کے نور کا درخشاں ہونا
- انوش نے قینان کو حضرت آدم علیہ السلام کے صحیفوں کی تعلیم دیتے ہوئے حکم دیا کہ نماز قائم کریں اور تمام احکام کا اجراء کریں
- قینان کی اپنے فرزند مہلائیل سے وصیت

حضرت قینان علیہ السلام کا عرصہ وجود پر قدم رکھنا اور ان کی پیشانی میں حضرت خاتم الانبیاء کے نور کا درخشاں ہونا.

الف۔ مروج الذھب میں ذکر کیا گیا ہے:

انوش کے فرزند قینان پیدا ہوئے جب کہ وہ نورِ معہود (خاتم الانبیاءؐ کا نور) ان کی پیشانی میں ضوبار تھا انوش نے قینان کے پیدا ہو جانے کے بعد ان کی جانشینی اور وصایت کے بارے میں دوسروں سے عہد و پیمان لیا.(۱)

ب۔ مرآۃ الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

جب حضرت انوش کی موت کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے فرزند قینان سے وصیت کی اور وہ معہود نور قینان میں منتقل ہو گیا۔

انوش نے قینان کو اس راز کی حقیقت سے جو انھیں سپرد کیا گیا تھا آگاہ کیا پھر انوش کے انتقال کے بعد قینان نے باپ کی روش اپنائی۔(۲)

مؤلف فرماتے ہیں: سر سے مراد، وہی حضرت خاتم الانبیاءؐ کا نور ہے کہ جو پے در پے ایک سے دوسرے میں منتقل ہوتا رہا اور ہم انشاء اللہ اس عہد کے معنی کی خدا کی مرضی سے انھیں مطالب کے ذیل میں تحقیق کریں گے.

انوش نے صحیفوں کی قینان کو تعلیم دی اور انھیں نماز قائم کرنے اور دیگر احکام کا حکم دیا.

اخبار الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

انوش نے اپنے فرزند قینان کو اپنا وصی مقرر کیا. وہ اس سے پہلے حضرت آدمؑ کے صحیفوں کی تعلیم انھیں

---

(۱) مروج الذھب، ج ۱، ص ۳۹. (۲) مرآۃ الزمان، ص ۲۲۴.

دے چکے تھے اور زمین کے ٹکڑوں اور اس بات کو کہ کون کون سی چیز ان کے اندر ہے ان کے لئے بیان کیا۔
انھوں نے قینان کو حکم دیا کہ نماز قائم کریں زکاۃ دیں، حج بجالائیں اور قابیل کی اولاد سے جنگ کریں قینان نے حکم کی تعمیل کی اور باپ کے دستورات کا اجراء کیا۔(۱)

قینان کی اپنے فرزند مہلائیل سے وصیت

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

قینان ایک خلیق، ملنسار اہل تقویٰ اور پرہیزگار انسان تھے اپنے باپ کے بعد وظائف کے انجام دینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی قوم کو خدا کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کی بنحو احسن عبادت کرنے اور حضرت آدمؑ اور حضرت شیثؑ کی وصیتوں کی پیروی کا حکم دیا۔ اور جب قینان کی موت کا وقت قریب آیا تو ان کے فرزند اور فرزندوں کے فرزند ''پوتے'' یعنی مہلائیل، یرد، متوشلح، لمک ان کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے پاس جمع ہوگئے۔ قینان نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت کی دعا کی پھر اس وقت مہلائیل سے وصیت کی اور انھیں حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت اور نگہداشت کا حکم دیا۔(۲)

---

(۱) اخبار الزمان، ص ۷۷۔ (۲) تاریخ یعقوبی۔ ج ۱، ص ۹۔

قینان علیہ السلام کے فرزند مہلائیل علیہ السلام

- مہلائیل علیہ السلام اپنی قوم کو خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیتے ہیں.
- مہلائیل علیہ السلام وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے درخت کاٹا، شہروں اور مساجد کی بناڈالی اور معدنیات کے نکالنے میں مشغول ہوئے.
- مہلائیل علیہ السلام اپنے فرزند یرد کو وصیت کرتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کے صحیفوں کی انھیں تعلیم دیتے ہیں.
- مہلائیل علیہ السلام اپنی قوم کو اپنے فرزند یرد کے اندر حضرت خاتم الانبیاءؐ کے نور کے منتقل ہونے کی خبر دیتے ہیں.

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

قینان کے بعد ان کے وصی مہلائیل اپنی قوم کے درمیان آئے اور انھیں خداوند عالم کی اطاعت اور اپنے باپ کی وصیت کا اتباع کرنے کا حکم دیا۔

جب مہلائیل کی موت کا زمانہ قریب آیا، تو انھوں نے اپنے فرزند (یرد) کو اپنا وصی اعلان کیا اور حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت کی وصیت کی پھر وہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔(۱)

مرآۃ الزمان میں مذکور ہے:

قینان نے موت کے وقت اپنے فرزند مہلائیل کو اپنا وصی قرار دیا اور انھیں اُس نور کے بارے میں جو ان تک منتقل ہوا ہے آگاہ کیا۔ مہلائیل نے بھی باپ کی سیرت کو لوگوں کے ساتھ قائم رکھا۔(۲)

مہلائیل وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے گھر بنایا، مسجدیں قائم کیں اور معدن (کان) کا استخراج کیا:

تاریخ طبری میں مذکور ہے کہ:

حضرت مہلائیلؑ وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے درخت کاٹ کر (اس کی لکڑی سے فائدہ اٹھایا اور) گھر بنایا اور معدن کے استخراج میں مشغول ہوئے۔ اور اپنے زمانے کے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ عبادت کے لئے کسی مخصوص جگہ کا انتظام کریں، وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے روئے زمین پر شہروں کی بنیاد ڈالی؛ انھوں نے دو شہروں کی بنیاد ڈالی ہے ایک کوفہ کے اطراف میں بابل اور دوسرا اشوش نامی شہر ہے۔(۳)

تاریخ کامل ابن اثیر میں مذکور ہے کہ:

مہلائیل وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے لوہے کا استخراج کیا اور اس سے صنعت کے آلات بنائے انھوں نے لوگوں کو زراعت اور کسانی کی تشویق دلائی اور حکم دیا کہ درندہ جانوروں کو مار کر اور ان کی کھال سے جسم چھپائیں۔ گائے، بھیڑ اور دیگر جنگلی حیوانات کا سر کاٹ کر ان کے گوشت سے استفادہ کریں یعنی کھائیں۔(۴)

---

(۱) تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۱۰. (۲) مرآۃ الزمان، ص۲۲۴. (۳) تاریخ طبری۔ ج۱، ص۱۶۸. (۴) الکامل فی التاریخ، ۱، ص۲۲.

مہلائیل علیہ السلام کی اپنے فرزندیردں سے وصیت

اخبارالزمان میں مذکور ہے کہ: مہلائیل نے اپنے فرزند یوارد (یرد) کو اپنا جانشین بنایا اور حضرت آدمؑ کے صحیفوں کی تعلیم دی اور زمین کے حصّوں اور اس بات کی کہ دنیا میں کیا ہوگا انھیں تعلیم دی؛ اور کتاب سر ملکوت کہ جسے مہلائیل فرشتے نے حضرت آدمؑ کو تعلیم دی تھی اور جسے اوصیاء مہر شدہ اور لفافہ بند میراث پاتے تھے ان کے حوالے کیا۔(۱)

(۱) اخبارالزمان، ص ۷۷۔

مہلائیل علیہ السلام کے فرزند یوارد علیہ السلام

- یوارد کا پیدا ہونا اور حضرت خاتم الانبیاءؐ کے نور کا ان میں منتقل ہونا.
- ان کے باپ مہلائیل کی ان سے وصیت.
- یوارد علیہ السلام کی اپنے فرزند اخنوخ علیہ السلام (ادریس پیغمبر علیہ السلام) سے وصیت.

یرد کا عرصۂ وجود پر قدم رکھنا اور ان میں نور کا منتقل ہونا

مروج الذھب میں مذکور ہے:

یوارد،(۱) مہلائیل کے فرزند دنیا میں تشریف لائے اور وہ نور جو (ایک وصی سے دوسرے وصی تک) بعنوان ارث پہنچتا رہا ان تک منتقل ہوا، عہد و پیمان ہوا اور حق اپنی جگہ ثابت اور برقرار ہو گیا۔(۲)

مہلائیل کی اپنے فرزند یرد سے وصیت

کتاب مرآۃ الزمان میں مذکور ہے:

مہلائیل نے اپنے فرزند یرد سے وصیت کی اور انھیں سرّ مکنون (پوشیدہ راز) اور حضرت خاتم محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے انتقال کے بارے میں خبر دی. یرد نے صالحین اور نیک افراد کی سیرت اپنائی۔

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

مہلائیل کے بعد یرد ان کے جانشین ہوئے. وہ ایک باایمان اور خداوند عزّ وجل کے کامل عبادت گذار انسان تھے اور شب و روز میں بہت زیادہ نمازیں پڑھتے تھے۔

یرد کا زمانہ تھا کہ شیثؑ کے فرزندوں نے کئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا (اور شیثؑ اور دیگر افراد کی وصیت کے برخلاف، کوہ رحمت سے) نیچے آکر قابیلیوں کی سرزمین پر قدم رکھ دیا اور ان کے ساتھ گناہوں میں شریک ہو گئے۔(۳)

یرد علیہ السلام کی اپنے فرزند ادریس سے وصیت

جب یردؑ کی موت کا زمانہ قریب آیا تو ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد یعنی اخنوخ، متوشلح، نوح اور لمک ان کے پاس جمع ہو گئے یرد نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت کی دعا کی اس گھڑی اپنے فرزند اخنوخ (ادریس) کو حکم دیا کہ ہمیشہ غار گنج میں (کہ جس میں حضرت آدم کا جسد ہے) نماز پڑھیں، پھر آنکھ بند ہوئی اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔(۴)

---

(۱) عربی توریت کے نسخوں میں یرد کو "یوارد" لکھا گیا ہے اور مرآۃ الزمان کے ص ۲۲۴ میں "یرد" کو توریت میں موجود یوارد کی تقریب کے عنوان سے استعمال کیا گیا ہے تاریخ یعقوبی کی پہلی جلد کے دسویں (۱۰) صفحہ میں یوارد کو مخفف کر کے یرد لکھا گیا ہے. مروج الذھب، ج ۱، ص ۵۰ پر "لور" کو تحریف کر کے استعمال کیا گیا ہے لیکن اخبار الزمان ص ۷۷ اور تاریخ ابن اثیر، ج ۱، ص ۲۲ اور طبری، ج ۱، ص ۱۶۸ پر یوارد ہی مرقوم ہے۔(۲) مروج الذھب، مسعودی، ج ۱، ص ۵۰۔(۳) تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۱۱، اخبار الزمان، ص ۷۷۔(۴) تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۱۱۔

خدا کے پیغمبر ادریس (اخنوخ) علیہ السلام

- قرآن کریم میں ادریس علیہ السلام کا نام.
- ادریس علیہ السلام سیرت کی کتابوں میں.
- آسمانی صحیفوں کا ادریس علیہ السلام پر نازل ہونا.
- خداوند عالم نے ادریس علیہ السلام کو مہینوں اور ستاروں کے اسماء تعلیم دیئے.
- ادریس علیہ السلام وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے سوئی اور دھاگہ کا استعمال کیا اور کپڑا سلا.
- حضرت ادریس علیہ السلام کے عہد میں شیث علیہ السلام اور قابیل کے فرزندوں کے درمیان اختلاط.
- ادریس علیہ السلام کی اپنے بیٹے متوشلح علیہ السلام سے وصیت.

۱۔قرآن کریم میں ادریس کا نام

خداوند عالم سورۂ مریم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾

اس کتاب میں ادریس کو یاد کرو کہ وہ صدیق پیغمبر تھے اور ہم نے ان کو بلند مقام عطا کیا ہے۔(۱)

کلمات کی تشریح

الف۔ صدّیق:

اللہ اور اس کے پیغمبروں کے تمام اوامر کی تصدیق کرنے والا جیسا کہ سورۂ حدید میں فرماتا ہے۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ...﴾ (۲)

جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں وہ لوگ صدیق ہیں۔

ایسی چیز کا امکان نہیں ہے مگر جب امر الٰہی کے قبول کرنے اور خواہشات نفسانی کے ترک کرنے میں انسان کا قول و فعل ایک ہو۔ اس لحاظ سے صدیقین کا مرتبہ انبیاء کے بعد ہے اور ہر نبی صدیق ہے لیکن بعض صدیقین انبیاء میں سے نہیں ہیں۔

ب۔ علیّاً:

علیّاً یہاں پر بلند و بالا مکان کے معنی میں ہے اور توریت میں مذکور ہے کہ اخنوخ خدا کے ہمراہ گئے لیکن دکھائی نہیں دیئے کیونکہ خدا نے ان کو اٹھا لیا تھا۔

۲۔ادریس علیہ السلام سیرت کی کتابوں میں

ادریسؑ کا عرصۂ وجود پر قدم رکھنا اور خاتم الانبیاءؐ کا نوران میں منتقل ہونا۔

(۱) سورۂ مریم: آیت: ۵۶، ۵۷۔ (۲) سورۂ حدید: آیت: ۱۹۔

تاریخ طبری میں مذکور ہے۔

حضرت ادریسؑ کے والد یرد اور ان کی ماں برکنا تھیں وہ اُس وقت پیدا ہوئے جب حضرت آدمؑ کی عمر کے ۶۲۲ سال گذر چکے تھے۔ وہ اس اعتبار سے ادریس کہلائے کہ انھوں نے آدمؑ اور شیثؑ کے صحیفوں کا کافی مطالعہ کیا کرتے تھے۔

حضرت آدمؑ کے بعد سب سے پہلے پیغمبر حضرت ادریسؑ ہیں۔ وہ نور محمدی کے حامل تھے اور یہ سب سے پہلے انسان ہیں جنھوں نے لباس سل کر زیب تن کیا تھا۔

حدیث میں مذکور ہے کہ انبیاء حضرات کا رزق یا کاشت کاری کے ذریعہ حاصل ہوتا تھا یا جانوروں کی رکھوالی کے ذریعہ سوائے ادریس پیغمبر کے کہ وہ خیاط یعنی درزی تھے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: کوفہ میں مسجد سہلہ حضرت ادریسؑ کا گھر تھا جہاں آپؑ سلائی کرتے اور نماز پڑھتے تھے۔

جب ادریسؑ ۶۵ رسال کے ہوئے تو (ادانہ) نامی ایک عورت سے شادی کی اور اس سے متوشلح اور دیگر بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں پھر اس وقت شیث کی اولاد سے خدا کی عبادت کی درخواست کی اور یہ خواہش کی کہ شیطان کی پیروی نہ کریں۔ اور قابیلیوں سے برے اعمال، زشت افعال اور گمراہی میں اختلاط نہ کریں، لیکن انھوں نے ان کی بات نہیں مانی اور ان میں سے بعض گروہ قابیلیوں سے مخلوط ہو گئے، محرمات اور گناہوں کا ارتکاب انکے درمیان حد سے زیادہ ہو گیا جس قدر حضرت ادریسؑ انھیں خیر کی طرف راہنمائی کرتے اور گناہوں سے روکتے وہ اتنا ہی سرپچی کرتے اور برے کاموں سے دست بردار نہیں ہوتے تھے۔ لہٰذا انھوں نے راہ خدا میں ان سے جنگ کی، کچھ کو قتل کیا اور قابیلیوں کی اولاد کے کچھ گروہ کو اسیر کر کے غلام بنالیا یہ تمام واقعات حضرت آدمؑ کی زندگی میں رونما ہو چکے تھے۔

جب حضرت ادریسؑ ۳۰۸ سال کے سن کو پہنچے تو حضرت آدمؑ دنیا سے رحلت کر گئے۔

ادریسؑ نے ۳۶۵ رسال کی عمر میں فرمان خداوندی کے مطابق اپنے فرزند متوشلح کو اپنی جانشینی کے لئے انتخاب کیا اور ان کو اور ان کے اہل وعیال کو یاددہانی کرائی کہ خداوند عالم قابیل کی اولاد اور جوان کے ساتھ معاشرت رکھے گا اور ان کی طرف مائل ہوگا ان کو عذاب کرے گا، لہٰذا اس اعتبار سے انھیں ان کی معاشرت اور اختلاط سے منع کیا۔ (۱)

(۱) تاریخ طبری، ج ۱، ص ۱۱۵، ۱۱۷۔

اسی ہنگام میں ان کے وصی (متوشلخ) کا سن جو کہ نور محمدی کے حامل تھے، ۳۰۰ رسال ہو چکا تھا اور ان کے آباء واجداد یرد سے لے کر شیث تک سب کے سب زندہ وحیات تھے۔(۱)

حضرت ادریس علیہ السلام پر آسمانی صحیفوں کا نزول اور ان کا سلائی کرنا

مروج الذھب میں مذکور ہے:

یرد کے بعد آپ کے فرزند اخنوخ کہ وہی ادریس پیغمبر ہیں باپ کے جانشین ہوئے. صابئین (۲) کا خیال یہ ہے کہ ادریس وہی ھرمس ہیں اور وہی ہیں جن کے بارے میں خداوند عزوجل نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ انھیں بلند جگہ تک لے گیا، ادریس وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے سب سے پہلے خیاطی کی اور سلنے کے لئے سوئی کا استعمال کیا. ادریس پیغمبرؑ پر ۳۰ رصحیفے نازل ہوئے اور ان سے قبل حضرت آدمؑ پر ۲۱ ر صحیفے اور شیثؑ پر ۲۹ رصحیفے نازل ہوئے ہیں کہ اس میں تسبیح وتہلیل کا تذکرہ ہے۔(۳)

خداوند عالم نے حضرت ادریسؑ کو برجوں اور ستاروں کے اسماء کی تعلیم دی

ادریس پیغمبرؑ حضرت آدمؑ کے زمانے میں پیدا ہوئے وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے قابیل کی اولاد اور پوتوں کو اسیر کیا اور ان میں سے بعض کو غلام بنایا. آپ علم نجوم، آسمان کی کیفیت، بارہ برجوں اور کواکب و سیارات کے بارے میں کافی اطلاع رکھتے تھے. خداوند عالم نے انھیں ان تمام چیزوں کی شناخت کے بارے میں الہام فرمایا تھا۔(۴)

ادریسؑ کے زمانے میں شیث اور قابیل کے پوتوں کے درمیان اختلاط

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

یرد کے بعد ان کے فرزند اخنوخ اپنے باپ کے جانشین ہوئے اور خداوند سبحان کی عبادت میں مشغول ہوگئے اخنوخ کے زمانے میں حضرت شیثؑ کی اولاد اور اولاد کی اولاد ان کی عورتیں اور ان کے بچے (کوہ رحمت سے) نیچے آگئے اور قابیلیوں کے پاس چلے گئے اور ان سے خلط ملط ہوگئے. شیث کے پوتوں کا یہ کارنامہ حضرت اخنوخ کو گراں گذرا، لہذا اپنے فرزند متوشلخ اور پوتے لمک اور نوح کو بلایا اور ان سے کہا:

(۱) تاریخ طبری ج ۱، صفحہ ۱۱۷ اور ۱۱۸ ملاحظہ ہو. (۲) فرہنگ فارسی معین، ج ۵، ص ۹۶۳ ملاحظہ ہو. (۳) مروج الذھب، مسعودی، ج ۱، ص ۵۰. (۴)۔ مرآۃ الزمان۔ ص ۲۲۹.

''میں جانتا ہوں کہ خداوند عالم اس امت کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا اور ان پر رحم نہیں کرے گا''۔

اخنوخ وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے سب سے پہلے قلم ہاتھ میں لیا اور تحریر لکھی. انھوں نے اپنے فرزندوں کو وصیت کی کہ خدا کی خالصانہ انداز میں عبادت کریں اور صدق و یقین کا استعمال کریں۔

پھر اُس وقت خدا نے حضرت ادریس کو زمین سے آسمان پر اٹھالیا(۱).

جو کچھ ذکر ہوا اس کی بناء پر حضرت ادریس صدیق اور نبی تھے، خدا نے انھیں کتاب و حکمت عنایت کی تھی اور انھوں نے اپنے زمانے کے لوگوں کو اللہ کی شریعت کی طرف راہنمائی کی تھی پھر خدا نے انھیں بلند مقام عطا کیا ان تمام چیزوں اور خوبیوں کے باوجود وہ اپنی قوم کی پیغمبری کے لئے خدا کی طرف سے مبعوث نہیں ہوئے اور خدا کی طرف سے کسی آیت اور معجزہ کے ذریعہ ان کے ڈرانے والے اور منذر نہیں تھے.

طبقات ابن سعد میں اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا:

حضرت آدمؑ کے بعد سب سے پہلے نبی حضرت ادریسؑ تھے کہ وہی اخنوخ یرد کے فرزند ہیں...اخنوخ کے فرزند کا نام متوشلخ تھا جو کہ اپنے باپ کے وصی تھے، ان کے علاوہ دیگر اولاد بھی تھی. متوشلخ کے فرزند لمک ہیں جو اپنے باپ کے وصی تھے اور ان کے علاوہ بھی دیگر اولاد تھی لمک کے فرزند حضرت نوحؑ تھے...(۲)

یوارد کی وصیت اپنے فرزند اخنوخ سے

کتاب اخبار الزمان میں مذکور ہے:

یوارد نے اخنوخ کو وصیت کی اور ان تمام علوم کی انھیں تعلیم دی جو خود جانتے تھے اور مصحف سر انکے سپرد کیا.

---

(۱) تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۱۱، طبع بیروت دار صادر؛ تاریخ طبری۔ ج۱، ص۱۷۳، ۳۵۰ طبع یورپ؛

طبقات ابن سعد، طبع بیروت، ج۱، ص۳۹، طبع یورپ، ج۱، ص۱۶ ادریس پیغمبر کے اخبار کے بیان میں؛

اخبار الزمان، ص، ۷۷؛ مروج الذهب، ج۱، ص۵۰، مرآۃ الزمان، ص۲۲۹؛

ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کی خبر تاریخ یعقوبی اور مرآۃ الزمان میں آئی ہے.

(۲) طبقات ابن سعد، طبع بیروت، ج۱، ص۳۹، طبع یورپ، ج۱، ص۱۶ ادریس پیغمبر کے اخبار کے بیان میں.

اخنوخ یا ادریس پیغمبر علیہ السلام کے فرزند متوشلح علیہ السلام

- ادریس علیہ السلام نے اپنے فرزند متوشلح علیہ السلام کو وصیت کی اور انھیں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے جوان میں منتقل ہوا تھا آپؐ نے آگاہ کیا.
- شہروں کا ان کے ذریعہ آباد ہونا.
- سب سے پہلے انسان جو سواری پر سوار ہوئے.

حضرت ادریس کا اپنے فرزند سے وصیت کرنا اور خاتم الانبیاءؐ کا نور

اخبار الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

ادریس نے اپنے فرزند متوشلخ کو وصیت کی کیونکہ خداوند سبحان نے انھیں وحی کی تھی کہ اپنے فرزند متوشلخ کو وصیت کرو کہ میں بہت جلد ہی ان کی صلب سے ایک پیغمبر مبعوث کروں گا جس کے افعال میری رضایت اور تائید کے حامل ہیں۔(۱)

مرآۃ الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

ادریس نے اپنے فرزند متوشلخ سے وصیت کی اور چونکہ ان کے ساتھ عہد و پیمان کیا لہٰذا وہ نور جوان کی طرف منتقل ہوا تھا (حضرت ختمی مرتبتؐ کا نور) اُس سے آگاہ کیا متوشلخ وہ پہلے آدمی ہیں جو اونٹ پر سوار ہوئے۔(۲)

مروج الذھب نامی کتاب میں مذکور ہے:

متوشلخ اخنوخ کے فرزند اپنے باپ کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور شہروں کے بسانے میں مشغول ہو گئے اور ان کی پیشانی میں ایک تابندہ نور درخشاں تھا (۳) اور وہ حضرت ختمی مرتبتؐ کا نور تھا۔(۴)

تاریخ طبری میں مذکور ہے:

اخنوخ نے اس (متوشلخ) کو فرمان خداوندی کے مطابق اپنی جانشینی کے لئے انتخاب کیا اور دنیا سے رحلت کرنے سے قبل ان سے اور ان کے اہل و عیال سے لازم وصیت فرمائی اور انھیں آگاہ کیا کہ خداوند عالم بہت جلد ہی قابیلیوں اور جو ان کے ساتھ ہیں یا ان کے دوستدار ہیں ان پر عذاب نازل کرے گا. اور

---

(۱) اخبار الزمان، ص، ۷۹. (۲) مرآۃ الزمان ص ۲۲۹، میں انھیں ''متوشلخ'' یا ''متوشلخ'' کہا گیا ہے. (۳) اخبار الزمان، ص ۷۹؛ مرآۃ الزمان، ص ۲۲۹ میں کہا گیا ہے کہ وہ ''متوشلخ'' ہیں یا ''متوشلخ'' مروج الذھب، ج ۱، ص ۵۰؛ اور تاریخ طبری، ج ۱، ص ۱۷۳. (۴) مروج الذھب، ج ۱، ص ۵۰.

انھیں ان کے ساتھ خلط ملط ہونے سے منع کیا۔(۱)

سب سے پہلے سوار

تاریخ طبری میں مذکور ہے:

وہ (متوشلح) سب سے پہلے آدمی ہیں جو مرکب پر سوار ہوئے وہ جہاد میں اپنے باپ کے پیرو تھے اور اپنے ایام حیات میں خداوند رحمان کی اطاعت وعبادت میں اپنے آباء واجداد کی راہ اختیار کئے تھے۔(۲)

(۱) تاریخ طبری، ج۱،ص۱۷۳۔(۲) تاریخ طبری، ج۱،ص۱۷۳۔

متوشلح علیہ السلام کے فرزند لمک علیہ السلام

- لمک علیہ السلام سے متوشلح علیہ السلام کی وصیت
- شیث علیہ السلام اور قابیل کے فرزندوں کا ازدواج اور ان کی نسلوں کا اختلاط اور سرکش و باغی اور تباہ نسل کا دنیا میں آنا.
- حضرت شیث علیہ السلام کی نسل سے ۸/افراد کا تنہا رہ جانا.
- لمک علیہ السلام کی نوح علیہ السلام سے وصیت.

متوشلح علیہ السلام کی اپنے فرزند لمک علیہ السلام سے وصیت

تاریخ طبری اور اخبار الزمان میں مذکور ہے:

جب متوشلخ کی موت کا وقت قریب آیا، تو اپنے بیٹے لمک (جامع کے معنی میں ہے) کو جو نوح کے والد تھے وصیت کی اور ان سے عہد لیا اور حضرت ادریس پیغمبر کی مہر کردہ کتابیں اور صحیفے ان کے حوالے کئے اس طرح سے وصیت ان تک منتقل ہوئی۔(۱)

شیث علیہ السلام اور قابیل کے پوتوں کا باہمی ازدواج اور اس شادی کے نتیجے میں ظالم و جابر، سرکش و باغی نسل کا دنیا میں آنا

مروج الذھب میں مذکور ہے:

لمک کے زمانے میں بہت سے واقعات اور نسلوں کے اختلاط ظاہر ہوئے، (۲) یعنی حضرت شیثؑ اور قابیل ملعون کی نسل کا اختلاط۔

تاریخ یعقوبی میں اختصار کے ساتھ مذکور ہے:

لمک اپنے باپ کے بعد خدا کی اطاعت اور عبادت میں مشغول ہو گئے. ان کے زمانے میں سرکشوں اور ستمگروں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا کیونکہ شیث کے فرزندوں نے قابیل کی لڑکیوں سے ازدواج کر لیا تھا اور سرکش و ظالم لوگ ان سے پیدا ہوئے۔

شیث علیہ السلام کی اولاد میں سے صرف ۸/افراد کا باقی رہنا اور لمک کی نوح علیہ السلام سے وصیت

جب لمک کی موت کا زمانہ قریب آیا تو نوح، حام، سام، یافث اور ان کی عورتوں کو بلایا یہ لوگ آٹھ

---

(۱) اخبار الزمان، ص ۸۰؛ اور تاریخ طبری، ج ۱، ص ۱۷۸، طبع یورپ. (۲) مروج الذھب، مسعودی، ج ۱، ص ۵۰.

آدمی تھے جو شیث کی اولاد میں باز ماندگان میں شمار ہوتے تھے اور شیث کی اولاد میں ان ۸/افراد کے علاوہ کوئی (سچے دین پر) باقی نہیں رہ گیا تھا۔ اور باقی لوگ کوہ مقدس سے نیچے اتر آئے اور قابیل کی اولاد کے پاس چلے گئے اور ان سے آمیزش واختلاط پیدا کرلیا تھا لمک نے ان آٹھ افراد پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت طلب کی اور ان سے کہا:

اُس خداوند متعال سے سوال کرتا ہوں جس نے آدم کو پیدا کیا کہ وہ ہمارے باپ آدمؑ کی برکت کو تم پر باقی رکھے اور سلطنت وقدرت تمہاری اولاد میں قرار دے۔۔

اے نوح! میں مرجاؤں گا اور اہل عذاب میں سے تمہارے علاوہ کوئی نجات نہیں پائے گا جب میں مر جاؤں تو میرا جنازہ غار گنج میں جہاں حضرت آدمؑ کا جنازہ ہے رکھ دینا اور جب خدا کی مرضی ہو کہ کشتی پر سوار ہو تو ہمارے باپ آدم کے جسد کو اٹھا کر اپنے ساتھ اسے لے کر پائینتی کی طرف جاؤ اور کشتی کے اوپری کمرہ میں رکھدو اور تم اور تمہاری اولاد کشتی کے مشرقی سمت میں اور تمہاری بیوی اور بہوویں مغربی سمت میں جگہ لیں۔ جسد آدم کو تمہارے درمیان میں ہونا چاہئے، نہ تم ان عورتوں تک دسترسی رکھو اور نہ وہ عورتیں تم تک رسائی رکھیں نہ ان کے ساتھ کھاؤ اور نہ ہی پیو اور ان سے نزدیک نہ ہو یہاں تک کہ کشتی سے باہر آجاؤ... جب طوفان تھمے اور کشتی سے نیچے اتر جاؤ تو حضرت آدم کے جسد پر نماز پڑھو۔ اس کے بعد اپنے فرزند ارشد سام سے وصیت کرو کہ جسد حضرت آدمؑ کو اپنے ہمراہ لے جائے اور زمین کے بیچ میں رکھ دے اور کسی ایک فرزند کو مقرر کرو کہ اس کے پاس رہے۔

یہاں تک فرمایا کہ:

خداوند عالم فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو اس (سام) کا راہنما قرار دے گا تا کہ اس کا مونس وغمخوار رہے اور زمین کے درمیان میں اس کی راہنمائی کرے۔(۱)

☆☆☆

ہم حضرت نوحؑ سے پہلے کے اوصیاء وانبیاء کے حالات کو قرآن کریم اور اسلامی منابع کی رو سے اتنی ہی مقدار میں نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں، اب خدا کی تائید ومرضی سے ان کی سوانح توریت سے بیان کریں گے۔

(۱) تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۱۲، ۱۳، طبع بیروت ۱۳۷۹ھ۔

پیغمبروں کے اوصیاء کی تاریخ توریت کی روشنی میں

توریت کی نقل کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک اوصیاء کی کچھ سرگذشت

سفر تکوین اصحاح پنجم میں مذکور ہے:

یہ کتاب میلاد آدم ہے جس دن خداوند عالم نے آدمؑ کو اپنے ہاتھ (دست قدرت) سے خلق فرمایا انھیں نرینہ اور مادینہ پیدا کیا اور انھیں برکت دی اور اسی روز تخلیق ان کا نام آدم رکھا حضرت آدمؑ ایک سو تیس سال کے تھے کہ ان کی شکل وصورت کا ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام (شیث) رکھا آدمؑ نے شیث کے پیدا ہونے کے بعد دنیا میں آٹھ سو سال زندگی گذاری اور اس مدت میں لڑکوں اور لڑکیوں کے باپ ہوئے (کثیر اولاد ہوئی) حضرت آدمؑ کی پوری مدت عمر نو سو تیس سال تھی اور آپ نے اسی عمر میں رحلت کی ہے۔

شیث ایک سو پانچ سال کے تھے کہ ان کے فرزند (انوش) پیدا ہوئے شیث انوش کی پیدائش کے بعد آٹھ سو سات سال زندہ رہے۔ اور اتنی مدت میں لڑکوں اور لڑکیوں کے مالک ہوئے شیث کی پوری مدت عمر ۹۱۲ سال تھی تب انتقال ہوا۔

انوش بھی نوّے سال کے تھے کہ ان کے فرزند (قینان) پیدا ہوئے انوش قینان کی پیدائش کے بعد آٹھ سو پندرہ سال زندہ رہے اور صاحب اولاد ہوئے پھر نو سو پانچ سال کی عمر میں رحلت کر گئے۔ قینان ستر سال کے تھے کہ ان کے بیٹے ''مَھلَلئیل'' (مہلا ئیل) پیدا ہوئے، قینان مہلا ئیل کی پیدائش کے بعد آٹھ سو چالیس سال زندہ رہے اور ان بہت سے بیٹے اور بیٹیاں تھیں اور نو سو دس (۹۱۰) سال کی عمر میں وفات پائی۔

(مہلا ئیل) ۶۵/سال کے تھے کے ان کے فرزند (یارد) پیدا ہوئے مہلا ئیل یارد کی پیدائش کے بعد آٹھ سو تیس سال زندہ رہے، لڑکوں اور لڑکیوں والے ہوئے پھر انتقال کر گئے مہلا ئیل کی مدت عمر پورے ۸۹۵ سال ہے۔

یارد ۱۶۲ سال کے تھے کہ ان کے فرزند (اخنوخ) پیدا ہوئے اخنوخ کی پیدائش کے بعد آٹھ سو سال

زندہ رہے، لڑکوں اور لڑکیوں والے ہوئے یارد کی پوری عمر ۹۶۲ سال ہے پھر اس کے بعد انتقال کر گئے۔

اَخنوخ ۶۵ سال کے تھے کہ ان کے فرزند (متوشلح) پیدا ہوئے۔ اخنوخ متوشلح کے پیدا ہونے سے خدا کے پاس جانے تک ۳۰۰ سال مزید زندہ رہے اور اس مدت میں صاحب اولاد ہوئے لہٰذا اخنوخ کی پوری مدت حیات ۳۶۵ رسال ہے اخنوخ خدا کے جوار میں چلے گئے اس کے بعد کبھی دکھائی نہیں دیئے کیونکہ خداوند عالم نے انھیں اٹھالیا تھا۔

متوشلح ۱۸۷ رسال کے تھے کہ ان کے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں متوشلح کی پوری مدت حیات ۹۶۹ رسال ہے پھر اس کے بعد انتقال کر گئے۔

(لامک) ۱۸۲ رسال کے سن میں صاحب فرزند ہوئے ان کا نام نوح رکھا اور کہا یہ بچہ، ہمارے کاروبار اور اس زمین کے حاصل سے جس پر خدا نے لعنت کی ہے ہمیں بہرہ مند کرے گا۔

لامک نوح کی پیدائش کے بعد ۵۹۵ رسال زندہ رہے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں لامک کی پوری مدت حیات ۷۷۷ رسال ہے پھر انتقال کر گئے، نوح پانچ سو سال کے تھے کہ ان کے بیٹے سام، حام اور یافث پیدا ہوئے۔

☆☆☆

اسی طرح توریت نے آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان اوصیاء کے حالات نقل کرنے میں ہر ایک کی مدت عمر کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے مگر اخنوخ کی خبر میں اس جملے (اور اخنوخ خدا کے پاس گئے کیونکہ خداوند عالم نے انھیں اُٹھالیا تھا) کا بھی اضافہ ہے۔ قرآن کریم نے بھی اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

(وَ رَفَعْنٰاہ مَکَانًا عَلِیًّا)

ہم نے اسے بلند جگہ پر اٹھالیا۔

اس بحث کا نتیجہ

خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کو بخش دیا اور انھیں لوگوں کی ہدایت اور اولین انسانوں کو جن چیزوں کی ضرورت تھی یعنی ان کے زمانے کے انسانوں کو جن اسلامی احکام کی ضرورت تھی اس کی تبلیغ کے لئے انتخاب کیا۔ پھر اس وقت انھیں اپنے پاس بلالیا اور ان کے بعد اوصیاء شریعت کی حفاظت اور پاسداری اور لوگوں

کی ہدایت کے لئے اس کی تبلیغ کو اٹھ کھڑے ہوئے .انسان حضرت ادریسؑ کے زمانے تک دھیرے دھیرے تہذیب وتمدن سے نزدیک ہوتا گیا اور تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ زندگی کی راہ میں اسلامی احکام کی شرح وبیان کی نئے سرے سے ضرورت محسوس ہوئی یہی وجہ ہے کہ خداوند عالم نے ادریس پیغمبرؑ کو ان چیزوں کے لئے جن کی ان کے ہم عصر لوگوں کو ضرورت تھی ''یعنی اسلامی احکام'' کی وحی کی تو آپ نے بھی احسن طریقہ سے اپنی رسالت انجام دی، خدا نے جس چیز کی انھیں وحی کی تھی لوگوں کی ہدایت کی خاطر انھیں تبلیغ کی؛ اس کے بعد حکمت خداوندی یہ رہی کہ انھیں بلند جگہ پر لے جائے، خدا جانتا ہے کہ انھیں کیسے اور کہاں بلندی پر لے گیا، اس بحث میں اس کی تحقیق کی گنجائش نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اسلامی مصادر میں انبیاء واوصیاء کی خبروں سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے وصی سے حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے بارے میں جو کہ اس کو منتقل ہوتا تھا، عہد وپیمان لیا اور اس نے بھی اپنے بعد کے وصی کے ساتھ ایسا ہی کیا اور اسے معہد وپابند بنایا۔

اس عہد وپیمان پر تاکید قرآن مجید میں نمایاں اور روشن ہے:

﴿ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ☆ فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴾

جب خداوند عالم نے پیغمبروں سے پیمان لیا، کہ چونکہ تمھیں کتاب وحکمت دی، پھر جس وقت تمہارے پاس وہ پیغمبر جائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے تو تمھیں چاہئے اُس پر ایمان لاکر اُس کی نصرت کرو (خداوند عالم نے پیغمبروں سے فرمایا) آیا اقرار کرتے ہو اور اپنی امتوں سے اس کے مطابق پیمان لیا ہے؟

سب نے کہا، ہاں: اقرار کرتے ہیں .فرمایا اس پر گواہ رہنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں لہٰذا جو کوئی اس کے بعد (آخری رسولؐ کے آنے کے بعد) حق سے روگردانی کرے یقیناً وہ فاسقوں میں ہوگا۔(۱)

طبری نے پہلی آیت کی تفسیر میں حضرت امام علیؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

(۱) آل عمران، ۸۱ اور ۸۲

خداوند عالم نے حضرت آدمؑ اور ان کے بعد کے پیغمبروں کو پیغمبری کے لئے مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ ان سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ میں عہد و پیمان لیا پھر اس کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿وَاِذْ اَخَذَاللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّين...﴾

دوسری آیت کی تفسیر میں حضرتؑ سے نقل کیا ہے کہ آیہ کریمہ اس مطلب کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ خداوند فرماتا ہے: اس مطلب پر اپنی امتوں پر گواہ رہنا کہ میں تم پر بھی گواہ ہوں اور اُن پر بھی۔

لہٰذا اے محمدؐ! جو بھی اس عہد و پیمان کے بعد ان تمام امتوں میں سے تم سے روگردانی کرے وہ فاسقوں میں سے ہوگا۔(۱)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں قرطبی فرماتے ہیں:

یہاں پر حضرت علیؑ اور ابن عباس کے بقول "رسول" سے مراد حضرت محمدؐ ہیں۔

مؤلف فرماتے ہیں:

یہ دونوں مذکورہ آیتیں اُن چند آیات کے مجموعہ کے ضمن میں ذکر ہوئی ہیں جو خود ہی ایسی بات پر گواہ ہیں کہ حضرت علیؑ سے روایت کی گئی ہے، کہ جس کے آغاز ہی میں خداوند عالم نے اس طرح فرمایا:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِينَ اُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ اِلَى كِتَابِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ﴾

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو کتاب سے تھوڑا بہرہ مند ہوئے ہیں جب انھیں کتاب خداوندی کی دعوت دی گئی تا کہ وہ لوگ اپنے درمیان قضاوت کریں، تو ان میں سے بعض گروہ نے پچھلے پاؤں لوٹ کر روگردانی کی اور وہ لوگ اعراض (روگردانی) کرنے والوں میں ہیں؟(۲)

﴿قُلْ اِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُم اَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ...﴾

(اے پیغمبر) کہدو: اگر جو کچھ تم لوگ دل میں رکھتے ہو خواہ چھپاؤ یا آشکار کرو خدا سب جانتا ہے۔(۳)

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

---

(۱) تفسیر طبری، ج ۳، ص ۲۳۶ اور ۲۳۸؛ زاد المسیر فی علم التفسیر، تالیف، ابن جوزی، ج ۱، ص ۴۱۶؛ تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۳۷۸، الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ؛ اور تفسیر قرطبی، ج ۴، ص ۱۲۵۔ (۲) سورۂ آل عمران، آیت: ۲۳۔ (۳) سورۂ آل عمران، آیت: ۲۹۔

(اے پیغمبر) کہو: اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو تا کہ خدا تمھیں دوست رکھے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے۔(۱)

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ﴾

(اے پیغمبر) کہو: خدا اور پیغمبر کی اطاعت کرو اگر ان دو سے روگردانی کرو گے، تو بیشک خدا کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔(۲)

چونتیسویں آیت اور اس کے بعد اسی سورہ میں بیان کرتا ہے کہ خدا نے آدمؑ اور نوحؑ کو منتخب کیا اور یہ کہ اس نے کس طرح عیسیٰؑ کو پیدا کیا اور بنی اسرائیل کی طرف بھیجا اور یہ کہ حواری ان پر ایمان لائے۔

پھر اس کے بعد فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾

پھر جو بھی (حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں) علم آجانے کے بعد تم سے کٹ حجتی کرے، تو اس سے کہو: آؤ ہم لوگ اپنے اپنے فرزند، اپنی اپنی عورتوں اور اپنے اپنے نفسوں کو بلائیں، پھر مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیتے ہیں۔(۳)

پھر چند آیات کے بعد فرماتا ہے:

﴿يَاأَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

اے اہل کتاب! کیوں حق کو باطل کے لباس میں ظاہر کرتے ہو، جب کہ خود بھی جانتے ہو کہ حق چھپا رہے ہو؟(۴)

دوسری جگہ فرماتا ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ...﴾

جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا، چونکہ ہم نے تمھیں کتاب وحکمت بخشی ہے...(۵)

اس طرح سیاق آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند عالم کی فرمایش سے مراد سورۂ آل عمران کی ۸۱ ویں

---

(۱) سورۂ آل عمران، آیت:۳۱ (۲) سورۂ آل عمران، آیت:۳۲ (۳) سورۂ آل عمران، آیت:۶۱ (۴) سورۂ آل عمران، آیت:۷۱
(۵) سورۂ آل عمران، آیت:۸۱

آیت میں کہ اس میں فرماتا ہے: (تمہاری ہدایت کے لئے اے اہل کتاب! خدا کی طرف سے ایک رسول آیا جس نے تمہاری کتاب اور شریعت کی صداقت کی گواہی دی، تا کہ ایمان لاؤ اور اس کی نصرت کرو...) یہ چیز ہے کہ امتوں سے عہد لیا گیا ہے کہ حضرت ختمی مرتبتؐ کی رسالت پر ایمان لائیں، جس طرح سے اس کی تفسیر ہم نے حضرت امیر المومنین علیؑ سے نقل کی ہے. ان تمام چیزوں کے علاوہ اُن آیات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کریں گے جسے ہم نے کتاب کے آخر میں ''آخرین شریعت'' کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے جیسے اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿یَعرِفُونَهُ کَمَایَعرِفُونَ اَبنَاءِ هم﴾

اہل کتاب، خاتم الانبیاءؐ کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے کہ وہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔

ان تمام آیات سے نتیجہ نکلتا ہے کہ خداوند متعال نے گزشتہ انبیاء سے عہد و پیمان لیا ہے کہ اپنی امتوں کو حضرت ختمی مرتبتؐ کی رسالت کے وجوب پر ایمان لانے سے آگاہ کریں (۱) اور یہ بھی کہ ہر ایک نبی نے اپنے وصی سے اس سلسلہ میں عہد و پیمان لیا ہے. جیسا کہ اسلامی منابع و مصادر سے حضرت نوحؑ کے زمانے تک اس کی شرح و تفصیل گذر چکی ہے۔

یہ سب حضرت آدمؑ سے حضرت نوحؑ کے زمانے تک انبیاء اور ان کے اوصیاء کی کچھ خبریں تھیں۔

حضرت نوحؑ کے زمانے میں شیث کے پوتوں نے قابیل کے پوتوں سے آمیزش اور اختلاط پیدا کیا اور نتیجہ کے طور پر ایک فاسد، سرکش، گمراہ، بت پرست اور طاغی نسل کو جنم دیا۔

انشاء اللہ ان کے حالات کو حضرت نوحؑ کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

---

(۱) لباب التاویل فی معانی التنزیل معروف بہ تفسیر خازن، متوفی ۷۴۱ھ، ج ۱، ص ۲۵۲، اور تفسیر البحر المحیط، ابوحیان، متوفی ۷۴۵ھ، ج ۲، ص ۵۰۸، ۵۰۹، اور تفسیر در منثور، سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، ج ۲، ص ۴۷، ۴۸۔

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بعد اوصیاء کے حالات

- نوح علیہ السلام
- نوح علیہ السلام کے فرزند سام علیہ السلام
- سام علیہ السلام کے فرزند ارفخشد علیہ السلام
- ارفخشد علیہ السلام کے فرزند شالح

حضرت نوح علیہ السلام

- قرآنی آیات میں نوح علیہ السلام کی سیرت
- کلمات کی تشریح
- آیات کی تفسیر
- داستان نوح علیہ السلام کا خلاصہ
- اسلامی منابع ومآخذ میں نوح علیہ السلام کی خبریں

قرآنی آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کی سیرت وروش

۱۔خداوند عالم سورۂ حدید کی ۲۶ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحاً وَّاِبْرَاهِيمَ وَ جَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ وَ كَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾

ہم نے نوح اور ابراہیم کو (رسالت) کے لئے مبعوث کیا اور ان کے فرزندوں کے درمیان کتاب اور نبوت قرار دی، پس ان میں سے بعض ہدایت یافتہ ہیں (لیکن) بہت سارے فسق وفجور میں مبتلا ہو گئے:

۲۔سورہ عنکبوت کی ۱۴ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحاً اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَاماً﴾

اور ہم نے نوح کو (رسالت کے ساتھ) ان کی قوم کی طرف بھیجا انھوں نے ان کے درمیان ساڑھے نوسو سال زندگی گذاری...

۳۔سورۂ مومنون کی ۲۳ سے ۲۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَقَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ☆ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلَائِكَةً مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْ آبَائِنَا الْاَوَّلِيْنَ ☆ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ﴾

(نوح) نے کہا: اے قوم! خدا کی عبادت کرو کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے کیا تم لوگ خدا سے ڈرتے نہیں؟!

کافر قوم کے بزرگوں نے کہا، یہ (نوح) تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے اور تم پر سرداری کرنا چاہتا ہے اگر خدا کسی پیغمبر کو بھیجنا ہی چاہتا تو کسی فرشتہ کو بھیجتا. ہم نے (اس کے ادّعا کو) اپنے گزشتہ آباء واجداد سے نہیں سنا ہے. یہ شخص ایک دیوانہ کے سوا کچھ نہیں ہے. لہٰذا ایک مدت تک اُس کے حالات کا انتظار کرو۔

۴۔سورۂ شعراء کی ۱۰۶اور ۱۰۸ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ☆ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ☆ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ﴾

ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا: تم لوگ خدا سے خوف کیوں نہیں کرتے اور پرہیزگار کیوں نہیں ہوتے؟! میں تمہارے لئے ایک امین پیغمبر ہوں لہٰذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

۵۔سورۂ یونس کی ۷۲ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَ أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾

(نوح نے اپنی امت سے کہا:) پس اگر تم لوگ حق سے روگرداں ہو تو میں تم سے کسی جزاء کا طالب نہیں ہوں (کیونکہ) اجر و پاداش خدا ہی کے ذمہ ہے اور میں مامور ہوں کہ مسلمان رہ کر اس کے حکم کے سامنے سراپا تسلیم ہو جاؤں۔

۶۔سورۂ شعراء کی ۱۱۱ویں تا ۱۱۶ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ☆ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ☆ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَى رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ☆ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ☆ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ☆ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ﴾

(نوح کی قوم نے ان حضرت سے) کہا: کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں جب کہ تمہارا اتباع پست لوگ کرتے ہیں؟! فرمایا: مجھے اس سے کیا سروکار کہ ہم دوسروں کے اعمال و احوال کو جانیں، ان کا حساب میرے پروردگار کے ذمہ ہے اگر شعور رکھتے ہو، میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ مومنین کو اپنے پاس سے بھگا دوں میں تو آشکار طور پر ڈرانے والا ہوں انھوں نے کہا: اے نوح! اگر تم اپنی بات سے باز نہیں آئے تو ہم تمھیں بری طرح سنگسار کر دیں گے۔

۷۔سورۂ ہود کی ۲۸ویں تا ۳۳ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِنْ عِنْدِهِ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كَارِهُونَ ☆ وَيَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّهُمْ مُلَاقُو رَبِّهِمْ وَلَكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ☆ وَيَا قَوْمِ مَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ

اللّٰهِ إِنْ طَرَدْتُهُمْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ☆ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ إِنِّي إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ☆ قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ☆ قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيكُمْ بِهِ اللّٰهُ إِنْ شَاءَ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ﴾

(نوح) نے کہا: اے قوم تم لوگ! کیا کہہ رہے ہو جب دیکھو کہ میرے پاس خدا کی جانب سے ایک روشن دلیل ہے اور اس کی رحمت میرے شامل حال ہے پھر بھی حقیقت تم سے پوشیدہ ہی رہے گی؟! کیا میں تمھیں تمہاری خواہش کے خلاف مجبور کروں؟! اے قوم! میں تم سے کوئی مال تو نہیں چاہتا ہوں، میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور میں صاحبان ایمان کو نکال بھی نہیں سکتا ہوں کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے والے ہیں البتہ میں تم کو ایک جاہل قوم تصور کر رہا ہوں. اے قوم! اگر میں ان خدا رسیدہ مومنین کو اپنے پاس سے بھگا دوں، تو کون ہے جو مجھے غضب الٰہی سے بچائے گا؟! آیا نصیحت حاصل نہیں کرتے؟! میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ خدا کے خزانے میرے پاس ہیں اور (اس بات کا) مدعی بھی نہیں ہوں کہ میں علم غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور یہ بھی نہیں کہتا کہ جو لوگ تمہاری نگاہوں میں بے قیمت ہیں انھیں خدا کوئی خیر نہیں دے گا خدا ان کے حال سے زیادہ واقف ہے اگر میں ایسی بات کروں گا تو ظالموں میں شمار ہوں گا انھوں نے کہا اے نوح! تم نے ہم سے جنگ وجدال کی اور ہم سے جدال کو طول دے دیا اگر سچے ہو تو جو کچھ ہم سے وعدہ کیا ہے پیش کرو، نوح نے کہا: اگر خدا چاہے گا تو اسے تم پر نازل کردے گا اور تم اس کے مقابل کوئی قدرت اور راہ فرار نہیں رکھتے۔

۸۔ سورۂ نوح کی ۵ ویں تا ۲۸ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ☆ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ☆ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ☆ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ☆ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ☆ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ☆ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ☆ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ☆ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا ☆ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ☆ أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ☆ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ☆

وَاللّٰهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ☆ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ☆ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ بِسَاطًا ☆ لِتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا☆ قَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا ☆ وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ☆ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ☆ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ☆ مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْصَارًا☆ وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ☆ إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ☆ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ﴾

نوح نے کہا: خدایا! میں نے شب وروز اپنی قوم کو دعوت دی لیکن میری دعوت نے ان کے فرار میں اضافہ کے سوا کچھ نہیں کیا. اور میں نے انھیں جب بھی دعوت دی تا کہ تو انھیں بخش دے تو انھوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھ لیں اور اپنے کپڑے سروں پر ڈال لئے اور عظیم تکبر کیا۔ پھر میں نے انھیں بلند آواز سے دعوت دی. پھر آشکار اور پوشیدہ طور پر میں نے اپنی دعوت کا اظہار کیا. اور میں نے کہا: خدا سے طلب مغفرت کرو (کیونکہ) وہ بہت بخشنے والا ہے، تا کہ تم پر کثرت سے بارش نازل کرے اور تمہارے اموال اور اولاد کے ذریعے تمہاری نصرت کرے اور تمہارے لئے باغات اور نہریں قرار دے تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ خدا کی عظمت کے سامنے سر نہیں جھکاتے. جب کہ اس نے تمھیں مختلف اقسام میں خلق فرمایا ہے؟! کیا تم نے نہیں دیکھا کی خداوند عالم نے کس طرح ایک پر ایک سات آسمانوں کو خلق کیا ہے. اور ان کے درمیان چاند کو نور اور آفتاب کو ایک بڑا چراغ قرار دیا ہے.

اور خدا نے تمھیں زمین سے خاص طرز سے پیدا کیا ہے اور پھر تمھیں اس کی طرف واپس کر دے گا اور مخصوص طریقے سے خارج کرے گا؟! خداوند عالم نے تمھارے لئے زمین کا فرش بچھایا تا کہ اس کی وسیع اور دور دراز راہوں میں چلو نوح نے کہا: خدایا! ان لوگوں نے میری مخالفت کی ہے اور ایسے شخص کی بات مانی ہے کہ جس کے مال اور فرزند جز گمراہی وضلالت کے کچھ اور نہیں بڑھا سکتے. اور ان لوگوں نے فریب دیا، عظیم فریب اور کہا: اپنے خداؤں سے دور نہ ہونا اور انھیں نہ چھوڑنا. ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر نامی بتوں کو. انھوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے اب تو ظالموں پر ضلالت وگمراہی کے سوا کچھ اضافہ نہ کرنا. وہ لوگ اپنے گناہوں کے سبب غرق ہو گئے اور عظیم آگ میں داخل ہو گئے اور خدا کے علاوہ کسی کو اپنا ناصر نہیں پایا۔

نوح نے کہا: خدایا! روئے زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ رکھ کہ اگر تو انھیں زندہ چھوڑ دے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور بدکار کافر کے علاوہ کسی اور کو جنم نہیں دیں گے۔ خدایا! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اس کو جو میرے گھر میں باایمان داخل ہو اور تمام مومنین و مومنات کو بھی۔ اور ستمگروں کو ہلاکت اور نابودی کے سوا کچھ اور نہ دے۔

۹۔ سورۂ ہود کی ۳۷ ویں تا ۴۸ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ☆ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ☆ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ ☆ حَتَّى إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ☆ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِاسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ☆ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ☆ قَالَ سَآوِي إِلَى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ☆ وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ☆ وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ☆ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ☆ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ☆ قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَمٍ مِمَّنْ مَعَكَ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

ہماری نگرانی اور راہنمائی میں کشتی بناؤ اور ظالموں کے بارے میں ہم سے بات نہ کرنا کہ وہ غرق ہو جائیں گے۔ نوح کشتی بنانے لگے اور جب بھی ان کی قوم کا کوئی گروہ ان کی طرف سے (ان کے پاس سے) گذرتا تو وہ مذاق اڑاتے تھے۔ نوح نے کہا: اگر تم لوگ ہمارا مذاق اڑاؤ گے تو ہم بھی اسی طرح تمہارا مسخرہ کریں گے اور مذاق اڑائیں گے۔ بہت جلد ہی تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون ہے جس تک ذلیل اور

رسوا کرنے والا عذاب پہنچے گا اور دائمی عذاب اس پر نازل ہوگا. یہاں تک کہ ہمارا فرمان پہنچا اور تنور سے پانی ابلنے لگا تو ہم نے کہا: ہر حیوان کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کرو. اپنے اہل وعیال کو بھی سوار کرو، سوائے اس کے جس پر عذاب کا وعدہ گذر چکا ہے اور مومنین کو بھی سوار کرو اور اس (نوح) پر بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے تھے. نوح نے ان سے کہا: کشتی میں سوار ہو جاؤ، اس کی نقل وحرکت خدا کے نام سے ہے، بیشک میرا خدا بخشنے والا اور مہربان ہے. کشتی انھیں پہاڑ جیسی موج کے درمیان لے جارہی تھی، نوحؑ نے اپنے بیٹے کو جو کنارہ کھڑا تھا آواز دی اور کہا: میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کی ہمراہی اختیار نہ کرو. اس نے کہا: ابھی میں ایک ایسے پہاڑ پر پناہ لوں گا جو مجھ کو سیلاب سے محفوظ رکھے گا. نوحؑ نے کہا: آج خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے، سوائے اس شخص کے جس کو خدا نے اپنی رحمت میں شامل کر رکھا ہے؛ (اتنے میں) ان دونوں کے درمیان ایک موج حائل ہوگئی اور وہ غرق ہوگیا. خدا کا فرمان پہونچا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان! (برسنے سے) رک جا اپنی بارش بند کردے اور پانی زمین کی تہہ میں پہنچ گیا اور جس کا حکم دیا گیا تھا وہ انجام پا گیا اور کشتی کوہ جودی پر جا کر رکی اور کہا گیا: ظالمین رحمت خدا سے دور ہیں. اور نوحؑ نے اپنے رب کو آواز دی کہ: خدایا! میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور تیرا وعدہ بھی حق ہے اور تو تمام انصاف کرنے والوں میں سب سے زیادہ عادل اور منصف ہے. خدا نے کہا: اے نوح وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے وہ ایک غیر صالح عمل ہے، جو تم نہیں جانتے اس کی مجھ سے درخواست نہ کرو میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں جاہلوں میں نہ ہو جانا. نوح نے کہا: خدایا! تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے ایسی چیز طلب کروں جسے نہیں جانتا ہوں. اگر تو مجھے معاف نہ کرے گا اور مجھ پر رحم نہ کرے گا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤں گا. کہا گیا! اے نوح! ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ نیچے اتر آؤ اور یہ سلامتی اور برکتیں تم پر اور ان لوگوں پر ہیں جو تمہارے ہمراہ ہیں اور کچھ قومیں ایسی ہیں جنھیں ہم پہلے راحت دیں گے پھر اس کے بعد ہماری طرف سے ان پر عذاب نازل ہوگا۔

۱۰۔ سورۂ صافات کی ۷۷ ویں تا ۸۱ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ جَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ☆ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ☆ سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ☆ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ☆ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ﴾

اور ہم نے صرف ان کی ذریت کو باقی رکھا. اور آئندہ والوں کے درمیان ان کا نیک نام باقی

رکھا۔ساری خدائی میں نوح پر سلام ہو۔ہم نیکوکاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں ہی، وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں۔

۱۱۔سورۂ ہود کی ۴۹ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ﴾

یہ سب کچھ غیب کی باتیں ہیں جن کی ہم نے تم پر وحی کی ہے، نہ تم انھیں اس سے پہلے جانتے تھے اور نہ ہی تمہاری قوم۔صبر و تحمل سے کام لو کہ انجام پرہیز گاروں کے نفع میں ہے۔

کلمات کی تشریح

۱۔فعمّیت علیکم:

عمیت الاخبار والامور عنه و علیه :اخبار اور واقعات اُس سے پنہاں اور پوشیدہ رہ گئے،عمّی علیه طریقه یعنی راہ اُس پر پوشیدہ ہوگئی۔

۲۔بمعجزین:

اعجز فلان اُس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی فرار کرے اور گرفتار نہ ہو، کہ یہی معنی موقع اور مقام کے اعتبار سے مناسب ہے۔

۳۔استغشوا ثیابهم:

خود کو لباس سے ڈھانپ لیا (سر پر لباس ڈال لیا) تاکہ وہ لوگ اسے سنیں لیکن دیکھ نہ سکیں۔

۴۔مدرارا: لگاتار اور موسلا دھار برسنا۔

۵۔وقارا:

حلم و بردباری، ایسا سکون و اطمینان جو عظمت کے ساتھ ہو یہاں پر عظمت کے معنی مناسب ہیں۔

۶۔اطوارا:

اس کا مفرد طور ہے جو حالت اور شکل کے معنی میں آتا ہے۔

۷۔طباقا:

تہہ بہ تہہ اور ایک دوسرے کے اوپر قرار پانا، خواہ فاصلہ کے ساتھ ہو یا بغیر فاصلہ کے۔

۸. فجا جاً:

کشادہ راستے اس کا مفرد فَجّ آتا ہے۔

۹. تبا راً:

ہلاکت اور نابودی۔

۱۰. با عیننا:

ہماری راہنمائی اور نگرانی میں اور ہماری پناہ میں۔

۱۱. تنور:

منجملہ اس کے معنی چشمہ اور فوارہ کے ہیں. حضرت نوحؑ کی شرح حال سے متعلق تاریخ ابن عساکر (۱) میں اس طرح ذکر ہوا: یہ تنور مسجد کوفہ کے ایک کونے میں واقع تھا۔

۱۲. غیض:

پانی زمین کے اندر چلا گیا۔

۱۳. جودی:

اس سلسلہ میں اختلاف ہے کہ یہ ''جودی'' جزیرہ ابن عمر میں واقع تھا یا موصل کے اردگرد، یا غری میں نہر فرات سے قریب نجف کی بلندیوں پر یا دوسری جگہ۔

کتاب مقدس کی قاموس میں مذکور ہے: حضرت نوحؑ کی کشتی آرارات نامی پہاڑ پر ٹھہری جو کہ نہر ارس اور دریائے وان کے درمیان واقع ہے۔ (جودی) کی لغت کے بارے میں حموی کی معجم البلدان میں مذکور ہے: جودی دجلہ کے شرق اور موصل کے اطراف میں ابن عمر نامی جزیرہ پر واقع ایک پہاڑ ہے. جس پر حضرت نوحؑ کی کشتی رکی تھی۔

(استوت علی الجودی) کی تفسیر میں تفسیر طبری، ابن کثیر اور سیوطی میں چند روایات کے ضمن میں مذکور ہے: جودی جزیرۂ ابن عمر میں ہے، ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ موصل میں واقع ہے. (۲)... اور

(۱)۔ تاریخ ابن عساکر، خطی شمارہ ۳۲۹، الف. (۲)۔ تفسیر طبری، ج ۱۲، ص ۲۹۔۳۰؛ تفسیر ابن کثیر، ص ۴۳۶، ۴۴۷؛ الدار المنثور، ج ۳، ص ۳۳۱، ۳۳۴، ۳۳۵.

روضہ کافی میں مذکور ہے کہ: کوہ جودی وہی فرات کوفہ ہے۔ روضہ کافی کے اس مطلب کی تشریح میں مجلسیؒ مرآۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں: احتمال ہے کہ یہ مطلب درحقیقت ''قریب الکوفہ'' یعنی کوفہ سے قریب تھا کہ بعد میں نسخہ برداری میں ''فرات الکوفہ'' سے تصحیف اور تبدیل ہو گیا ہے۔(۱)

''جودی'' سے متعلق استاد محقق آقا سید سامی البدری حقیر کے خط کے جواب میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ:

اُس توریت میں جو عربی زبان میں ترجمہ ہوئی ہے مذکور ہے کہ نوحؑ کی کشتی ''آراراط'' کے پہاڑ پر ٹھہری تھی۔ اور کتاب مقدس کی قاموس میں مذکور ہے: یہ ایک عبری زبان کا لفظ ہے کہ جو آکادی کے لفظ ''اورارطو'' سے لیا گیا ہے جو کہ عراق کے شمال میں واقع شمال آشور کی پہاڑی نہروں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ نوحؑ کی کشتی انہیں پہاڑوں میں سے کسی ایک پر ٹھہری تھی۔

لیکن میری نظر میں کلمۂ آکادی ''اورارطو'' دو جز سے تشکیل پایا ہے۔

۱۔ ''اور'' جو شہر کے معنی میں ہے جیسے ''اور شلیم'' شہر سلام کے معنی میں ''اور کلدانیین'' کلدنیوں کے شہر کے معنی میں اور ''اور بیل'' شہر بت بعل۔

۲۔ ''ارطو'' یا ''اردو'' کہ یہ لفظ بھی متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے منجملہ نہر فرات کا ایک نام ہے اور شہر بابل کا قدیم نام ہے۔

جو کہا گیا اس بنیاد پر کلمہ ''اورارطو'' آکادی زبان میں شہر فرات اور شہر بابل تھا۔

جو چیز میرے نظریہ کی تائید کرتی ہے وہ حضرت عیسیٰ مسیحؑ کے عہد میں عبری توریت کا آرامی ترجمہ ہے کہ آج یہودیوں کے نزدیک ''اونقلیوس کے ترجمہ'' کے نام سے مشہور ہے وہاں پر ''کلمہ'' آراراط کا ترجمہ ''قردو'' اور ''قردون'' سے کیا ہے اور سریانی زبان کی تورات نے بھی اسی معنی کو اخذ کیا اور لیا ہے۔

عہد آشور کے سلسلہ میں تحقیق کرنے والے دانشور کہتے ہیں: ''قردو'' ایک نام ہے جو حضرت مسیحؑ کی ولادت سے ۱۵۰۰ سال پہلے کشیوں کی طرف سے (کہ جنھوں نے تقریباً چار سو سال بابل پر حکمرانی کی ہے) سرزمین بابل کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

اس لحاظ سے ارارات کے پہاڑ وہی بابل یا فرات کے پہاڑ ہیں جو بلند چٹانوں اور پراگندہ طور پر کم

(۱) روضۃ الکافی، حدیث ۴۲۱؛ اسی طرح بحار الانوار، ج ۱۱، ص ۳۰۳، ۳۱۳، ۳۳۳، ۳۳۸ ملاحظہ ہو۔

بلندی والے پہاڑوں کا ایک مجموعہ ہیں جو کہ نجف کی سرگانہ بلندیوں سے شروع ہوکر دریائے نجف اور حبانیہ کے شمال غربی تک چلے گئے ہیں جو ''الطارات'' سے معروف ہیں. ان سب میں سب سے زیادہ اونچائی نجف کی اونچائی ہے جو زمانہ قدیم میں ''کوفان'' نامی پہاڑ سے مشہور تھی۔

لیکن روضہ کافی کے بیان کے مطابق یہ ہے کہ: ''جودی پر جا کر ٹھہری اور وہ فرات کوفہ ہے'' یہ اس بات کا موید ہے کہ لفظ (جودی) یا (جودا) فرات کوفہ کا ایک نام ہے کہ پتھر پر مکتوب ابھی جلد ہی حاصل ہوا ہے۔ ہم نے اس کی مفصل داستان اور شرح طوفان نوحؑ کے بارے میں جو مطالب تحریر کئے ہیں اس میں ذکر کی ہے۔(۱)

مؤلف فرماتے ہیں:

مذکورہ بالا مطالب کی تائید میں ایک دوسرا نکتہ یہ ہے کہ بین النھرین (دجلہ وفرات) کی زمینیں کہ جو قدیم زمانے سے کھیتوں کی سرسبزی اور نخلستانوں کی ہریالی کی بناء پر ایک دوسرے سے متصل آراضی سواد (وہ زمینیں جو ہریالی کی شدت سے سیاہی مائل دکھائی دیتی ہیں) سے معروف تھیں. اور حیرہ (موجودہ نجف) اور مدائن (آج کے بغداد) سے دجلہ وفرات دو دریاؤں کے سمندر میں گرنے کی جگہ تک پھیلی ہوئی ہیں وہ حضرت آدمؑ کے زمانے سے بنی عباس کے دور حکومت تک انسانی حیات کے لئے سب سے بہتر زمینیں شمار کی جاتی تھیں. برخلاف عراق کے شمال میں واقع پہاڑ برفیلے اور طولانی ٹھنڈک والے علاقے ہیں حکمت الٰہی کا یہ تقاضہ تھا کہ نوحؑ کی کشتی پر سوار افراد جو زندگی کے اسباب ووسائل سے محروم تھے انھیں ایسی جگہ اتارا جائے جو زندگی گذارنے اور سلسلہ حیات کی بقا کے لئے بہترین جگہ ہو۔

گزشتہ آیات کی تفسیر[۱]

حضرت آدمؑ کی نسل میں چند سال گذرنے کے بعد اضافہ ہوتا رہا اور واضح ہے کہ وہ لوگ سرسبز و شاداب سرزمین اور فرات اور دجلہ دو دریا اور ان سے نکلی ہوئی، چھوٹی چھوٹی نہروں کے کنارے آباد ہوئے جو انھیں سے متصل تھیں، حضرت نوحؑ کے دور میں آبادی اور تہذیب وتمدن ارتقائی منزل پر گامزن تھے وہ اس طرح کہ جو اسلامی احکام اولین انسانوں کیلئے حضرت آدمؑ کے زمانے میں وضع کئے گئے تھے اور

(۱) ان آیات کی تفسیر کے بارے میں جو اللہ کے پیغمبروں کی سرگذشت سے مربوط ہے انشاء اللہ جو کچھ ہماری آیندہ بحثوں سے متعلق ہوگا ہم اس کی تحقیق اور چھان بین کریں گے۔

اس کے بعد حضرت ادریسؑ پر جو کچھ اس کی تکمیل کے لئے نازل ہوا تھا اس سے عصر نوحؑ کے لوگوں کی ضرورت برطرف نہیں ہورہی تھی کیونکہ اس پیغمبر کے دور کے لوگ دھیرے دھیرے ''ود، سواع، یغوث، یعوق'' اور نسر نامی بتوں کی پرستش کی طرف مائل ہوگئے تھے یہ بت دراصل مجسمہ تھے ان پانچ نیک اور شائستہ افراد کی یادگار کے جو حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے زمانے کے درمیان زندگی گذار چکے تھے جنھیں اس زمانے کے لوگوں نے تراشا تھا اور ان کے ذریعہ ان بزرگوں کی یاد مناتے تھے. شیطان نے اسی راہ سے فائدہ اٹھایا اور انھیں آمادہ کیا کہ ان ہیکلوں سے تبرک حاصل کریں اور آہستہ آہستہ ان کی عبادت اور پرستش کریں اور انھیں چھوٹے خداؤں کے عنوان سے ''اللہ'' کے مقابلے ایک خدا قبول کریں''۔

حضرت نوحؑ ۹۵۰ رسال ان کے درمیان رہے اور انھیں خداوند عالم کی عبادت و پرستش اور احکام اسلام پر عمل کرنے اور بت پرستی کے ترک کرنے کی دعوت دیتے رہے. لیکن ان کی طغیانی اور سرکشی میں اضافہ ہوتا گیا، ان لوگوں نے اپنے پیغمبر کو شدید تکلیف پہنچائی اور اذیت دی اور ان پر ایمان نہیں لائے اس وجہ سے خدا نے ان پر بارش کو روک دیا کیونکہ خدا کی حکمت اس بات کی تھی کہ جو امتیں اپنے پیغمبروں کی تکذیب کرتی تھیں وہ بے چارگی، فقر و فاقہ، مشقت، جان اور مال کے نقصان میں مبتلا ہوں تا کہ شاید ان کی سمجھ میں آجائے اور خدا کے حضور معافی تلافی کریں. نوحؑ نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ توبہ کریں اور خدا کی سمت آجائیں اور ان سے وعدہ کیا کہ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو خداوند عالم ان کے کھیتوں میں موسلا دھار بارش نازل کرے گا لیکن انھوں نے اس کے برعکس اپنے عناد اور انحراف میں اضافہ کیا اور انھیں ذلیل و خوار سمجھا اور ان کو ایذا دینے اور تکلیف پہنچانے کے لئے آمادہ ہوگئے، منجملہ یہ ہے کہ انھیں میں سے ایک اپنے بیٹے کو حضرت نوحؑ کے پاس لایا اور اپنے بیٹے کو بتایا کہ یہ نوحؑ ہیں اور کہا: اے فرزند! اگر تو میرے بعد زندہ رہے تو ہرگز اس دیوانے پر ایمان نہ لانا!!

اس عناد اور دشمنی، ضد اور ہٹ دھرمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ خدا کے مہلک عذاب کے مستحق ہوئے سب سے پہلے یہ عذاب نازل ہوا کہ ان کی عورتیں بانجھ ہوگئیں اُس وقت خدا نے نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم دیا نوحؑ نے حکم کی تعمیل کی اور خدا کی تعلیم و راہنمائی کے ساتھ اور اس کے تحت نظر اس کی تعمیر میں مشغول ہوگئے۔

پھر تنور سے پانی ابلنے کے ساتھ جو کہ طوفان کے شروع ہونے کی علامت تھی طوفان کا آغاز ہوا، ابن عساکر کے بقول وہ مذکورہ تنور مسجد کوفہ کے ایک گوشہ میں واقع تھا۔(۱)

(۱) تاریخ ابن عساکر شرح حال نوحؑ، خطی نسخہ مجمع علمی اسلامی میں، ص ۳۲۹ رالف۔

نوحؑ نے اپنے اوپر ایمان لانے والوں اور کچھ جانوروں کو کشتی پر سوار کیا پھر زمین نے ہر گوشے سے اپنا منھ کھول دیا اور سیل رواں جوش کھانے لگا اور شدید بارش ہونے لگی، پانی نے زمین کو چھپالیا یہاں تک کہ نوحؑ کی کشتی کو اٹھا کر اسے موجوں کے درمیان پہاڑوں کی بلندی پر لے گیا۔

نوحؑ کا بیٹا کشتی پر سوار ہونے سے انکار کر گیا نوحؑ کی پدرانہ شفقت نے دل میں درد پیدا کیا ایسی شفقت جو تمام انسانوں کو ہوتی ہے۔ لہذا بیٹے کو خطاب کر کے آواز دی:

﴿یَا بُنَیَّ ارْکَبْ مَعَنَا وَ لَا تَکُنْ مَعَ الْکَافِرِینَ ☆ قَالَ سَآوِی اِلٰی جَبَلٍ یَعْصِمُنِی مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَحِمَ وَحَالَ بَیْنَھُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِینَ ☆ فَنَادٰی نُوحٌ رَبَّہٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِی مِنْ اَھْلِی وَاِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْکَمُ الْحَاکِمِینَ ☆ قَالَ یَا نُوحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْاَلْنِی مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ﴾

اے میرے بیٹے! ہمارے ہمراہ کشتی پر سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ رہو نوحؑ کے بیٹے نے کہا: میں کسی پہاڑ پر پناہ لے لوں گا جو میری اس پانی سے حفاظت کرے گا نوحؑ نے کہا: آج کے دن امر خدا سے کوئی چیز بچانے والی نہیں ہے، مگر وہ شخص کہ جس پر خدا نے رحم کیا ہو، (اس اثناء میں) ان کے درمیان موج حائل ہو گی اور وہ غرق ہو گیا نوحؑ نے اپنے رب کو آواز دی کہ: خدایا! میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور تیرا وعدہ بھی حق ہے اور تو تمام حاکموں میں بہتر حکم کرنے والا ہے۔

خدا نے کہا: اے نوح: وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے اس نے نازیبا حرکتیں کی ہیں لہذا تم جو نہیں جانتے ہو اس کا مجھ سے مطالبہ نہ کرو۔

نوحؑ اللہ کے خطاب کے ذریعہ اس حقیقت سے واقف ہو گئے جس کا انھیں علم نہیں تھا اور سمجھ گئے کہ ان کا بیٹا اپنے ناروا اور نازیبا افعال کے باعث خدا کے عذاب کا مستحق ہو گیا ہے اور عرض کیا۔

﴿رَبِّ اِنِّی اَعُوذُ بِکَ اَنْ اَسْاَلَکَ مَا لَیْسَ لِی بِہٖ عِلْمٌ...﴾

خدایا میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں تجھ سے ایسی چیز کا مطالبہ کروں جو نہیں جانتا۔

خداوند عالم ان تمام لوگوں کو جو نوحؑ کی کشتی پر سوار نہیں ہوئے تھے ہلاک کر دیا، اس کے بعد سیل آسا بارش بند ہوئی اور سارا پانی زمین کے اندر چلا گیا اور جو لوگ کشتی پر سوار تھے بابل کی سرزمین پر

اترے۔(۱) اور جن حیوانات کو نوحؑ نے اس پر سوار کیا تھا باہر آئے اور زمین پر پھیل گئے۔

جو لوگ حضرت نوحؑ کے بعد آج تک وسیع و عریض زمین پر پیدا ہوئے ہیں ان کے تین فرزندوں سام، حام اور یافت کی نسل سے ہیں۔

قریش کو حضرت نوحؑ کے واقعہ سے آگاہی نہیں تھی اور غیبی اخبار کے ذریعہ کہ جنھیں حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کے ذریعہ دریافت کیا تھا اُس واقعہ سے مطلع ہوئے۔

جو کچھ بیان ہو چکا وہ آیات کی تفسیر میں اخبار نوحؑ کا خلاصہ تھا، بعض اخبار ہیں جو اسلامی منابع و مآخذ میں مذکور ہوئے ہیں۔

اب ہم اسلامی مآخذ میں: اب ہم حضرت نوحؑ کے اخبار کے دوسرے حصہ سے بحث کرتے ہیں۔

اسلامی مصادر میں حضرت نوح علیہ السلام کی داستان

ہم تاریخ یعقوبی سے (اختصار کے ساتھ) اس طرح نقل کرتے ہیں:

خداوند عالم اخنوخ کے زمانے میں کہ اخنوخ نوحؑ کے جد اور ادریس پیغمبر ہیں ان کے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے نوحؑ کو وحی کی اور حکم دیا کہ اپنی قوم کو ڈرائیں اور گناہوں کے ارتکاب سے جن کے وہ لوگ مرتکب ہوتے ہیں دور رکھیں. اور اللہ کے عذاب سے ڈرائیں، نوحؑ نے حکم کی تعمیل کی اور خود اللہ کی عبادت اور قوم کو اس کی طرف دعوت دینے میں مشغول ہو گئے۔

پھر یعقوبی (اور دوسرے مورخین) مفصل شرح وبسط کے ساتھ جو ہم نے اختصار سے اس سے پہلے گزشتہ آیات کی تفسیر میں ذکر کیا ہے ذکر کرتے اور تحریر فرماتے ہیں:

نوحؑ نے کشتی سے نکلنے کے بعد ۳۶۰ سال زندگی گذاری اور جب موت قریب آگئی تو اپنے تینوں فرزندوں (سام، حام، یافث.) اور ان کے فرزندوں کو بلایا اور ان سے وصیت کی اور حکم دیا کہ خداوند عالم کی عبادت کریں۔

---

(۱) حموی معجم البلدان میں مادہ بابل کے ذیل میں اختصار کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں: بابل اس علاقہ کا نام ہے کہ انھیں میں سے ((حلہ اور کوفہ بھی ہے)) جہاں نوح اور ان کے ساتھی کشتی سے نیچے آئے اور ایک پناہ گاہ بنائی، یہ پہلی جگہ ہے کہ وہ لوگ اس جگہ آبادی کر کے رہنے لگے اور یہاں پر تولید و نسل کا سلسلہ بڑھا یہاں تک کہ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور ان میں سے بادشاہت کے مالک ہوئے اور شہروں کی بنا کی ان کی زندگی حدود دجلہ اور فرات اور دجلہ کی طرف سے نیچے ((کسکر)) اور کوفہ کی طرف سے ماروماء "کوفہ" تک پھیل گئی کہ اسے سواد کہتے ہیں اور ان کے بادشاہوں نے بابل میں اپنی پناہ گاہ بنائی اور اسی کو پایہ تخت بنایا۔

پھر اس گھڑی سام سے کہا جب میں دنیا سے رحلت کر جاؤں قبل اس کے کہ کوئی آگاہ ہو تم ہی کشتی میں سوار ہونا اور جسد آدمؑ کو مقدس جگہ جو کہ زمین کے درمیان واقع ہے لے جانا اور اس کے بعد فرمایا:

اے سام: جب تم اپنے بیٹے ''ملکیز دق'' کی نصرت سے حضرت آدمؑ کے جسد کو اٹھاؤ گے تو خداوند عالم فرشتوں میں ایک فرشتہ کو تمہارے ہمراہ کرے گا تا کہ وہ تمہاری راہنمائی کرے اور تمھیں زمین کے وسط کا پتہ بتائے۔ اس ماموریت کے سلسلہ میں تمہارے کام سے کوئی آگاہ نہ ہونے پائے؛ کیونکہ یہ آدم کی اپنے بیٹے سے وصیت ہے کہ ہر ایک نے دوسرے سے وصیت کی ہے یہاں تک کہ تم تک پہنچی ہے، جب تم اس جگہ پر جہاں فرشتہ تمہاری راہنمائی کرے پہنچ جانا تو وہاں پر حضرت آدمؑ کے جسد کو سپرد خاک کر دینا اور ''ملکیز دق'' کو حکم دینا کہ اسی جگہ ہمیشہ کے لئے سکونت اختیار کرے اور اس سے جدا نہ ہو اور اللہ کی عبادت اور پرستش کے علاوہ کوئی کام نہ کرے۔ (۱)

جب نوحؑ کا انتقال ہو گیا تو عراق میں اسی جگہ دفن کر دیئے گئے جہاں انتقال ہوا تھا کیونکہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے:

﴿ وَ مَا قُبِضَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَیْثُ یُقْبَضُ ﴾(۲)

ہر پیغمبر جہاں انتقال کرتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔

اس لحاظ سے، حضرت آدمؑ کا مدفن (دفن کی جگہ) وہیں ہونا چاہئے جہاں ان کا انتقال ہوا ہے۔

---

(۱) تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۱۳ اور ص ۱۶، طبع بیروت ۱۳۷۹ھ۔ (۲) سیرۂ ابن ہشام، ج ۴، ص ۳۴۳، سنن ابن ماجہ، حدیث ۱۶۲۸، فتح الباری، ج ۱، ص ۵۲۹، کنز العمال، ۱۸۷۶۳۔

نوح علیہ السلام کے فرزند سام علیہ السلام

- نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے سام سے وصیت.
- سام کا حضرت آدم علیہ السلام کے جسد کو سفینہ سے باہر نکالنا اور اس جگہ دفن کرنا جہاں انھیں حکم دیا گیا تھا.
- سام علیہ السلام کی اپنے بیٹے ارفخشد علیہ السلام سے وصیت.

نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے سام سے وصیت

تاریخ ابن اثیر میں مذکور ہے:

حضرت نوحؑ نے اپنے سب سے بڑے بیٹے سام سے وصیت کی (۱)

مسعودی کی اخبار الزمان میں مذکور ہے:

خداوند عالم نے حضرت نوحؑ کے بعد ریاست ان کے فرزند سام کے حوالے کی اور انھیں گزشتہ پیغمبروں کی کتابوں کا وارث قرار دیا اور حضرت نوحؑ کی وصیت کو دیگر بھائیوں کے علاوہ خود ان سے اور ان کے فرزندوں سے مخصوص قرار دیا۔ (۲)

سام حضرت آدم علیہ السلام کے جسد کو کشتی سے اٹھاتے ہیں

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

سام اپنے والد کے بعد خداوند عالم کی عبادت اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں مشغول ہو گئے اور کشتی کا دروازہ کھولا اور خفیہ طور پر اپنے دونوں بھائیوں کو اطلاع دی اور ان کے حاضر ہوئے بغیر اپنے بیٹے کی مدد سے حضرت آدمؑ کے جسد کو وہاں سے اٹھا کر باہر نکال لائے اور نگہبان فرشتے نے انھیں راستہ کی راہنمائی کی اور وہ لوگ اسی طرح حضرت آدمؑ کے جسد کو اپنے ہمراہ لے گئے یہاں تک کہ ایسی جگہ پہنچے جہاں طے تھا کہ حضرت آدمؑ کا جسد سپرد خاک ہو پھر حضرت آدمؑ کے جسد کو خاک کے حوالے کر دیا (دفن کر دیا)۔

سام علیہ السلام کی اپنے فرزند ارفخشد علیہ السلام سے وصیت

جب سام کی موت کا زمانہ قریب آیا تو انھوں نے اپنے فرزند ارفخشد کو بلایا اور ان سے وصیت کی۔ (۳)

---

(۱) تاریخ ابن اثیر، طبع اول مصر، ج ۱، ص ۲۶۔ (۲) اخبار الزمان، مسعودی، ص ۷۵۔۱۰۲ سال طباعت ۱۳۸۶ھ بیروت۔

(۳) تاریخ یعقوبی، ص ۱۔۱۷، طبع بیروت، ۱۳۷۹ھ۔

سام علیہ السلام کے فرزند ارفخشد علیہ السلام

- باپ کے بعد ان کی جانشینی.
- ارفخشد علیہ السلام کی اپنے فرزند سے وصیت.

ارفخشد اپنے والد سام کے بعد

مسعودی کی مروج الذھب میں مذکور ہے:

سام کے بعد ان کے فرزند ارفخشد نے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔(۱)

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

ارفخشد اپنے والد سام کے بعد خداوند عالم کے اوامر کی اطاعت اور عبادت میں مشغول ہو گئے اور ۱۸۵ر سال کے بعد ان کے فرزند شالح پیدا ہوئے. ان کے عہد میں نوح کی اولاد متفرق ہو کر مختلف جگہوں پر سکونت اختیار کر چکی تھی، ظالموں اور سرکشوں کی روز افزوں زیادتی ہونے لگی اور انھوں نے ہر سو تعدی اور تجاوز کا ہاتھ بڑھایا اور کنعان بن حام کے فرزندوں کو تباہی اور فساد میں مبتلا کر دیا؛ اور وہ لوگ گستاخانہ اور کھلم کھلا گناہوں کے مرتکب ہونے لگے۔(۲)

ارفخشد کی اپنے بیٹے سے وصیت

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے: جب ارفخشد کی موت کا زمانہ قریب آیا تو ان کے بیٹے اور رشتہ دار سب ان کے پاس جمع ہو گئے ارفخشد نے ان سے خدا کی عبادت اور گناہوں سے دوری کی وصیت کی، پھر اس وقت اپنے فرزند شالح سے کہا: میری وصیت کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے اہل وعیال کے درمیان میرے بعد خدا کی عبادت میں مشغول رہنا، پھر آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رخصت ہو گئے.(۳)

---

(۱)۔ مروج الذھب، مسعودی، ج۱،ص۵۴.(۲)۔ تاریخ یعقوبی، ج۱،ص۱۸.(۳)۔ تاریخ یعقوبی، ج۱،ص۱۸.

ارفخشد علیہ السلام کے فرزند شالح علیہ السلام

- خدا کی اطاعت وعبادت میں شالح علیہ السلام کا مشغول ہونا
- ان کی وصیت اپنے فرزند عابر علیہ السلام سے

خدا کی اطاعت وعبادت میں شالح علیہ السلام کا مشغول ہونا

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

پھر ارفخشد کے فرزند شالح (اپنے باپ کی وصیت کے مطابق) اپنی قوم کے درمیان خدا کی عبادت میں مشغول ہوگئے اور انھیں خدا کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا اور گناہوں کے ارتکاب سے منع فرمایا اور عذاب الٰہی سے جو کہ گناہ گاروں کے لئے آئے گا ڈرایا۔ شالح ۱۳۰ رسال کے تھے کہ ان کے فرزند عابر پیدا ہوئے اور جب ان کی وفات کا زمانہ قریب ہوا تو اپنے فرزند عابر کو بلایا اور ان سے وصیت کی اور انھیں حکم دیا کہ قابیل کی اولاد کے گناہ آلود کاموں سے دوری اختیار کریں، پھر اس وقت آنکھ بند ہوگئی اور دنیا سے رحلت کر گئے۔(۱)

☆☆☆

ہم نے گزشتہ مباحث میں نوحؑ کے وہ اوصیاء جو کہ انبیاء نہیں تھے ان میں سے صرف سام، ارفخشد اور شالح کی سرگذشت پر اکتفاء کی ہے۔

اب انشاء اللہ ہم انبیاء کے حالات اور حضرت نوحؑ کے اوصیاء میں سے پیغمبروں کے بعض حالات کو قرآن کی تشریح کے اعتبار سے بیان کریں گے۔

---

(۱) تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۱۸۔

قرآن کریم میں اوصیاء حضرت نوح علیہ السلام میں سے انبیاء کے حالات

- حضرت ہود پیغمبر علیہ السلام
- حضرت صالح علیہ السلام

حضرت ہود علیہ السلام

- قرآن کی آیات کریمہ میں حضرت ہود علیہ السلام کی سیرت.
- کلمات کی تشریح.
- آیات کریمہ کی تفسیر.

آیات کریمہ میں حضرت ہود پیغمبر علیہ السلام کی سیرت

۱۔ خداوند عالم سورۂ احقاف کی ۲۱ ویں تا ۲۵ ویں آیات میں اپنے رسول کو مخاطب کر کے حضرت ہودؑ کے بارے میں ان سے فرماتا ہے:

﴿ وَ اذْ كُرْ اَخاعَادٍ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالاَحقافِ وَ قَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ اَلاّ تَعْبُدُوا اِلاّ اللّٰهَ اِنّي اَخافُ عَلَيْكُم عَذابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ☆ قالُوا اَجِئتَنا لِتَأفِكَنا عَنْ آلِهَتِنافَأْتِنا بِمَاتَعِدُ نَااِنْ كُنْتَ مِنَ الصّادِقِينَ ☆ قالَ اِنَّمَاالعِلمُ عِندَاللّٰهِ وَاُبَلِّغُكُمْ مَاأُرْسِلْتُ بِهِ وَ لٰكِنِّيَ اَرٰيكُم قَوْماً تَجْهَلُونَ☆ فَلَمّا رَاَوْهُ عارِضاً مُسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قالُوا هٰذا عارِضٌ مُمْطِرُنا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذابٌ اَلِيمٌ☆ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوا لَايُرىٰ اِلّامَساكِنُهُمْ كَذٰلِكَ نَجْزِي القَومَ الْمُجْرِمِينَ﴾

قوم عاد کے بھائی (ہودؑ) کو یاد کرو جب اس نے احقاف نامی سرزمین پر اپنی قوم کو انذار کیا (ڈرایا) جب کہ ان کے زمانے میں اور ان سے پہلے پیغمبر آچکے تھے (اس بات پر کہ) خدا کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو کیوں کہ میں تمہارے سلسلہ میں عظیم دن کے عذاب کے بارے میں خوفزدہ ہوں. انھوں نے کہا: کیا تم اس لئے آئے ہو کہ ہمیں ہمارے خداؤں سے منحرف کردو؟ اگر سچے ہو تو جس عذاب کا ہم سے وعدہ کیا ہے نازل کردو۔

(حضرت ہود نے) کہا: علم (عذاب) خدا کے پاس ہے. جس چیز کے لئے مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے اس کی میں تمھیں تبلیغ کروں گا، لیکن میں تمھیں ایک ایسی قوم دیکھ رہا ہوں جو جہالت کی راہ پر گامزن ہے. اور جب عذاب کو دیکھا کہ بادل کی صورت ان کی سرزمین کی طرف آرہا ہے تو سب نے کہا: یہ بادل ہے جو ہمیں بارش نصیب کرے گا، (حضرت ہود نے) کہا: ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ وہی چیز ہے. جس کے آنے

کے لئے تم نے جلد بازی کی ہے، ایک ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے. اور ہر زندہ چیز کو اپنے خدا کے حکم سے تباہ و برباد کردے گا جیسے ہی ان کی صبح ہوئی، ان کے گھروں کے علاوہ (کوئی چیز) دکھائی نہ دی، ہم گناہگار قوم کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

۲۔ سورۂ ہود کی ۵۰ ویں تا ۵۵ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَالیٰ عَادٍ اَخَاهُمْ هُوداً قَالَ یَا قَومِ اعْبُدوا اللّٰهَ مَا لَکُم مِنْ اِلٰهٍ غَیرُهُ اِنْ اَنتُم اِلَّا مُفْتَرُونَ☆یَا قَومِ لَا اَسْاَلُکُم عَلَیهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِی فَطَرَنِی اَفَلَا تَعْقِلُونَ☆وَ یَاقَومِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّکُم ثُمَّ تُوبُوا الَیهِ یُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَیْکُم مِدْرَاراً وَ یَزِدْکُمْ قُوَّةً اِلیٰ قُوَّتِکُم وَ لَا تَتَوَلَّوا مُجْرِمِینَ☆ قَالُوا یَاهُودُ مَاجِئتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَ مَا نَحنُ بِتَارِکِی آلِهَتِنَاعَن قَولِکَ وَ مَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤمِنِینَ☆ اِنْ نَقُولُ اِلَّا اعتَرَاکَ بَعضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ قَالَ اِنِّیَ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ اشْهَدُوا اَنِّی بَرِیءٌ مِمَّا تُشرِکُونَ☆ مِن دُونِهِ فَکِیدُونِی جَمِیعاً ثُمَّ لَاتُنْظِرُونِ﴾

قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو ہم نے بھیجا، اس نے کہا: اے میری قوم والو! خدا کی عبادت کرو کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تم لوگ بتوں کی پوجا کر کے (خداوند سبحان پر) تہمت لگانے کے علاوہ کوئی کام نہیں کرتے: اے قوم! میں تم سے رسالت کی اجرت نہیں چاہتا، میری اجرت میرے خالق کے ذمہ ہے کیا تم غور کرنا نہیں چاہتے؟! اے میری قوم! اپنے خدا سے بخشش طلب کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو تا کہ تم پر وہ کثرت سے بارش نازل کرے اور تمہاری قوت میں اضافہ کرے اور گناہ گار حالت میں مجھ سے روگردانی نہ کرو. سب نے کہا: اے ہود! تم نے ہمارے سامنے کوئی (معجزہ) دلیل پیش نہیں کی ہے اور ہم اپنے خداؤں کو صرف تمہارے کہنے سے نہیں چھوڑیں گے اور تم پر ایمان نہیں لائیں گے. صرف یہ کہیں گے کہ ہمارے بعض خداؤں نے تمھیں دیوانہ بنا دیا ہے. حضرت ہودؑ نے کہا: میں خدا کو گواہ بناتا ہوں اور تمھیں بھی گواہ بناتا ہوں کہ میں اس چیز سے بیزار ہوں جس چیز کو تم لوگ خدا کا شریک قرار دیتے ہو پس تم سب کے سب مجھ سے فریب کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔

۳۔ سورۂ مومنون کی ۳۳ ویں تا ۴۱ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِینَ کَفَرُوا وَ کَذَّبُوا بِلِقَاءِ الآخِرَةِ وَ أَتْرَفْنَاهُمْ فِی الْحَیَاةِ الدُّنْیَا مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ یَأْکُلُ مِمَّا تَأْکُلُونَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ☆ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَکُمْ إِنَّکُمْ إِذًا

لَخَاسِرُونَ ☆ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُم مُّخْرَجُونَ ☆ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ☆ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ☆ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ☆ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ☆ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ☆ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴾

اُن (حضرت ہودؑ) کی قوم کے بزرگوں نے جو کہ کافر ہو گئے تھے اور عالم آخرت کی تکذیب کی اور دنیا میں انھیں عیش وعشرت کی ہم نے زندگی دی تھی انھوں نے کہا: یہ (ہود) بھی تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے جو تم کھاتے ہو وہ بھی کھاتا ہے جو تم پیتے ہو وہ بھی پیتا ہے. اور اگر اپنے ہی جیسے انسان کا کہنا مانو گے تو اس صورت میں تم لوگ نقصان اُٹھانے والوں میں ہو گے. کیا وہ تمھیں وعدہ دیتا ہے کہ جب مر جاؤ گے اور بوسیدہ ہو کر (سڑ گل کر) خاک ہو جاؤ گے تو پھر تمھیں قبر سے باہر نکالا جائے گا؟! کتنا دور ہے وہ وعدہ جو تم سے کیا گیا ہے. زندگی یہی دنیا ہے، کہ مریں گے اور زندہ جئیں گے اور پھر کبھی اٹھائے نہیں جائیں گے اس شخص نے خدا پر جھوٹا الزام لگایا ہے ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے. (حضرت ہودؑ) نے کہا: خدایا! میری مدد کر کہ انھوں نے میری تکذیب کی ہے۔

خدا نے کہا: کچھ دن بعد وہ پشیمان ہوں گے، ایک برحق آسمانی صیحہ (چنگھاڑ) نے انھیں اپنی گرفت میں لے لیا اور ہم نے انھیں کوڑا کرکٹ بنا دیا. خدا کی اس ستمگر قوم پر لعنت ہو۔

۴۔ سورۂ اعراف کی ۶۵ ویں تا ۷۲ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ☆ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ☆ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ☆ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ☆ أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ☆ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ☆ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ☆ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا

دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴾

ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ''ہود'' کو بھیجا. اُس (ہود) نے کہا: اے قوم: واحد اور یکتا خدا کی عبادت کرو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آیا (اس کے عذاب سے) ڈرتے نہیں؟ کافر قوم کے بزرگوں نے کہا: ہم تمھیں نادانی اور سفاہت کا پیکر جانتے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹوں میں سے ہو. ہود نے کہا: اے میری قوم! مجھ میں کوئی سفاہت نہیں ہے بلکہ پروردگار عالم کی طرف سے ایک پیغمبر ہوں. اپنے رب کے پیغام تم تک پہنچاتا ہوں اور تمہارے لئے ایک خیر خواہ اور امین ہوں. کیا تم نے تعجب کیا کہ تمہارے لئے پروردگار کی جانب سے تم ہی میں سے ایک مرد کے ذریعہ نصیحت آئی ہے تا کہ تمھیں ڈرائے؟! اُس وقت کو یاد کرو جب خداوند عالم نے تمھیں قوم نوح کے بعد جانشین قرار دیا اور تمہاری قوت میں اضافہ فرمایا خدا کی انواع واقسام کی نعمتوں کو یاد کرو شاید کامیاب ہو جاؤ قوم ہود نے کہا! تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم صرف خدا کی عبادت کریں اور جو کچھ ہمارے آباء واجداد پوجتے تھے اسے چھوڑ دیں؟ جس عذاب کا تم نے ہم سے وعدہ کیا ہے اگر سچے ہو تو لے آؤ۔

ہود نے کہا: یقیناً خدا کا عذاب اور اس کا غضب تم پر نازل ہوگا، آیا تم ان اسماء کے بارے میں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے اُن بتوں کو دیا ہے اور خدا نے اس سلسلے میں کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے ہم سے جنگ وجدال کرتے ہو؟! لہٰذا منتظر رہو کہ ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں. ہم نے ہود اور ان کے ہمراہ افراد کو اپنی رحمت سے نجات دی ہے اور ان لوگوں کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکا جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ہم پر ایمان نہیں لائے۔

۵۔ سورۂ قمر کی ۱۸ ویں تا ۲۰ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ☆ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ ☆ تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ ﴾

قوم عاد نے (اپنے پیغمبر کی) تکذیب کی لہٰذا (دیکھو کہ) میرا عذاب اور انذار کیسا تھا؟ ہم نے تیز وتند، وحشتناک اور سرد ہوا ایک منحوس دن میں پے در پے بھیجی. کہ وہ ہوا لوگوں کو کھجور کے جڑ سے اکھڑے ہوئے درختوں کے تنے کے مانند اکھاڑ پھینکتی تھی۔

کلمات کی تشریح

۱۔ احقاف :

حقف : ریت کے طولانی پر پیچ اور خم دار ٹیلے کو کہتے ہیں، اس کی جمع احقاف ہے۔ یہاں پر احقاف سے مراد عمان سے حضر موت تک ایک ریتیلا علاقہ ہے جس کی تفصیل کو حموی کی معجم البلدان میں لفظ احقاف کے باب میں مطالعہ کیجئے۔

۲۔ لتا فکنا : افک:

عظیم افتراء اور جھوٹ ہے اور مشرکین کا مقصد یہ تھا کہ: تم آئے ہوتا کہ ہمیں اپنے عظیم افتراء اور جھوٹ سے ہمارے خداؤں سے روگرداں اور منحرف کردو؟!

۳۔ عارضٌ : عارض :

جو کچھ افق میں منجملہ بادل کا ٹکڑا ہو یا ٹڈی اور شہد کی مکھی نمودار ہوتی ہے۔

۴۔ اترفنا ھمُ:

ترف: لغت میں تنعم کے معنی میں ہے۔ یعنی ہم نے انھیں انواع واقسام کی نعمتوں، مال، اولاد اور عالی شان محلوں سے نوزا۔

۵۔ ھیھات:

ھیھات ھذا الا مر، اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا انجام بہت بعید ہے یعنی نہ ہونے والا ہے۔

۶۔ بصطة:

بصطہ لغت میں وہی وسعت اور فراخی ہے، بصطة فی العلم، علم میں وسعت، فضیلت اور زیادتی کے معنی میں ہے۔ بصطه فی الجسم، قوت اور طاقت میں زیادتی کے معنی میں ہے کہ یہاں پر یہی آخری معنی مراد ہے۔

۷۔ رجس:

یہاں پر اس عذاب کے معنی میں ہے جو ناپسندیدہ اعمال اور نازیبا افعال کی بناء پر نازل ہوتا۔

۸۔ قطعنا دابر ھم:

قطع الدابر عجز اور بے چارگی مراد ہے، قطع الله دا بر هم یعنی خدا نے ان کی بیخ کنی کی اور ان کو درمیان سے اٹھالیا۔

گزشتہ آیات کی تفسیر کا خلاصہ

عاد قبیلہ حضرت نوحؑ کے اعقاب میں سے تھا وہ لوگ تہذیب وثقافت میں اس درجہ ترقی کر چکے تھے کہ حضرت نوح کی وسیع وعریض شریعت کے لائق اور مناسب ہو گئے، لیکن شیطان انھیں آہستہ آہستہ بتوں کی عبادت کی طرف کھینچ لے گیا یہی وجہ تھی کہ خدا نے ان کی ہدایت کے لئے ہودؑ کو جو کہ اسی قبیلہ سے تھے پیغمبری کے لئے مبعوث کیا تو ہودؑ نے انھیں خداوند یکتا کی عبادت و بندگی اور دین اسلام پر عمل کرنے کی دعوت دی جو خدا کی شریعت سے متعلق تھا اور حضرت نوحؑ اسے لائے تھے. انھوں نے انھیں پند ونصیحت اور انذار کیا، لیکن قوم عاد نے عناد اور گمراہی کا راستہ اختیار کیا تو خدا نے بھی ان پر سختی کی اور ان سے بارش کو روک دیا، شاید کہ وہ خود کو سنبھال لیں اور خدا کی اطاعت وعبادت کا راستہ اختیار کر لیں، پھر ہودؑ نے انھیں بشارت دی کہ اگر ایمان لا کر، ناشائستہ اور ناروا اعمال سے توبہ کریں تو خداوند عالم انھیں فراوان بارش سے نوازے گا. اور عذاب خداوندی سے انھیں ڈرایا لیکن وہ لوگ اس کے برعکس اپنی سرکشی اور عناد میں اضافہ ہی کرتے رہے اسی وجہ سے خدا نے ان کی طرف سیاہ اور کالی آندھی بھیج دی جب قوم عاد نے اس آندھی کو دور سے افق کے کنارے دیکھا تو سمجھی کہ وہ برسنے والا بادل ہے، اس بات سے غافل کہ وہ ایک تیز وتند آندھی ہے جو انھیں جڑ سے اکھاڑ پھینکے گی اور ان کے گھروں کو اپنی جگہ پر چھوڑ دے گی قوم ثمود کا بھی یہی انجام ہوا اب انشاء اللہ ان کے حالات کی تفصیل بیان کریں گے۔

حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام

- قرآن کریم میں حضرت صالح علیہ السلام کی سیرت اور روش
- کلمات کی تشریح
- آیات کی تفسیر

قرآن کریم میں حضرت صالح علیہ السلام کی سیرت اور روش

۱۔ خداوند سبحان سورۂ نمل کی ۴۵ ویں تا ۴۷ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ☆ قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ☆ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَعَكَ قَالَ طَائِرُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ﴾

اور ہم نے قوم ثمود کی جانب ان کے بھائی صالح کو بھیجا تا کہ وہ کہیں کہ خداوند واحد و یکتا کی عبادت کرو، ان کی قوم دو گروہ میں تقسیم ہوگئی (ایک مومن گروہ اور دوسرا کافر گروہ) اور آپس میں دونوں جنگ وجدال کرنے لگے. صالح نے کہا: اے قوم والو! کیوں قبل اس کے کہ کوئی نیک کام کرو برے کاموں کی طرف جلد بازی کر رہے ہو تم اللہ سے استغفار کیوں نہیں کرتے کہ شاید تم پر رحم کر دیا جائے؟ انھوں نے کہا: ہم تجھے اور تیرے ماننے والوں کو فال بد جانتے ہیں. صالح نے کہا: تمہاری سرنوشت (برا انجام) خدا کے پاس ہے بلکہ تم لوگ آزمائے گئے ہو۔

۲۔ سورۂ شعراء کی ۱۴۱ تا ۱۵۵ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ☆ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ☆ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ☆ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ☆ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ☆ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ☆ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ☆ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ☆ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ☆ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ☆ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ☆ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ☆ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ☆ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ☆ قَالَ هَذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ﴾

قوم ثمود نے بھی اپنے پیغمبروں کی تکذیب کی. جب ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا: کیوں تم

لوگ خدا سے نہیں ڈرتے ؟! میں تمہارے لئے ایک امانتدار پیغمبر ہوں، لھذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو. میں تم سے اپنی رسالت کا اجر نہیں چاہتا میرا اجر ربّ العالمین کے ذمہ ہے. کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ اس دنیاوی ناز ونعمت میں رہو گے؟! انھیں باغات، بہتے چشموں، کھیتیوں اور نخلستان میں جو کہ لطیف اور نازک پھول والے ہیں اور جو پہاڑوں میں ہنرمندی اور مہارت کے ساتھ گھروں کو تعمیر کرتے ہو؟! خدا سے ڈرو اور میری بات مانو اور فضول خرچی اور اسراف کرنے والوں کا کہنا نہ مانو. وہی لوگ جو اس سرزمین پر فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے. انھوں نے کہا: یقیناً تم پر جادو کر دیا گیا ہے، تم ہمارے جیسے انسان کے علاوہ کچھ نہیں ہو، اگر سچے ہو تو معجزہ دکھاؤ. (صالح) نے کہا: یہ اونٹنی ہے ایک دن یہ پانی پیئے گی اور ایک دن پینا تم لوگوں کے لئے معین اور مخصوص ہے.

۳۔ اور سورۂ ہود کی ۶۱ تا ۶۸ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ هُوَ أَنشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ ☆ قَالُوا يَاصَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا أَتَنْهَانَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ☆ قَالَ يَاقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ☆ وَيَاقَوْمِ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ☆ فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ☆ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ☆ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ☆ كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِثَمُودَ ﴾

قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو پیغمبری کے لئے مبعوث کیا. صالح نے کہا: اے میری قوم! اس خدا کی عبادت کرو جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے. اس نے تمھیں خاک سے پیدا کیا اور تمھیں اس میں آباد کیا لہٰذا اس سے مغفرت طلب کرو اور گناہوں سے توبہ کرو یقیناً میرا ربّ (تم سے) نزدیک ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔

انھوں نے کہا: اے صالح! اس سے قبل تم ہم لوگوں کے نزدیک ایک پناہ گاہ (امید کی جگہ) تھے کیا تم ہمیں ہمارے آباؤ اجداد کے خداؤں کی عبادت کرنے سے روک کر رہے ہو؟ جس چیز کے لئے تم ہمیں

دعوت دے رہے ہو اس کی بہ نسبت ہم بدگمان اور مشکوک ہیں۔

صالح نے کہا! اے قوم والو! اگر میں اپنے ربّ کی طرف سے کوئی معجزہ دکھاؤں جو کہ اس نے مجھ کو اپنی رحمت سے منتخب کیا ہے تو اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اور اگر اس کا کہنا نہ مانوں تو پھر کون ہے جو ہمیں اللہ (کے غضب) سے امان دے گا؟ کہ تم لوگ مجھ پر ضرر و نقصان کے اضافے کے سواء کچھ نہیں کر سکتے. اور اے میری قوم! یہ اونٹنی خدا کی ہے جو تمہارے لئے معجزہ ہے، اسے چھوڑ دو تا کہ اللہ کی سرزمین میں چرے اور اسے ایذا نہ پہنچاؤ ورنہ بہت جلد ہی خدا کا عذاب تمھیں اپنی گرفت میں لے لے گا. صالح کی قوم نے اونٹنی کو مار ڈالا. صالح نے ان سے کہا: تین دن مزید اپنے گھروں میں زندگی کا لطف اٹھاؤ، یہ وعدہ جھوٹا نہیں ہے. جب ہمارا عذاب آیا تو صالح اور ان کے ہمراہ باایمان افراد کو اپنی رحمت کے ذریعہ اس دن کی رسوائی سے نجات دی، بے شک تمہارا پروردگار تو قوی اور عزیز ہے. اور ستمگروں کو آسمانی صیحہ (چنگھاڑ) نے اپنی گرفت میں لے لیا اور ہنگام صبح اپنے گھروں میں موت کی نیند سو رہے تھے گویا وہ لوگ کبھی اس دیار میں زندہ ہی نہیں تھے. جان لو کہ ثمود کی قوم اپنے رب کی منکر ہوئی اور خدا کی رحمت سے دور ہو گئی۔

۴۔ سورۂ اعراف کی ۷۳۔۷۹ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ☆ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ☆ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ☆ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ☆ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَاصَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ☆ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ☆ فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَاقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ﴾

اور قوم ثمود پر ان کے بھائی صالح کو پیغمبری کے لئے مبعوث کیا. صالح نے کہا: اے میری قوم والو! خدا کی عبادت کرو کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے. بتحقیق تمہارے رب کی طرف سے آشکار معجزہ آیا ہے یہ خدا

کی اونٹنی ہے جو کہ تمہارے لئے ایک معجزہ ہے اُسے چھوڑ دو تا کہ خدا کی سرزمین میں چرے اور اسے ایذا نہ پہنچانا ورنہ دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

اُس وقت کو یاد کرو جب خدا نے تمھیں قوم عاد کی ہلاکت کے بعد گزشتہ افراد کا جانشین بنایا اور زمین میں ٹھکانہ دیا کہ اس کی ہموار زمینوں میں محلوں کی تعمیر کرو اور پہاڑوں میں گھروں کی بنا ڈالو لہٰذا خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین پر فساد برپا نہ کرو، تو اس قوم کے بڑے لوگوں نے کمزور بنا دیئے جانے والے لوگوں میں سے جو ایمان لائے تھے ان سے کہا: کہ تم کو کیا معلوم کہ صالح اپنے ربّ کا فرستادہ ہے؟ وہ لوگ بولے: جو آئین (قانون) وہ لائے ہیں ہم اس پر ایمان لائے ہیں، تو جن بڑے لوگوں نے ہٹ دھرمی اور ضد سے کام لیا تھا بولے: جن باتوں پر تم ایمان لائے ہو ہم ان کے منکر اور کافر ہیں لہٰذا اونٹنی کو مار ڈالا اور خدا کے حکم کی نافرمانی کی اور کہا: اے صالح! اگر تم پیغمبر ہو تو جس عذاب کا تم نے ہم سے وعدہ کیا ہے وہ لے آؤ۔ پھر وہ زلزلہ میں گرفتار ہو گئے اور اپنے گھروں میں بے جان پڑے رہ گئے۔ پھر اس وقت صالح نے ان سے منھ پھیر کر کہا: اے میری قوم! میں نے اپنے ربّ کا پیغام تم تک پہنچا دیا اور تمھیں پند و نصیحت بھی کر دی لیکن تم لوگ خیر خواہوں اور نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے۔

۵۔ سورہ نمل کی ۴۸ ویں تا ۵۳ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ☆ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ☆ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ☆ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ☆ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ☆ وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾

اُس شہر میں نو افراد قبیلہ (رؤسائے میں سے) تھے جو فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔ ان لوگوں نے کہا: تم سب آپس میں خدا کی قسم کھاؤ کہ شب میں اس (صالح) کو اور جو اس کے ساتھ ہیں ان سب کو ہم قتل کر ڈالیں گے، پھر اس وقت انکے ورثہ سے کہیں گے کہ ہم لوگ ان کے ساتھیوں کی ہلاکت کے وقت حاضر نہیں تھے اور سچ کہتے ہیں۔ انھوں نے زبردست دھوکا دیا اور ہم نے ان کی بے خبری میں تدبیر کی۔ غور کرو کہ ان کے فریب کا نتیجہ کیا ہوا؟ ہم نے ان سب کو اور ان کی قوم کو ایک ساتھ ہلاک کر ڈالا اور یہ خالی گھر انھیں کے ہیں جن کی دیواریں اور چھتیں نیچے گر گئی ہیں ان کے ان مظالم کے سبب سے جو انھوں نے

کیے ہیں؛ اس میں، ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں ایک عبرت ہے. اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور پرہیزگاری کا ثبوت دیا ہم نے انھیں نجات دی۔

کلمات کی تشریح

۱۔اطّیرنا وطائر کم: تطیّر و اطّیر:

اس نے بدفالی کی، بدشگونی کی اور طائر کم یہاں پر تمہاری بدشگونی اور نحوست کے معنی میں ہے۔

۲۔ هضیم:

هضیم پختہ اور قابل استفادہ اور لطیف یعنی خوشگوار اور نرم میوہ۔

۳۔فارهین:

فارہ، مدہوش اور ماہر کہ دونوں ہی معنی بحث سے مناسبت رکھتے ہیں۔

۴۔جاثمین:

جثم جثوما، زمین سے چپکا ہوا، افتادہ اور ہلاک شدہ۔

۵۔بؤاکم:

بوّاہ منزلاً، وہاں اسے نیچے لایا۔

۶۔و لا تعثوا:

عاث وعثا، زبردست فساد کیا۔

۷۔عتوّا:

عتا عتوّا، تکبر کیا سرکشی اور طغیانی کی حد کردی۔

۸۔رجفۃ:

رجف، اُسے زبردست حرکت اور جنبش پر مجبور کیا، الرجفہ: یکبارگی لرزنا (زلزلہ)۔

۹۔ رهط:

رهط یہاں پر دس آدمی سے کم کا ایک گروہ ہے جس میں کوئی عورت نہ ہو۔

آیات کی تفسیر کا خلاصہ

ثمود کا قبیلہ حضرت نوحؑ کے اعقاب میں تھا جو قوم عاد کے بعد زندگی گذارر تے تھے وہ لوگ مدینہ اور شام کے درمیان عالی شان محلوں میں زندگی گذارتے تھے۔

یہ قوم خود پسندی اور سرکشی میں مبتلا ہوگئی اور خدا کو ترک کر دیا اور بتوں کی پرستش میں مشغول ہوگئی خداوند عالم نے بھی صالحؑ پیغمبر کو جو کہ اسی ثمود قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے بشارت وانذار کی ذمہ داری دے کر ان کی طرف بھیجا گزشتہ آیات میں آپ نے ملاحظہ کیا کہ ان کے اور ان کے افراد قبیلہ کے درمیان کیا گزری۔

آخر کار قوم ثمود نے اپنے پیغمبر سے معجزہ طلب کیا اس شرط کے ساتھ کہ پہاڑ سے ایک حاملہ اونٹنی اپنے مدعا کی صداقت کے عنوان سے ظاہر کریں. خداوند سبحان نے ان کی یہ خواہش پوری کی، پہاڑ کے اندر زبردست پیچ وتاب کی کیفیت پیدا ہوئی پھر اس سے ایک حاملہ موٹی اونٹنی برآمد ہوئی اور اس نے قوم ثمود کے سامنے بچہ جنا۔

حضرت صالح نے اپنی قوم سے طے کیا کہ ایک دن ناغہ کر کے نہر کا پانی اُس اونٹنی سے مخصوص رہے اور کوئی دوسرا اس پانی سے استفادہ نہ کرے اور اونٹنی کا دودھ پانی کی جگہ ان کا ہوگا. اور دوسرے دن نہر کا پانی ان کے اور ان کے چوپایوں کے لئے ہوگا. ایک مدت تک وہ لوگ اس عہد پر باقی رہے، یہاں تک کہ ۹/ اوباش اور ظالم افراد نے اس اونٹنی کے قتل کا مصمم عزم کر لیا اور آخر کار اسے قتل کر ڈالا۔ نتیجہ کے طور پر خوفناک آسمانی آواز (چنگھاڑ) آئی اور زمین کو شدید جنبش ہوئی (زلزلہ آیا) اور اپنی جگہ پر ہلاک ہوگئے۔

بحث کا نتیجہ

خداوند عالم نے ہود اور صالح علیہما السلام کو (رحمت خداوندی کا) بشارت دینے والا اور (اس کے عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر ان کی قوم کی طرف بھیجا. انھوں نے بھی شریعت نوحؑ اور ان کے قوانین و آئین پر عمل کرنے کی دعوت دی۔

اس طرح سے جو بھی حضرت نوحؑ کے بعد آیا ان کے آئین اور شریعت کی تبلیغ کرتا تھا وہ نوح پیغمبر کا ان کی شریعت پر وصی تھا خواہ خدا کی طرف سے رسول ہو جیسے ہود اور صالح علیہما السلام یا نہ ہو جیسے نوحؑ کے فرزند سام یا دیگر اوصیاء جو ان کے بعد تشریف لائے ہیں؛ یہاں تک کہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو شریعت حنفیہ کے ساتھ رسالت کے لئے مبعوث کیا کہ انشاء اللہ اس موضوع سے متعلق مطالب آیندہ بحث میں آئیں گے۔

ابراہیم علیہ السلام (خلیل الرحمٰن)

- قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سرگذشت کے مناظر.
- حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مشرکین.
- حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام .
- حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کعبہ کی تعمیر اور مناسک حج کی ادائیگی کے لئے دعوت دینا.
- حضرت ابراہیم علیہ السلام ، حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام .

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سرگذشت کے مناظر

پہلا منظر، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مشرکین.

۱۔خداوند سبحان سورۂ شعراء کی ۶۹ ویں سے ۸۲ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ☆ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ☆ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ☆ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ☆ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ☆ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ☆ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ☆ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ☆ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ☆ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ☆ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ☆ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ☆ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ☆ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴾

(اے پیغمبر!) ابراہیم کی خبر امت کے لئے بیان کرو. جب انھوں نے اپنے مربی باپ (چچا) اور اپنی قوم سے کہا: تم لوگ کس معبود کی عبادت کرتے ہو. انھوں نے جواب دیا: اُن بتوں کی جو مسلسل ہماری پرستش کا محل و محور ہیں. اُنھوں نے کہا تم لوگ انھیں پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری باتیں سنتے ہیں؟! یا تمہارے حال کے لئے کوئی نفع ونقصان کے مالک ہیں؟ انھوں نے کہا: ہم نے اپنے آباء واجداد کو دیکھا ہے کہ ایسا کرتے تھے. حضرت ابراہیم نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ تم جن کی پرستش کرتے ہو، تم اور تمہارے گزشتہ آباء واجداد. میں ان سب کو دشمن رکھتا ہوں جز ربّ العالمین کے. کہ اُس نے ہمیں پیدا کیا اور راہ راست کی ہمیں راہنمائی کی. وہ ہے جس نے ہمیں سیر کیا ہے اور ہماری تشنگی دور کی ہے. اور جب بیمار ہوتے ہیں تو ہمیں شفا دیتا ہے. اور وہ کہ جو ہمیں مارتا اور اُس کے بعد زندہ کرتا ہے. وہ خدا جس سے لو لگائے رہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہمارے گناہوں کو بخش دے۔

۲۔سورۂ انعام کی ۷۴ ویں سے ۸۱ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ☆ وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ☆ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ

اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ☆ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ☆ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَذَا رَبِّي هَذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ☆ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ☆ وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ☆ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾

(اے پیغمبر) اُس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے مربی باپ آزر سے کہا: آیا تم نے بتوں کو خدا بنایا ہے؟! میں تمھیں اور تمہاری قوم کو آشکار گمراہی میں دیکھتا ہوں. اور اس طرح سے ابراہیم کو زمین و آسمان کے ملکوت کا نظارہ کرایا تا کہ مقام یقین تک پہنچ جائیں. لہٰذا جب شب کی تاریکی چھائی، تو ایک ستارے کو دیکھا اور کہا یہ میرا ربّ ہے. لیکن جب وہ ستارہ ڈوب گیا تو کہا: میں ڈوبنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہوں پھر جب چاند کو درخشاں دیکھا، تو کہا: یہ میرا ربّ ہے، لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا: اگر خدا میری راہنمائی نہ کرے تو یقیناً میں گمراہوں میں ہو جاؤں گا. اور جب ضوفشاں خورشید (تابناک سورج) کو دیکھا تو کہا: یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے لیکن جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا: اے میری قوم! میں ان چیزوں سے جن کو تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو بیزار ہوں. میں نے خالص ایمان کے ساتھ اس خدا کی طرف رُخ کیا ہے جو زمین اور آسمانوں کا خالق ہے اور میں کبھی مشرکین کا موافق نہیں ہوں گا. ابراہیم کی قوم ان کے ساتھ دشمنی اور کٹ حجتی پر آمادہ ہو گئی. تو آپؑ نے کہا: آیا ہم سے خدا کے بارے میں بحث کرتے ہو جبکہ خدا نے درحقیقت ہماری ہدایت کی ہے؟! تم جن چیزوں کو خدا کا شریک قرار دیتے ہو میں ان سے خوفزدہ نہیں ہوں مگر یہ کہ خدا کی مرضی ہو کہ ہمارے ربّ کا علم تمام موجودات کو محیط ہے، کیوں تم لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے؟! اور میں کیسے ان چیزوں سے خوف کھاؤں جنھیں تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو جبکہ تم خدا کا شریک قرار دینے سے نہیں ڈرتے جب کہ اس سلسلے میں کوئی حجت اور برہان نہیں ہے؟! ہم دونوں میں سے کون سلامتی (اور کون خوف) کا سزاوار ہے، اگر تم لوگ فہم رکھتے ہو (یا جانتے ہو تو بتاؤ)۔

۳۔ سورۂ عنکبوت کی ۱۶ سے ۱۸ اور ۲۴ اور ۲۵ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ☆ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ☆ وَإِنْ تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ☆ ... ☆ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ☆ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴾

ابراہیم کی داستان کو یاد کرو جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا: خدا کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ اگر سمجھو تو تمہارے لئے یہ بہتر ہے۔ تم خدا کے علاوہ صرف بتوں کی عبادت کرتے ہو اور اپنے پاس سے جھوٹ گڑھتے ہو اور جن لوگوں کو خدا کے علاوہ پوجتے ہو وہ تمھیں روزی دینے پر قادر نہیں ہیں لہٰذا خداوند سبحان سے روزی طلب کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر بجالاؤ کہ تمہاری بازگشت اسی کی طرف ہے۔ اور تم لوگ جو مجھے جھٹلاتے ہو تو تم سے پہلے کی امتوں نے بھی (اپنے پیغمبروں کی) تکذیب کی ہے، لیکن رسول پر رسالت کی آشکار تبلیغ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے ... (ان تمام نصیحتوں کے بعد جو ابراہیم نے کی ہے) ان کی قوم کا جواب اس کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا کہ انھوں نے کہا: اسے قتل کر ڈالو یا جلا ڈالو! اور خدا نے اسے آتش سے نجات دی بیشک اس حکایت میں صاحبان قوم کے لئے نشانیاں ہیں۔ پھر ابراہیم نے کہا: اے لوگو! جن کو تم لوگ خدا کے سوا خدا بنائے ہوئے ہو وہ ایسے بت ہیں جو تم نے صرف اپنے درمیان دنیاوی زندگی میں دوستی کے لئے اپنایا ہے (اور) پھر قیامت کے دن تم لوگ ایک دوسرے کی تکفیر کرو گے اور ایک دوسرے پر لعن و نفرین کرو گے اور تمہارا ابدی ٹھکانہ آتش جہنم ہوگا اور کوئی یاور و مددگار بھی نہیں ہوگا۔

۴۔ سورہ صافات کی ۷۹ اور ۸۳ سے ۹۸ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ☆ ... ☆ وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ☆ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ☆ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ☆ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ ☆ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ☆ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ☆ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ☆ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ☆ فَرَاغَ إِلَى آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ☆ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ☆ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ☆ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ

يَزِفُّونَ ☆ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ☆ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ☆ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ☆ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ﴾

تمام عالم میں نوح پر سلام... اور ان کے شیعوں میں ایک ابراہیم ہیں. وہ پاکیزہ دل اور سالم قلب کے ساتھ اپنے ربّ کی بارگاہ میں آئے. اُس وقت جب انھوں نے اپنے مربی باپ اور اپنی قوم سے کہا: یہ کیا ہے جس کی تم لوگ پرستش کرتے ہو؟! آیا جھوٹے خداؤں کو (سچے) خدا کی جگہ چاہتے ہو؟! عالمین کے رب کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟! اُس وقت ستاروں کی طرف نگاہ ڈالی اور کہا: میں بیمار ہوں. (لوگ) ان سے منھ موڑ کر باہر نکل گئے. انھوں نے ان کے بتوں کی طرف رخ کیا اور کہا: آیا اُن غذاؤں کو (جو مشرکین عید کے دن تمہارے لئے لاتے ہیں) کیوں نہیں کھاتے؟! تمھیں کیا ہوگیا ہے، کیوں نہیں بولتے؟! (یہ کہا) اور کلہاڑی سے بتوں پر حملہ کر دیا اور بڑے بت کے علاوہ سب کو توڑ پھوڑ ڈالا. (شہر کے لوگ) ہراساں اور سراسیمگی کے عالم میں ان کی طرف دوڑے۔

ابراہیم نے پوچھا: آیا اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے ہو. جبکہ خدا نے تمھیں اور تمہارے بنائے ہوئے بتوں (پتھروں) کو پیدا کیا ہے؟!

انھوں نے کہا: اس کے لئے کوئی عمارت بناؤ اور اسے آگ میں ڈال دو. انھوں نے ان کے ساتھ ایک چال چلنا چاہی لیکن ہم نے انھیں پست اور ذلیل کر دیا ہے۔

۵۔ سورۂ انبیاء کی ۵۱ ویں تا ۷۰ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ☆ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ☆ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ☆ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ☆ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ☆ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَى ذَلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ☆ وَتَاللّٰهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ☆ فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ☆ قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ☆ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ☆ قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَى أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ☆ قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ☆ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ☆ فَرَجَعُوا إِلَى أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ☆ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَى رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ

يَنطِقُونَ ☆ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ☆ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ☆ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ☆ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ☆ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ﴾

بیشک ہم نے ابراہیم کو وہ رشد عطا کیا جو ان میں ہونا چاہئے تھا اور ہم اس سے آگاہ تھے. جب انھوں نے اپنے مربی باپ اور اپنی قوم سے کہا: یہ مورتیاں کیا ہیں کہ جن کی عبادت میں مشغول ہو گئے ہو؟! انھوں نے کہا: ہم نے اپنے آباء واجداد کو ان کا پجاری پایا ہے. ابراہیم نے کہا: بیشک تم اور تمہارے آباء واجداد کھلی ہوئی گمراہی میں ہو. انھوں نے پوچھا: آیا تم حق کی طرف سے ہماری جانب آئے ہو یا تم بھی ایک بازی گر ہو؟! ابراہیم نے کہا: بلکہ تمہارا ربّ زمین اور آسمانوں کا ربّ ہے، جس نے ان سب کو خلق کیا ہے اور میں اس امر پر گواہی دیتا ہوں. خدا کی قسم تمہارے باہر جانے کے بعد تمہارے بتوں کے بارے میں کوئی تدبیر میں ضرور کروں گا. پھر بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جز بڑے بُت کے کہ شاید اس کی جانب رجوع کریں. (لوگوں نے) کہا: جس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے وہ ستمگروں میں سے ہے. انھوں نے کہا: ہم نے سنا ہے کہ ابراہیم نامی جوان ہمارے بتوں کو بُرے لفظوں سے یاد کرتا ہے. انھوں نے کہا: اسے لوگوں کے سامنے حاضر کرو تا کہ سب گواہی دیں. انھوں نے پوچھا! اے ابراہیم! کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا ہے؟. ابراہیم نے جواب دیا: بلکہ ان میں جو سب سے بزرگ ہے اس نے ایسا کیا ہے، اگر یہ بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو!. (قوم) نے اپنے نفوس کی طرف رجوع کر کے کہا: تم خود ہی ظالم و ستمگر ہو. پھر سر جھکا کر بولے، (اے ابراہیم) تم تو جانتے ہو کہ یہ کلام نہیں کر سکتے. ابراہیم نے کہا: پھر خدا کے سوا کیوں کسی ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو نہ تم کو نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان؟! تم پر اور ان بتوں پر وائے ہو جن کی خدا کے بجائے پرستش کرتے ہو، کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے؟! (لوگوں نے کہا) اسے جلا دو اور اپنے خداؤں کی نصرت کرو اگر تم لوگ کچھ کر سکتے ہو تو. اور ہم نے خطاب کیا کہ: اے آگ! ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا. انھوں نے ان (ابراہیم) کے ساتھ مکر و فریب کا ارادہ کیا تو ہم نے بھی انھیں نقصان اٹھانے والوں میں قرار دیا۔

۶۔ سورۂ بقرہ ۲۵۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي

يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

کیا تم نے نہیں دیکھا اس شخص (بادشاہ وقت) کو جس نے ابراہیم سے ان کے ربّ کے بارے میں بحث کی صرف اس لئے کہ خدا نے اس کو ملک عطا کیا تھا جس وقت ابراہیم نے کہا: میرا ربّ وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، (بادشاہ) نے کہا کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں، ابراہیم نے کہا: میرا خدا وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے (اے بادشاہ) تو اسے مغرب سے نکال دے وہ کافر (بادشاہ) مبہوت وششدر ہو گیا اور جواب سے عاجز اور بے بس ہو گیا خدا ستمگروں کی راہنمائی نہیں کرتا۔

دوسرا منظر۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام

۱۔ سورہ عنکبوت کی ۲۶۔۲۷۔۳۱۔۳۲۔ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ☆ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ☆... وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ☆ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ﴾

پس لوط ان (ابراہیم) پر ایمان لائے اور کہا: میں (اس دیار شرک سے) اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں، میرا ربّ عزیز اور حکیم ہے۔ اور ہم نے اسے اسحٰق اور یعقوب عطا کیا اور اس کے خاندان میں نبوت اور آسمانی کتاب قرار دی اور دنیا میں اسے اس کا اجر مرحمت کیا اور آخرت میں بھی وہ صالحین کے زمرہ میں ہے۔ اور جب ہمارے نمائندہ فرشتوں نے ابراہیم کے لئے (فرزند کی ولادت کی) خوشخبری دی اور انھوں نے کہا: ہم (اپنے ربّ کے حکم سے) اس دیار کے لوگوں کو جو ظالموں کے زمرہ میں ہیں ہلاک کر دیں گے۔ ابراہیم نے کہا: لوط بھی وہیں ہیں، انھوں نے کہا: ہم وہاں کے رہنے والوں سے زیادہ واقف ہیں، ہم لوط اور ان کے خاندان کو نجات دے دیں گے ان کی بیوی کے علاوہ جو کہ ہلاک ہونے والی ہے۔

۲۔ سورۂ ہود کی ۶۹۔۷۶ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ☆ فَلَمَّا رَأَى أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَى

قَوْمِ لُوطٍ ☆ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ☆ قَالَتْ يَاوَيْلَتَا أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ☆ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ☆ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَى يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ☆ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ☆ يَاإِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴾

ہمارے فرشتوں نے ابراہیم کو بشارت دی (مژدہ سنایا) اور انھیں سلام کیا، ابراہیم نے بھی جواب سلام دیا اور (چونکہ انھیں آدمی کی شکل میں دیکھا تھا اس لئے) ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ایک بھنا ہوا گائے کا بچھڑا حاضر کر دیا۔ اور جب دیکھا کہ وہ لوگ غذا کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے تو انھیں ناراض سمجھا اور دل میں ان سے خوفزدہ ہوئے (فرشتوں نے) کہا: نہ ڈرو ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں انکی بیوی جو کھڑی ہوئی تھی (خوشی سے) ہنسنے لگی۔ پھر ہم نے اس کو اسحٰق کی بشارت دی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی، اس نے کہا: اے وائے! میں ایک بوڑھی عورت ہوں اور میرا شوہر بھی ضعیف ہے (کیا میں بچہ پیدا کر سکتی ہوں) یہ تو بالکل عجیب سی بات ہے۔ فرشتوں نے کہا: کیا تمہیں حکم الٰہی میں تعجب ہو رہا؟! خدا کی رحمت اور برکت تم گھر والوں پر ہو وہ بیشک حمد و مجد اور بزرگی کا سزاوار ہے اور جب حضرت ابراہیم کا ڈر ختم ہو گیا اور فرزند کی بشارت مل گئی، تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں اصرار کرنا شروع کر دیا، یقیناً ابراہیم حلیم و بردوبار، دلسوز اور ہمدرد، توبہ وانابت کرنے والے تھے۔

اے ابراہیم! اس بات سے اعراض کرو کہ تمہارے ربّ کا حکم آچکا ہے ان کی طرف قطعی اور اٹل عذاب آنے والا ہے۔

۳۔ سورۂ ذاریات کی ۲۴ تا ۳۷ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ☆ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ☆ فَرَاغَ إِلَى أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ☆ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ☆ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ☆ فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ☆ قَالُوا كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ☆ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ☆ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَى قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ☆ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ

☆ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ☆ فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ☆ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ☆ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴾

آیا ابراہیم کے معزز مہمانوں کی حکایت تم تک پہنچی ہے؟! جب وہ لوگ ان کے پاس آئے اور انھیں سلام کیا (اور ابراہیم نے بھی) سلام کیا اور ان سے فرمایا کہ تم لوگ نا آشنا انسان ہو. پھر اس گھڑی اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور موٹے تازے گوسالہ کا کباب لے آئے. اور اسے ان کے پاس رکھ کر ان سے کہا: کیا تم لوگ نہیں کھاؤ گے؟ اُس وقت انھیں ان لوگوں سے خوف پیدا ہوا تو ان لوگوں نے کہا: نہ ڈرو اور انھیں ایک دانا اور عقلمند بچے (اسحٰق) کا مژدہ دیا. پھر ان کی بیوی شور مچاتی ہوئی آئی اپنے چہرے پر طمانچہ مارا اور بولی: میں ایک بوڑھی بانجھ عورت ہوں (کیسے بچہ پیدا کر سکتی ہوں)؟

تو انھوں نے جواب دیا! تمہارے ربّ نے ایسا ہی فرمایا ہے. وہ حکیم اور دانا ہے. ابراہیم نے ان سے سوال کیا: اے خدا کے نمائندو! تمہارا کیا کام ہے؟ جواب دیا: ہم لوگ بدکار قوم کی جانب بھیجے گئے ہیں. تا کہ ان کے سر پر مٹی اور پتھر کی بارش کریں. ایسے پتھروں سے کہ جن پر تمہارے ربّ کے نزدیک ستمگروں کے لئے نشانی لگی ہوئی ہے. اور ہم مومنین میں سے جو بھی وہاں تھا اسے باہر لے آئے. اور اس پورے علاقے میں ایک مسلم، خدا پرست گھرانے کے ہم نے کوئی گھرانہ نہیں پایا. اور وہاں ان لوگوں کے لئے جو خدا کے دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں نشانی اور عبرت قرار دی۔

۴۔ سورۂ شعراء کی ۱۶۰ تا ۱۷۳ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ☆ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ☆ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ☆ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ☆ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ☆ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ☆ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ☆ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ☆ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ☆ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ☆ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ☆ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ☆ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ☆ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴾

قوم لوط نے پیغمبروں کی تکذیب کی. جب ان کے بھائی لوط نے ان سے کہا: کیوں تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے اور تقویٰ اختیار نہیں کرتے؟ میں تمہارے لئے ایک امین اور خیر خواہ پیغمبر ہوں. خدا سے ڈرو

اور میری اطاعت کرو. میں تم سے اس رسالت کی اجرت نہیں چاہتا ہوں میری اجرت صرف رب العالمین کے پاس ہے. آیا تم لوگ زمانہ کے مردوں کی طرف رخ کرتے ہو اور اپنی اُن ازواج کو جنھیں خدا نے تمہارے لئے خلق کیا ہے انھیں چھوڑ دیتے ہو؟! یقیناً تم لوگ ظالم اور تجاوز پیشہ انسان ہو. انھوں نے جواب دیا: اے لوط! اگر اس کے بعد تم ممانعت کرنے سے باز نہیں آئے تو تمھیں شہر سے باہر کر دیں گے. لوط نے کہا: میں تمہارے کام سے بیزار ہوں. خدایا! ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو ان (بُرے) کاموں سے جن کے یہ مرتکب ہوتے ہیں نجات دے. ہم نے اُسے اور اس کے تمام گھرانے کو نجات دی. سوائے اُس بوڑھی عورت کہ جو پیچھے رہنے والوں میں تھی (اور اسے ہلاک ہونا چاہئے تھا)۔

پھر دوسروں کو ہلاک کر دیا اُن پر پتھروں کی بارش نازل کر دی جو ڈرائے جانے والوں کے حق میں بدترین بارش ہے۔

تیسرا منظر۔ ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام اور تعمیر خانہ کعبہ:

۱۔ خداوند سبحان سورۂ ابراہیم کی ۳۵۔۳۷ اور ۳۹۔۴۱ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ☆ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ☆ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ☆ .... ☆ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ☆ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ☆ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴾

اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کیا: خدایا! اس شہر (مکہ) کو جائے امن قرار دے اور مجھے اور میرے فرزندوں کو بتوں کی پرستش سے دور رکھ، خدایا! ان لوگوں نے بہت سارے افراد کو گمراہ کیا ہے، لہٰذا جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے، تو بخشنے والا مہربان ہے، خدایا! میں نے اپنے بعض اہل وعیال کو بے آب وگیاہ صحرا میں ساکن کر دیا ہے جو تیرے اس محترم گھر کے نزدیک ہے۔ خدا یا تا کہ وہ لوگ نماز پڑھیں لہٰذا لوگوں کے قلوب کو اُن کی طرف مائل کر دے اور انواع واقسام کے پھلوں

سے انھیں روزی عطا کر شاید صبر و شکر ادا کریں۔ اس خدا کی ستائش ہے جس نے ہمیں بڑھاپے میں اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ سے نوازا، میرا ربّ دعا کا سننے والا ہے، خدایا! مجھے نماز قائم کرنے والوں میں قرار دے اور میرے فرزندوں میں بھی، خدایا! میری دعا کو قبول کر، خدایا! جس دن عدل کی میزان قائم ہوگی (جس دن حساب و کتاب ہوگا) تو مجھے اور میرے والدین اور تمام مومنین کو بخش دے۔

۲۔ سورۂ حج کی ۲۶، ۲۷، ۷۸ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ☆ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ☆... ☆وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ ...﴾

جب ہم نے ابراہیم کے لئے بیت اللہ کی جگہ آمادہ کی اور (میں نے فرمایا) کسی چیز کو میرا شریک اور ہمتا قرار نہ دو اور ہمارے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ گذاروں کے لئے پاک و پاکیزہ رکھو۔ اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کرو تا کہ پیادہ اور لاغر سواریوں پر سوار ہو کر دور دراز علاقوں سے تمہاری طرف آئیں۔ اور خدا کی راہ میں جہاد کرو، ایسا جہاد جو اُس کے سزاوار اور مناسب ہو۔ اُس نے تمھیں منتخب فرمایا ہے اور تمہارے لئے دین میں کوئی زحمت و دشواری قرار نہیں دی ہے، یہی تمہارے باپ ابراہیمؑ کا آئین ہے کہ اس نے تمھارا پہلے ہی سے مسلمان نام رکھا ہے۔

۳۔ سورۂ بقرہ کی ۱۲۴ تا ۱۲۹ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ☆ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ☆ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ☆ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ☆ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ☆ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ

يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

جب خداوند منان نے (حضرت) ابراہیم کا چند کلمات کے ذریعہ امتحان لیا اور جب وہ کامیاب ہو گئے تو خداوند عالم نے کہا: میں نے تمھیں لوگوں کا پیشوا اور امام قرار دیا. ابراہیم نے کہا: میرے فرزندوں کو بھی؟ خدا نے کہا: میرا عہدہ ظالموں کو نہیں ملے گا. اور جب ہم نے کعبہ کو جائے امن اور لوگوں کا مرجع بنایا اور یہ مقرر کیا کہ مقام ابراہیم کو مصلّی قرار دو اور ابراہیم و اسمٰعیل سے عہد و پیمان لیا کہ ہمارے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں رکوع کرنے والوں اور سجدہ گزاروں کے لئے پاک و پاکیزہ رکھیں. اور جب ابراہیم نے عرض کیا: خدایا: اس شہر کو جائے امن قرار دے اور وہاں کے لوگوں کو جو خدا اور رسول اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں پھلوں سے رزق عطا کر. خداوند عالم نے فرمایا: جو کفر اختیار کرے گا اسے بھی دنیا میں تھوڑا بہرہ مند کروں گا، لیکن آخرت میں آتش جہنم میں جو کہ بہت برا ٹھکانہ ہے اُسے ضرور عذاب دوں گا. اور جب ابراہیم اور اسمٰعیل خانہ کعبہ کی دیواریں بلند کر رہے تھے، تو انھوں نے کہا: خدایا! ہماری خدمت کو قبول فرما کہ تو ہی سننے والا اور دانا ہے. خدایا! ہمیں اپنے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم قرار دے اور ہماری ذرّیت کو بھی اپنے سامنے سراپا تسلیم ہونے والی امت قرار دے اور ہمیں عبادت کا طریقہ سکھا اور ہم پر بخشش کر کہ تو بخشنے والا اور مہربان ہے. خدایا! ان کے درمیان انھیں میں سے پیغمبر بھیج تا کہ تیری آیات کی ان پر تلاوت کرے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے بیشک تو عزیز اور حکیم ہے۔

۴۔ سورۂ صافات کی ۹۹ تا ۱۰۷ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ ☆ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ☆ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ☆ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ☆ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ☆ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ☆ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ☆ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ☆ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ﴾

ابراہیم نے کہا: میں خدا کی طرف جا رہا ہوں یقیناً وہ میری ہدایت کرے گا. خدایا! مجھے نیک اور صالح فرزند عطا کر. لہٰذا ہم نے اسے ایک حلیم و بردبار اور صابر فرزند کی بشارت دی. اور جب وہ بچہ سن رشد کو پہنچا اور ان کے ہمراہ کوشش و عمل میں لگ گیا تو ابراہیم نے کہا: اے میرے فرزند! میں نے خواب میں دیکھا ہے

کہ تمہاری قربانی کر رہا ہوں تمہارا کیا خیال ہے (تمہاری رائے کیا ہے) بیٹے نے کہا! اے بابا: جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہے اُسے انجام دیجئے انشاء اللہ مجھے صابروں میں پائیں گے. اور جب دونوں ہی امر حق کے سامنے سراپا تسلیم ہو گئے اور ابراہیم نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے پیشانی کے بل لٹایا تو ہم نے اُسے آواز دی اے ابراہیم! تم نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا؛ اور ہم نیکوکاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں. یہ روشن و آشکار امتحان و آزمائش ہے. اور ہم نے اسے ذبح عظیم کا فدیہ قرار دیا ہے۔

۵۔ سورۂ آل عمران کی ۶۵۔ ۶۷۔ ۶۸۔ اور ۹۵ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿یا اهل الکتاب لم تُحا جُون فی ابراهیمَ و ما اُنزلتِ التّوراةُ والانجیلُ الّا من بعده أ فلا تعقلونَ☆... ☆ ما کانَ ابراهیمُ یهو دیّاً و لا نصرانیّاً و لکن کان حنیفاً مُسلماً و ما کان منَ المشرکینَ☆ انّ أولی النّاس بابراهیم لَلّذینَ اتّبَعُوهُ وَ هذَا النّبیُّ والّذین آمنوا واللّهُ وَلیّ المُومنین☆... ☆قُل صَدَقَ اللّهُ فَاتّبِعوا ملّة ابراهیمَ حنیفاً وَ ما کَانَ مِنَ المُشْرِکینِ﴾

اے اہل کتاب! کیوں ابراہیم کے دین کے سلسلہ میں آپس میں نزاع کر رہے ہو جب کہ توریت اور انجیل اس کے بعد نازل ہوئی ہے، آیا فکر نہیں کرتے ؟!.....ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی لیکن دین حنیف، توحید اور اسلام سے وابستہ تھے اور مشرکوں میں نہیں تھے. ابراہیم سے لوگوں میں سب سے زیادہ نزدیک وہ لوگ ہیں جو ان کے پیرو ہیں اور یہ پیغمبر اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور خداوند عالم مومنین کا سرپرست ہے .....کہو (اے پیغمبر) خدا کی بات سچی ہے (نہ کہ تمہارا دعویٰ) لھذا حضرت ابراہیم کے دین و آئین کا اتباع کرو کہ ایک پاک و پاکیزہ اور صاف ستھرا دین ہے۔ اور وہ (ابراہیم) کبھی مشرکوں میں نہیں تھے۔

۶۔ سورۂ نحل کی ۱۲۳ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ثُمَّ اَوحینا اَنِ اتَّبِع مِلَّة اِبرا هیمَ حَنیفاً وَ ما کانَ منَ المُشرکین﴾

پھر ہم نے تم کو وحی کی کہ ابراہیم کے پاکیزہ آئین کا اتباع کرو کہ اُس نے کبھی خدائے یکتا کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہیں دیا:

۷۔ سورۂ نساء کی ۱۲۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَمن اَحْسَنُ دِیناً مِمَّن اَسلَمَ وَجْهَهُ لِلّهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَ اتَّبع مِلَّةَ اِبرا هیمَ حَنیفاً وَ اتَّخَذَ اللّهُ ابراهیم خَلیلاً﴾

اُس شخص سے بہتر کس کا دین ہے جو خدا کی طرف مایل اور نیکو کار ہے اور ابراہیم کے پاکیزہ دین کا اتباع کرتا ہے؟ کہ خداوند عالم نے ابراہیم کو اپنا خلیل اور دوست بنایا ہے۔

چوتھا منظر، ابراہیم علیہ السلام و اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام

۱۔ خداوند سبحان سورۂ مریم کی ۴۹ ویں اور ۵۰ ویں آیات میں رشاد فرماتا ہے:

﴿فَلَمّا اعتَزَلَهُم وَ ما يَعبدونَ مِن دُونِ اللّٰهِ وَهَبنا لَهُ اِسحاقَ وَ يَعقُوبَ وَ كُلّاً جَعَلنا نَبِيّاً☆...وَجَعَلنا لَهُم لِسانَ صِدقٍ عَلِيّاً﴾

جب ابراہیم نے اُن سے اور جن کو وہ خدا کی جگہ پوجتے تھے، ان سب سے کنارہ کشی اختیار کی اور ہم نے اسے اسحٰق اور یعقوب سے نوازا اور سب کو نبی بنایا۔ اور ایک شہرہ آفاق ذکر خیر انھیں عطا کیا۔

۲۔ سورۂ انبیاء کی ۷۲ ویں اور ۷۳ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَوَهَبنا لَهُ اِسحاقَ وَ يَعقُوبَ نافِلَةً وَ كُلّاً جَعَلنا صالِحِينَ☆وَجَعَلنا هُم اَئِمَّةً يَهدُونَ بِاَمرِنا وَاَوحَينا اِلَيهِم فِعلَ الخَيراتِ وَاِقامَ الصَّلاةِ وَاِيتاءَ الزَّكاةِ وَكانُوا لَنا عابِدِينَ﴾

اور ہم نے اُس (ابراہیم) کو اسحٰق اور یعقوب عطا کیا اور سب کو صالح قرار دیا۔ اور اُن سب کو پیشوا بنایا تا کہ (لوگوں کو) ہمارے امر کی طرف ہدایت کریں اور امور خیر، نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی انھیں وحی کی؛ اور وہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار تھے۔

۳، سورۂ مریم کی ۵۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اُولٰئِكَ الَّذينَ اَنعَمَ اللّٰهُ عَلَيهِم مِنَ النَّبِيّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّن حَمَلنا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ اِبراهيمَ وَاِسرائيلَ...﴾

یہ وہ لوگ ہیں جن پر خداوند عالم نے انعام کیا ہے وہ اولاد آدم ہیں اور ان کی اولاد سے ہیں جن کو ہم نے نوح کے ہمراہ کشتی میں بٹھایا اور ابراہیم و یعقوب (اسرائیل) کی اولاد ہیں۔

کلمات کی تشریح

۱۔ حنیفاً:

حنیف! ایسے مخلص انسان کو کہتے ہیں جو خدا کے اوامر کے سامنے سراپا تسلیم ہو اور کسی مورد میں بھی اس سے روگرداں نہ ہو، وہ شخص جو گمراہی کے مقابل راہ راست کو اہمیت دیتا ہو۔

حنف:

گمراہی سے راہ راست کی طرف مائل ہونا۔

جنف: راہِ راست سے گمراہی کی طرف مائل ہونا۔

۲۔ راغ:

راغ؛ رخ کیا، متوجہ ہوا۔

۳۔ یزفّون:

زفّ؛ جلدی کی، یزفّون جلدی کرتے ہیں۔

۴۔ اُفّ:

نفرت اور بیزاری کا ترجمان ایک کلمہ ہے۔

۵۔ جذاذاً: جذّہ؛ اُسے توڑا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

۶۔ بُهت:

بهت الرجل؛ حیرت زدہ ہو گیا، ششدر ہو گیا، دلیل و برہان کے سامنے متحیر و پریشان ہو گیا۔

۷۔ بوّانا:

بوّاه منزلاً؛ اُسے نیچے لایا۔ بوّأ المنزل: اس کے لئے ایک جگہ فراہم کی۔

۸۔ ضامر:

ضمر الجمل. لاغر و کمزور اور کم گوشت اور کم ہڈی والا ہو گیا. ضامر یعنی لاغر اونٹ۔

۹۔ فجّ عمیق

الفجّ؛ وسیع اور کشادہ راستہ۔

۱۰۔ مثابه:

المثاب والمثابة: گھر، پناہ گاہ۔

۱۱۔ تلّهٗ:

اُسے منہ کے بل لٹایا۔

۱۲۔ قانتاً :

قنت للّٰہِ : اُس نے فرمانبرداری کی اور خداوند عالم کی طولانی مدّت تک عبادت کی۔

۱۳۔ اوّاہ :

الاوّاہ: ثرت سے دعا کرنے والا، رحیم، مہربان اور دل کا نازک اور کمزور۔

۱۴۔ منیب :

بہت زیادہ توبہ کرنے والا۔

ناب الیہ:

بارھا اس کی بارگاہ کی طرف رخ کیا۔ناب الی اللہ: توبہ کیا اور خدا کی طرف متوجہ ہوا۔

۱۵۔صرّۃ: الصّرۃ: چیخ پکار۔

۱۶۔ فصّکت:

صکّت، یہاں پر یعنی تعجب اور حیرت سے اپنے چہرے پر طمانچہ مارا۔

۱۷۔ نافلۃ:

زیادہ، اضافہ۔

منجملہ وہ معانی جو اس بحث کے لئے مناسب ہیں وہ یہ ہیں: حد سے زیادہ نیکی، جس کو پسند کیا ہو، فرزند اور فرزند کی اولاد چونکہ فرزند پر اضافہ ہے۔

۱۸۔ اسرائیل:

اسرائیل حضرت یعقوب پیغمبر کا لقب تھا اسی لئے حضرت یعقوب کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں(۱)

(۱)۔قاموس کتاب مقدّس: لفظ اسرائیل۔

گزشتہ آیات کی تفسیر میں قابل توجہ مقامات (موارد) اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سرگذشت کا ایک منظر اور عقائد اسلام پیش کرنے میں انبیاء علیہم السلام کا طریقہ

پہلا منظر، ابراہیم علیہ السلام اور مشرکین:

حضرت ابراہیمؑ کی جائے پیدائش بابل میں خداوند وحدہ لاشریک کی عبادت کے بجائے تین قسم کی درج ذیل پرستش ہوتی تھی:

(۱) ستاروں کی پرستش (۲) بتوں کی پرستش (۳) زمانے کے طاغوت (نمرود) کی پرستش۔

حضرت ابراہیمؑ نے مشرکین سے احتجاج میں صرف عقلی دلائل پر اکتفاء نہیں کیا (ایسا کام جسے علم کلام کے دانشوروں نے فلسفہ یونانی کی کتابوں کے تراجم نشر ہونے کے بعد، دوسری صدی ہجری سے آج تک انجام دیا ہے اور دیتے ہیں) اور آپ نے اپنے دلائل میں ممکن الوجود، واجب الوجود اور ممتنع الوجود جیسی بحثوں پر تاکید نہیں کی بلکہ صرف حسی دلائل جو ملموس اور معقول ہیں ان پر اعتماد کیا ہے جن کو ہم ذیل میں بیان کررہے ہیں، توجہ کیجئے:

ا۔ ابراہیمؑ اور ستارہ پرست افراد:

ابراہیم خلیل اللہ نے ستارہ پرستوں سے اپنے احتجاج میں آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھایا سب سے پہلے اُن سے فرمایا: تم لوگ تو پُرنور اشیاء کو اپنا رب تصور کرتے ہو، چاند تو ان سے بھی زیادہ روشن اور نورانی ہے لہٰذا یہ میرا پروردگار ہوگا؟!

یہ تدریجی اور طبیعی ومحسوس اور معقول بات ہے اور یہی امر زینہ بہ زینہ یہاں تک منتہی ہوتا ہے کہ ان کے اذہان چاند سے سورج کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں. اور ابراہیمؑ فرماتے ہیں: یہ میرا ربّ ہے یہ تو سب سے بزرگ اور سب سے زیادہ نورانی ہے؟! خورشید (سورج) کی بزرگی اور نورانیت سورج کے ڈوبنے اور اس کے نور کے زائل ہونے کے بعد ستارہ پرستوں کے اذہان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ زائل و فنا ہونے والی چیز لائق عبادت نہیں ہے. یہاں پر ابراہیمؑ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّنِی بَرِیٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِکُوۡنَ☆اِنِّی وَجَّہۡتُ وَجۡہِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ...﴾

اے گروہ مشرکین! میں اُس چیز سے جسے تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو بیزار ہوں. میں نے تو خالص ایمان کے ساتھ اس خدا کی طرف رخ کیا ہے جو زمین و آسمان کا خالق ہے۔

۲۔ابراہیم علیہ السلام بت پرستوں کے ساتھ:

بُت پرست بتوں کو پکارتے تھے اور اُن سے بارش کی درخواست کرتے تھے اور خود سے دشمنوں کو دور کرنے کے بارے میں اُن سے شفاعت اور نصرت طلب کرتے تھے اور ان کی جانب رخ کر کے پوشیدہ اور خفیہ دونوں طریقوں سے اپنی حاجتوں کو طلب کرتے تھے!

یہاں اُن بتوں کی بے چارگی اور ناتوانی ظاہر کرنے کے لئے وہ بھی بت پرستوں کے یقین و اعتقادات میں، ان بتوں کو توڑنے سے بہتر کوئی دلیل نہیں تھی اور ان کے اعتقادات کا مذاق اڑانے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

توحید کا علمبردار اسی راستہ کو اپنائے ہوئے آگے بڑھا اور نہایت غور و خوض کے ساتھ بتوں کو توڑ ڈالا اور انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور آخر میں اپنی کلہاڑی کو بڑے بت کی گردن میں لٹکا دیا!

جب بت پرست اپنے عید کے مراسم سے لوٹے اور بتوں کو ٹوٹا پھوٹا اور بکھرا ہوا پایا تو ایک دوسرے سے سوال کیا کہ: کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟ سب بولے! ہم نے ایک نوجوان کے بارے میں سنا ہے کہ وہ ان کا مذاق اڑاتا ہے. اور اُسے ابراہیم کہتے ہیں!

سب نے کہا:

﴿فَاۡتُوۡا بِہٖ عَلٰۤی اَعۡیُنِ النَّاسِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡہَدُوۡنَ﴾

لوگوں کے سامنے اور جماعت کے حضور اُسے حاضر کیا جائے تا کہ سب اس کام سے متعلق گواہی دیں. اور جب ابراہیمؑ کو حاضر کیا گیا اور اُن سے پوچھا گیا۔

﴿ءَاَنۡتَ فَعَلۡتَ ہٰذَا بِاٰلِہَتِنَا یٰۤاِبۡرٰہِیۡمُ☆ قَالَ بَلۡ فَعَلَہٗ کَبِیۡرُہُمۡ ہٰذَا فَاسۡـَٔلُوۡہُمۡ اِنۡ کَانُوۡا یَنۡطِقُوۡنَ﴾

اے ابراہیم آیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟ ابراہیم نے مقام احتجاج میں کہا: بلکہ ایسا ان کے بڑے نے کیا ہے. تم لوگ ان بتوں سے سوال کرو، اگر بولتے ہیں تو۔

ابراہیمؑ کی دلیل نہایت قاطع اور روشن دلیل تھی کامیاب ہوگئی مشرکین اپنے آپ میں ڈوب گئے (دم بخود ہوگئے) اور اپنے آپ سے کہنے لگے:

(انکم انتم الظالمون)

تم لوگ خود ظالم ہو نہ ابراہیم کہ جس نے بتوں کو توڑا ہے۔

پھر انھوں نے سر جھکا لیا اور لاجواب ہوگئے، وہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ بت جواب نہیں دیں گے۔ وہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کی دلیل کے مقابلے میں عاجز ہوگئے اس لحاظ سے کہ بت اپنے دفاع کرنے سے عاجز اور بے بس ہیں، چہ جائیکہ لوگوں کو نفع پہنچائیں؟

﴿فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ﴾... ﴿وَقَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ﴾

لہٰذا (ابراہیمؑ کی ان تمام نصیحتوں اور مواعظ کے بعد) ان کی قوم نے صرف یہ کہا: اسے قتل کر ڈالو یا آگ میں جلا ڈالو، اس کے علاوہ انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا... قوم نے (ان کی حجت اور برہان کو سنی ان سنی کر دیا...) اور کہا: اس کے لئے کوئی آتش خانہ بنانا چاہیئے اور اسے آگ میں جلا دینا چاہئے اور سب نے کہا:

﴿حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ☆ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ ☆ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ﴾

اسے جلا ڈالو اور اپنے خداؤں کی نصرت کرو اگر (خداؤں کی رضایت میں) کچھ کرنا چاہتے ہو، اس قوم نے عظیم اور زبردست آگ روشن کی اور اس میں ابراہیم کو ڈال دیا ہم نے خطاب کیا کہ: اے آگ! ابراہیم کے لئے سرد و سلامت ہو جا۔ وہ لوگ ان سے مکر و حیلہ اور کینہ و کدورت کرنے لگے تو ہم نے ان کے مکر و حیلے کو باطل کر دیا اور انھیں نقصان میں ڈال دیا۔

۳۔ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے زمانے کے طاغوت۔

ابراہیمؑ نے اپنے زمانے کے طاغوت نمرود (جس کی حکومت کا دائرہ نہایت وسیع تھا) اور ربوبیت کا ادّعا کرتے ہوئے احتجاج کیا۔ خداوند عالم نے فرمایا:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ﴾

کیا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جسے خداوند عالم نے ملک دیا تھا، اُس نے ابراہیم سے پروردگار کے

بارے میں احتجاج کیا۔

جیسا کہ قرآن کا شیوۂ بیان، اس احتجاج سے عبرت حاصل کرنا ہے، لہٰذا خدا اس کے بعد فرماتا ہے:

﴿اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ﴾

جب ابراہیم نے (نمرود سے) کہا: میرا ربّ وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے (موت دیتا ہے)۔

یہ بات نمرود کے ادعائے ربوبیت کے مقابلہ میں بیان کی گئی ہے، اس کے بعد قرآن نے نمرود کی ابراہیم کے مقابل گفتگو کو بیان کیا ہے:

﴿اَنَا اُحيِي وَاُمِيتُ﴾

میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔

فوراً ہی حکم دیتا ہے کہ ایک آزاد انسان پکڑ کر اسے قتل کر دیا جائے اور قتل کے مجرم کو آزاد کر دیں! اس نے اپنے خیال میں جو دعویٰ کیا اسے ثابت کر دیا۔ یہاں پر حضرت ابراہیمؑ نے نمرود سے عقلی احتجاج نہیں کیا کہ ایک بے گناہ کا قتل کرنا اور اسی طرح موت کی سزا کے مستحق کو زندہ چھوڑنا حقیقی طور پر مارنا اور زندہ کرنا نہیں ہے، بلکہ ایک دوسرا محسوس اور معقول احتجاج پیش کیا کہ:

﴿... فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ..﴾

''خداوند عالم مشرق سے آفتاب نکالتا ہے، تم اسے مغرب سے نکال دو تو وہ کافر ششدر و مبہوت ہو کر رہ گیا!'' (سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۸)۔

حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن مشرکین سے اپنے احتجاج میں اسی طرح محسوس اور معقول دلائل کا استعمال کرتے ہیں۔ جس طرح دیگر پیغمبروں نے بھی اپنے زمانے کے مشرکین سے بحث و احتجاج کے موقع پر اسی روش سے استفادہ کیا ہے۔

قرآن کریم بھی جب تمام لوگوں سے گفتگو کرتا ہے یا مشرکین کے مختلف طبقے کو مخاطب قرار دیتا ہے تو یہی راستہ اپناتا ہے اور استدلال کرنے میں صرف فلاسفہ اور دانشوروں پر اکتفاء نہیں کرتا مثال کے طور پر سورۂ حج کی ۷۳ویں آیت میں تمام انسانوں کے لئے محسوس اور معقول مثال دیتا ہے:

﴿يَا اَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ اِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا﴾

''اے لوگو! ایک مثال دی گئی ہے، اس کی طرف توجہ دو: جن بتوں کو تم لوگ خدا کے بدلے پوجتے

ہو، وہ کبھی ایک مکھی بھی خلق نہیں کر سکتے۔

خداوند عالم نے جو مثال پیش کی ہے اُس میں ایک کثیف اور گندے حشرہ (مکھی) کی بات ہے کہ سب ہی اُس سے نفرت کرتے ہیں اور وہ ہر جگہ پائی جاتی ہے. وہ فرماتا ہے:

جن بتوں کی خدا کی جگہ عبادت کرتے ہو" تا کہ تمہاری ضرورتوں کو پوری کریں، وہ مکھی کے مانند کثیف اور پست حشرہ کے پیدا کرنے سے بھی عاجز ہیں اور اس کو لفظ (لن) یعنی ہرگز سے تعبیر کیا ہے تا کہ ایسی توانائی کو ان سے ہمیشہ کے لئے نفی کر دے. پھر عبادت کئے جانے والے جعلی اور خود ساختہ خداؤں کی عاجزی اور ناتوانی کی زیادہ سے زیادہ تشریح کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَ اِنْ یَسْلُبْهُم الذُّ بابُ شَیْئاً لا یَسْتَنقذ وُه منه﴾

"اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے لے تو وہ اس سے واپس نہیں لے سکتے"

اگر یہ مکھی اپنے چھوٹے اور معمولی ہونے کے باوجود (زمانے کے طاغوت) فرعون کا خون یا وہ گائیں کہ جن کی ہندو پوجا کرتے ہیں (اور انسانوں کے ایسے دیگر خدا) اگر اپنی حد میں ان کا تھوڑا سا خون چوس لے تو وہ خود ساختہ خدا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ اس معمولی اور کثیف حشرہ سے اپنا حق واپس لے لیں!

اس وقت مطلب کو مزید شدومد کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مَا قَدَرُوا اللهَ حقَّ قَدرِه﴾

ان ضعیف اور ناتواں بندوں نے خدا کو جیسا کہ حق ہے اُس طرح نہیں پہچانا ہے. کیونکہ انھوں نے اُس خدا کا جو زمین اور آسمانوں کا خالق ہے ذلیل وخوار، ضعیف وناتواں مخلوق کو شریک قرار دیا ہے!

خداوند عالم اور اس کے پیغمبروں کا احتجاج اسی طرح کا ہے ان کے احتجاج میں علماء علم کلام کی روش جو ان کے تالیفات میں ذکر ہوئی ہے دکھائی نہیں دیتی. یقیناً کونسی روش اور طریقہ بہتر ہے جس کا مناظرہ اور احتجاج کے موقع پر استعمال کیا جائے؟!

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی جائے پیدائش بابل میں، ستارہ پرستوں، بُت پرستوں اور زمانے کے طاغوت (نمرود) سے مقابلہ کیا، شام میں کنعانیوں کی سرزمین کی طرف ہجرت کرنے کے بعد وہاں پر بھی درجہ ذیل داستان پیش آئی ہے:

دوسرا منظر۔قوم لوط کی داستان میں ابراہیم علیہ السلام کا موقف۔

خداوند عالم سورۂ عنکبوت کی ۲۶ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿فآمَن له لوط...﴾

لوط ان (ابراہیم) پر ایمان لائے"

اس آیۂ کریمہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت لوطؑ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی شریعت پر عمل کیا اور خداوند عالم نے انھیں ایسے دیار میں مبعوث کیا جہاں بُرے افعال انجام دیئے جاتے تھے تا کہ وہاں جا کر حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کی تبلیغ کریں۔

کیونکہ خداوند عالم سورۂ صافات کی ۱۳۳ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وإنّ لُوطًا لّمِن المُرسَلِين﴾

"لوط پیغمبروں میں سے تھے" منجملہ ابراہیم کی لوط سے خبر کے متعلق ایک بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے قوم لوط پر عذاب الٰہی کے نزول کے مسئلہ میں اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے. جو قرآن کریم میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

الف: سورۂ عنکبوت کی ۳۲ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ﴾

(ابراہیم نے قوم لوط پر عذاب کے مامور فرشتوں سے) کہا:

لوط اس علاقہ میں ہیں. انھوں نے جواب دیا کہ ہم وہاں کے رہنے والوں کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں۔لوط اور ان کے خاندان کو ہم نجات دیں گے سوائے ان کی بیوی کے کہ وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔

ب۔سورۂ ہود کی ۷۴۔۷۶ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَى يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ☆ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ☆ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ﴾

جب حضرت ابراہیمؑ سے خوف دور ہو گیا اور ان کے لئے بشارت آ گئی، تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں بحث کرنے لگے۔

ابراہیمؑ بہت زیادہ صابر، گریہ وزاری کرنے والے اور توبہ کرنے والے تھے۔ اے ابراہیم! اس سے درگذر کرو کہ تمہارے ربّ کا حکم آ چکا ہے اور ان کے لئے نا قابل برگشت عذاب آ چکا ہے۔ جس بحث کے بارے میں خداوند عالم نے خبر دی ہے وہ بحث ابراہیم اور عذاب پر مامور فرشتوں سے تھی اور ایسا اس وقت ہوا جب فرشتوں نے حضرت کو آگاہ کر دیا تھا تا کہ خداوند عالم نے انھیں قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے مامور کیا ہے۔ ابراہیم نے ان سے سوال کیا: اگر اس شہر کے درمیان مسلمانوں کا کوئی گروہ ہوگا، پھر بھی وہاں کے لوگوں کو ہلاک کر دو گے؟

ایک روایت میں مذکور ہے کہ!

حضرت ابراہیمؑ نے سوال کیا:

اگر وہاں پچاس آدمی مسلمان ہوں گے تب بھی ہلاک کر دو گے؟

فرشتوں نے جواب دیا: اگر پچاس آدمی ہوں گے تو نہیں۔

پوچھا: اگر چالیس آدمی ہوں تو؟

جواب دیا: اگر چالیس آدمی ہوں تو بھی نہیں۔

سوال کیا: اگر تیس آدمی ہوں تو؟

فرشتوں نے کہا: اگر تیس آدمی ہوں تو بھی نہیں۔

اسی طرح سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ پوچھا اگر ان کے درمیان دس آدمی مسلمان ہوں تو کیا کرو گے؟۔

فرشتوں نے جواب دیا: حتیٰ اگر ان کے درمیان دس آدمی بھی مسلمان ہوں گے تو بھی ہم انھیں ہلاک نہیں کریں گے۔

قرآن کے اسی جملہ سے کہ قرآن فرماتا ہے!

﴿قَالَ اِنَّ فِيهَا لُوطاً﴾

معلوم ہوتا ہے کہ صرف حضرت لوط تھے اور فرشتوں نے کہا تھا کہ اگر ایک مسلمان بھی ہوگا تو اسے

عذاب نہیں کریں گے، اسی وجہ سے ابراہیمؑ نے ان سے فرمایا: لوط ان کے درمیان ہیں اور فرشتوں نے بلا فاصلہ جواب دیا اسے ہم نجات دیں گے. جس ہمدردی اور مہربانی کا اظہار حضرت ابراہیمؑ نے حضرت لوط کی قوم سے متعلق کیا ہے اور جو کوشش آپ نے ان سے عذاب دور کرنے کے لئے کی اس کے نتیجے میں وہ خداوند متعال کی تمجید اور تعریف کے مستحق قرار پائے۔

خداوند متعال نے فرمایا کہ:

﴿انّ ابراهيم لَحَليمٌ اوّاهٌ مُنيبٌ﴾

تیسرا منظر۔ ابراہیم اور اسمٰعیل کی خبر خانہ کعبہ کی تعمیر اور حج کا اعلان کرنا

سارہ، ابراہیمؑ کی زوجہ اور ان کی خالہ زاد بہن تھیں. (چونکہ حضرت ابراہیمؑ سے ان کی کوئی اولاد نہیں تھی) انھوں نے اپنی کنیز ہاجرہ کو ابراہیمؑ کو بخش دیا تا کہ ان سے سکون حاصل کریں پھر، ہاجرہ حاملہ ہوئیں اور اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے۔

ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کے دیدار سے رشک اور حسد سارہ کے دل میں پیدا ہو گیا لھذا انھوں نے اپنے شوہر ابراہیمؑ سے خواہش کی کہ ہاجرہ اور اپنے فرزند اسمٰعیل کو ان کی نگاہ سے دور کر دیں اور ان دونوں کو نا قابل زراعت سرزمین پر ساکن کر دیں. خداوند عالم نے بھی ابراہیمؑ کو حکم دیا تا کہ اپنی بیوی سارہ کی خواہش کو پوری کریں۔

ابراہیمؑ نے ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو اپنے ہمراہ لیا اور صحرا کی طرف چل پڑے. وہ جب بھی قابل زراعت سرزمین سے گذرتے اور وہاں اترنے کا قصد کرتے تو وحی خدا کے امین جبرئیلؑ مانع ہو جاتے یہاں تک کہ ''فاران'' کی سرزمین مکہ میں جو کہ پہاڑوں کے درمیان واقع ہے، سیاہ پتھروں سے گھری ہوئی، نا قابل زراعت اور بے آب و گیاہ زمین پر بیت اللہ الحرام سے نزدیک اور ایک ایسی جگہ جو حضرت آدمؑ اور دیگر انبیاء کا محل طواف ہے پہنچے، ایسی جگہ پر جبرائیلؑ نے اُن سے خواہش کی کہ اسی جگہ رک جائیں (پڑاؤ ڈال دیں) اور ساز و سامان اتار دیں ابراہیمؑ نے حکم کی تعمیل کی اور بیوی بچے کو وہاں پر اتار دیا اور کہا:

﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ﴾

خدایا! میں نے اپنی بعض ذرّیت کو نا قابل زراعت وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس ٹھہرایا ہے، خدا

یا! تا کہ نماز قائم کریں، لہٰذا بعض لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔

ابراہیمؑ نے ان دونوں کو ایک جگہ چھوڑا اور اپنے گھر شام واپس ہو گئے۔

ہاجرہ جتنا پانی اپنے ہمراہ لائی تھیں سب تمام ہو گیا اور دودھ بھی خشک ہو گیا اور حجاز کی مہلک گرمی سے بے گناہ بچے کے چہرے پر موت کے آثار نمایاں ہونے لگے. بچہ پیاس کی شدت سے زمین پر ایڑی رگڑ رہا تھا اور ہاجرہ گھبرائی ہوئی ہر طرف چکر لگاتی تھیں اور دیوانہ وار صفا نامی پہاڑ کی طرف دوڑنے لگیں اور وہاں سے اوپر بلندی پر گئیں تا کہ پہاڑ کے اس طرف درّہ میں کسی کو دیکھیں، لیکن جب کسی کو نہیں دیکھا اور ان کے کانوں میں کوئی آواز نہیں آئی تو صفا سے نیچے آئیں اور مروہ (پہاڑ) کی طرف رخ کیا اور اس کے بھی اوپر گئیں انھوں نے ان دونوں صفا و مروہ نامی پہاڑوں کے درمیان سات بار رفت و آمد کی اور ہر نوبت میں جب اپنے بچے کے روبرو پہنچتیں تو اپنے قدموں کو تیزی کے ساتھ اٹھاتیں، پھر ساتویں بار دو پہاڑوں کے درمیان سعی و تلاش کے بعد اپنے بچے کے پاس لوٹ آئیں تا کہ اس کے حال اور کیفیت سے آگاہ ہوں، انہوں نے انتہائی تعجب کے ساتھ دیکھا کہ بچے کے پاؤں کے نیچے پانی جاری ہے. پھر انھوں نے تیزی کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے پانی کے چاروں طرف مٹی سے گھیر دیا اور اسے بہنے سے روک دیا پھر اس پانی کو خود بھی نوش کیا اور بچے کو بھی سیراب کیا اور اسے دودھ پلایا۔

ابھی زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ ''جرھم'' نامی قبیلہ کا ایک قافلہ اس طرف سے عبور کر رہا تھا وہ لوگ مکّہ کی فضا میں پرندوں کے وجود کی علت کی تلاش میں لگ گئے کہ جس سے نتیجہ نکالا کہ اس تپتی سرزمین پر پانی ضرور موجود ہے، لہٰذا ہاجرہ اور آپ کے فرزند (اسمٰعیلؑ) کے دیدار کے لئے آئے اور اس خاتون سے اجازت طلب کی کہ ان کے نزدیک پڑاؤ ڈالیں اور سکونت اختیار کریں، ہاجرہ نے ان کی درخواست قبول کر لی۔

ایک مدت گذر گئی اور اسمٰعیلؑ بڑے ہو گئے اور جرہم قبیلہ کی ایک لڑکی سے ازدواج کیا، ان کے والد ابراہیمؑ ان کے دیدار کے لئے آئے. خداوند عالم نے بھی حکم دیا کہ کعبہ کی تعمیر کریں۔

ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کی مدد سے کعبہ کی تعمیر کی اور خداوند عالم نے بھی انھیں مناسک حج کی تعلیم دی. ابراہیمؑ نے اسی حال میں یعنی کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے اپنے ربّ سے درخواست کی۔

﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ﴾

پروردگار! ہمیں اپنے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم قرار دے اور ہمارے فرزندوں کو بھی اپنے سامنے

سراپا تسلیم قرار دے۔

اور کہا:

﴿رَبِّ اجعَلنِی مُقیم الصَّلاۃ وَمِنْ ذُرِّیَّتی﴾

خدایا! ہمیں اور ہماری ذریت کو نماز گذار قرار دے۔

پھر اس وقت اپنے فرزندوں سے اس انداز میں وصیت کی:

﴿اِنَّ اللّٰہَ اِصطَفیٰ لَکُمُ الدِّین فَلا تَمُوتُنَّ اِلاّ وَ اَنتُم مُسلِمُون﴾

خداوند عالم نے اس دین کو تمہارے لئے منتخب کیا ہے لہٰذا نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ (یعنی موت آئے تو حالت اسلام میں آئے)

کعبہ کی تعمیر تمام ہونے کے بعد، حضرت ابراہیمؑ اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کے ہمراہ مناسک حج کی ادائیگی کے قصد سے روانہ ہوگئے؛ جب یہ دونوں حضرات عرفات سے منیٰ کی طرف واپس ہوئے، حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند اسمٰعیل کو اطلاع دی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمھیں ذبح کر رہا ہوں (اور چونکہ پیغمبروں کا خواب ایک قسم کی وحی ہے) لہٰذا اپنے فرزند سے ان کا نظریہ جاننا چاہا۔

اسمٰعیلؑ نے کہا:

﴿یاابَتِ افعَل مَا تُؤمَرُ سَتَجِدُنِی اِنشَاء اللّٰہ مِنَ الصّابِرِین﴾

بابا! جو آپ کو حکم دیا گیا ہے اُس کی تعمیل کیجئے انشاء اللہ مجھے صابروں میں پائیں گے۔

ابراہیمؑ نے بیٹے کو زمین پر لٹایا اور ذبح کرنے کے قصد سے ان کے حلقوم پر چھری چلادی، لیکن حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ چھری سے حضرت اسمٰعیلؑ کا سر نہیں کٹا اس حال میں خداوند عالم نے انھیں آواز دی:

﴿یاابراھیمُ قَد صَدَّقتَ الرُّؤیا﴾

اے ابراہیم! تم نے عالم رویا کی ذمہ داری نبھادی۔

کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا تھا کہ بیٹے کا سر کاٹ رہے ہیں نہ یہ کہ اسمٰعیلؑ کا سر کاٹ چکے ہیں، اس لحاظ سے انھوں نے خواب میں جو کچھ دیکھا تھا انجام دیا تھا۔ خداوند عالم نے بھی ایک گوسفند جبرائیل کے ہمراہ اس کی قربانی کے لئے روانہ کیا اور ابراہیمؑ نے اُس گوسفند کا سر کاٹا اور مناسک حج کو اختتام تک پہنچایا۔

حضرت ابراہیمؑ کے گزشتہ امور کی انجام دہی کے بعد خدا نے انھیں حکم دیا کہ اعلان کریں اور لوگوں کو

حج کی دعوت دیں تا کہ وہ لوگ دور دراز سے لاغر اور کمزور اونٹ پر سوار ہو کر خانہ خدا کی زیارت کو آئیں. اس طرح سے بیت اللہ الحرام کا حج ابراہیم کی حنیفیہ شریعت کی اساس قرار پایا اور ایک ملت کا ستون بن گیا. کہ جس کے بارے میں خداوند متعال نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبراهِيمَ حَنِيفاً ﴾

ابراہیم کے پاکیزہ اور صاف ستھرے آئین کا اتباع کرو۔

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ مذکورہ مراحل سے گذر چکے تو خداوند سبحان نے انھیں لوگوں کا امام اور پیشوا بنا دیا اور فرمایا:

﴿وَ اِذابتلیٰ اِبرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكلمٰا ت ٍ فَأَتَمَّهُنَّ قال إِنّی جاَ عِلُك لِلنّا س اِمامًا قَال وَمِن ذُرِّيَّتی قَالَ لَا يَنالُ عهدِی الظّٰالِمِين﴾

جب خداوند عالم نے ابراہیم کا چند کلمات (امور) کے ذریعہ امتحان لیا اور آپؑ نے سب کو (بطور احسن) انجام دے دیا تو خدا نے ان سے کہا: میں تمھیں لوگوں کی پیشوائی اور امامت کے لئے انتخاب کرتا ہوں۔ ابراہیم نے عرض کیا. یہ امامت ہمارے فرزندوں کو بھی عطا کرے گا؟ فرمایا کہ میرا عہدہ ظالموں کو نصیب نہیں ہوگا۔

ہم حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی سیرت اور روش میں آپؑ سے مخصوص دو واضح خصوصیت مشاہدہ کرتے ہیں. جو تمام انبیاء اور پیغمبروں کے درمیان امتیازی شان رکھتی ہے۔

۱۔ مہمان نوازی اور لوگوں کو کھانا کھلانے والی خصوصیت کہ اس کے بارے میں خدا نے بھی خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿فَمَالَبِثَ اِنْ جَاءَ بِعَجَلٍ حَنِيذٍ﴾ پھر بلا توقف بھنا ہوا گائے کا بچہ حاضر کر دیا۔

حضرت ابراہیمؑ کا یہ عمل نا آشنا اور اجنبی افراد کے لئے بھی غذا کی فراہمی میں پیش قدم رہنے کو بیان کرتا ہے۔

اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مہمان نوازی کی صفت حضرت ابراہیمؑ کی ایک خاص صفت تھی اور صرف انھیں مہمانوں سے مخصوص یہ مہمان نوازی نہیں تھی۔

۲۔ کعبہ اور بیت اللہ الحرام کا اہتمام کرنا اور لوگوں کو مناسک حج کی ادائیگی کے لئے دعوت دینا:

خداوند سبحان نے فرمایا ہے:

﴿وَ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ☆ وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالاً وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ﴾

(اور ہم نے اسے وحی کی کہ) میرے گھر کو طواف کرنے والوں، نماز گذاروں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھو. اور لوگوں میں مناسک حج کی ادائیگی کا اعلان کردو تا کہ لوگ پیادہ اور لاغر اونٹوں پر سوار تمام دور دراز علاقوں سے تمہاری طرف آئیں۔

ہم عنقریب انشاء اللہ ان دو صنفوں کو جو حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کا لازمہ شمار کی جاتی تھیں ان کے اوصیاء میں بھی تھیں جنھوں نے اُن سے میراث پائی تھی تحقیق اور بررسی کریں گے۔

چوتھا منظر: ابراہیم علیہ السلام اپنے خاندان کی دو شاخ کے ہمراہ:

حضرت ابراہیمؑ ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو مکہ منتقل کرنے اور اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کے ساتھ خانہ کعبہ کی تعمیر اور مناسک حج بجالانے کے بعد اپنے وطن شام واپس آ گئے. وہی وقت تھا جب خداوند عالم نے لوط کی قوم پر عذاب نازل کیا اور حضرت ابراہیمؑ کو اسحٰق اور ان کے فرزند یعقوبؑ جیسے بیٹے بھی عطا فرمائے خداوند عالم نے انھیں ایسا پیشوا قرار دیا جو خدا کے حکم سے لوگوں کو حق کی جانب راہنمائی کرتے ہیں؛ اور انھیں نیک کام کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی وحی کی۔

یہاں سے حضرت ابرہیم خلیلؑ کے بعد نبوت اور وصایت دو شاخ میں منتقل ہوئی:

پہلی شاخ:

حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی اولاد جو مکہ میں ساکن تھی، یہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کی حنیفیہ شریعت پر ان کے اوصیاء ہیں۔

دوسری شاخ:

حضرت اسحٰقؑ اور ان کے فرزند یعقوب اور ان کی اولاد جو فلسطین میں ساکن تھی اور خداوند عالم نے ان کے لئے مخصوص شریعت قرار دی جو حضرت موسیٰ کی شریعت کے ذریعہ پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

انشاء اللہ ہم دونوں شاخوں کی جدا جدا تحقیق کریں گے۔

سب سے پہلے ان کے چھوٹے فرزند یعنی حضرت اسحٰقؑ اور ان کے فرزند یعقوبؑ (اسرائیل) اور ان

کی اولاد (بنی اسرائیل) کے سلسلے میں تحقیقی گفتگو کریں گے۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام فرزند حضرت ابرہیم علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کے فرزند حضرت یعقوب علیہ السلام (اسرائیل) اور فرزند یعقوب (بنی اسرائیل)

مجھے حضرت اسحٰقؑ کے حالات میں کوئی ایسی خبر نہیں ملی جو اس بات پر دلالت کرے کہ ان کے والد حضرت ابرہیمؑ کے علاوہ کوئی مخصوص ان کی شریعت تھی. ہم نے اس مطلب کو وہاں جہاں خدا نے ان کے بیٹے یعقوب (جو اسرائیل کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں) کے بارے میں خبر دی ہے، حاصل کیا ہے کہ انشاءاللہ آیندہ بحث میں اس کی تحقیق و بررسی کریں گے۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام کے فرزند یعقوب علیہ السلام (اسرائیل)

- یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل ہے اور ان کی اولاد بنی اسرائیل.
- خداوند عالم نے بنی اسرائیل کے لئے مخصوص احکام وضع کئے ہیں.
- اس سلسلہ میں قرآن کریم کی آیات.
- مذکورہ آیات میں کلمات کی تشریح.
- مورد بحث آیات کی تفسیر.

حضرت اسحٰقؑ کے فرزند حضرت یعقوبؑ (اسرائیل) اور ان کی اولاد "بنی اسرائیل" اور وہ احکام جو خداوند عالم نے ان کے لئے وضع کئے ہیں

۱۔ خداوند عالم سورۂ آل عمران کی ۹۳ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴾

ساری غذائیں بنی اسرائیل کیلئے حلال تھیں بجز ان کے جنھیں اسرائیل (یعقوب) نے توریت کے نزول سے پہلے اپنے اوپر حرام کر رکھی تھیں. (اگر اس کے علاوہ ہے) تو کہو: توریت لے آؤ اور اس کی تلاوت کرو اگر سچے ہو۔

۲۔ سورۂ اسراء کی دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ .. ﴾

اور ہم نے موسیٰ کو توریت نامی کتاب عطا کی اور اسے بنی اسرائیل کی ہدایت کا ذریعہ قرار دیا۔

۳۔ سورۂ سجدہ کی ۲۳ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے .

﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴾

اور ہم نے موسیٰ کو توریت نامی کتاب عطا کی اور (تم اے پیغمبر) ان سے ملاقات ہونے پر اظہار تردد نہ کرنا اور ہم نے توریت کو بنی اسرائیل کی ہدایت کا وسیلہ قرار دیا ہے۔

۴۔ سورۂ مائدہ کی ۴۴ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ

وَاخْشَوْنِي وَلَاتَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴾

ہم نے توریت جس میں ہدایت ونور ہے نازل کی تا کہ وہ انبیاء جو (امر خداوندی کے سامنے) سراپا تسلیم ہیں اس کے ذریعہ سے یہودیوں، خدا کی معرفت رکھنے والوں اور ان عالموں پر جو کہ کتاب خدا کے احکام کی حفاظت اور نگہداری پر مامور ہیں اور اس کی صحت و درستگی پر گواہی دیتے ہیں، حکم کریں لہٰذا (احکام خداوندی کے اجراء میں) لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو ہماری آیات کو معمولی قیمت پر نہ بیچو، کہ جو بھی حکم خداوندی کے خلاف حکم کرے گا وہ کافروں میں سے ہوگا۔

۵۔ سورۂ صف کی ۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ اذ قَالَ مُوسیٰ لِقَومِہٖ یَا قَومِ لِمَ تُؤ ذُونَنی وَ قَد تَعلَمونَ اَنّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیکُم...﴾

جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! تم لوگ مجھے کیوں ستاتے ہو جبکہ تم لوگ یقین کے ساتھ جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف خدا کا فرستادہ ہوں۔

۶۔ سورۂ آل عمران کی ۴۵ ویں اور ۴۹ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَامَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ☆ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ ☆ قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ☆ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ ☆ وَرَسُولًا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللّٰهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴾

فرشتوں نے مریم سے کہا: اے مریم! خداوند عالم تمہیں اپنے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے اور وہ دنیا و آخرت میں آبرومند اور خدا کا مقرب ہے... وہ ایک پیغمبر ہے بنی اسرائیل کی طرف۔

۷۔ سورۂ صف کی چھٹی آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ اِذْ قَالَ عیسیٰ ابن مَریمَ یَابَنی اِسرائیل اِنیّ رَسُولِ اللّٰہِ اِلَیکُمْ...﴾

اور (اے پیغمبر! یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف خدا کا پیغمبر ہوں۔

کلمات کی تشریح

۱۔ ھادوا:

دین یہود پر پابند افراد کے معنی میں ہے۔

۲۔ ربّانیون:

ربانی علوم دین میں ماہر دانشور اور عالموں کے معنی میں ہے۔

۳۔ احبار:

''حبر'' ح پر زیر اور زبر کے ساتھ دانشور کے معنی میں ہے اور قرآن کریم میں علماء اہل کتاب پر اطلاق ہوا ہے۔

۴۔ کلمۃ:

کلمہ یہاں پر اس مخلوق کے معنی میں ہے کہ جیسے خداوند عالم نے لفظِ کن (ہو جا) اور اس کے مانند کے ذریعہ اور معروف اسباب و وسائل کے بغیر خلق کیا ہے۔

۵۔ مسیح:

مسیح، حضرت عیسیٰؑ کا لقب ہے کیونکہ آپؑ جب کسی بیمار کو (مسح) چھو دیتے تھے تو وہ بیمار صحت مند ہو جاتا تھا۔

اس کے علاوہ بھی لوگوں نے کہا ہے لیکن ہم نے اس معنی کو حضرت مسیح کے بارے میں دیگر معانی پر ترجیح دی ہے۔

گزشتہ آیات کی تفسیر

ایک خاص مدت زمانہ میں، قوم یہود کے لئے اشتنائی احکام:

بنی اسرائیل (حضرت یعقوبؑ کی اولاد، پوتے اور ان کی اولاد) سرزمین مصر اور دیار غربت میں ذلت و خواری کی زندگی گذار رہے تھے۔ کیونکہ قبطیوں نے انھیں غلام بنالیا تھا اور ان کی اولاد نرینہ کو قتل کر

ڈالتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے۔

جب خداوند عالم نے انھیں مصر میں ہونے والی ذلت و رسوائی سے نجات دی اور اس کے بعد کہ ان کے اندر حریت و آزادی کی روح مر چکی تھی اور اس روح کی جگہ مصر میں نسل در نسل ان کی غلامی کی طولانی مدّت ہونے کی وجہ سے حقارت اور ذلت، خوف و اضطراب اور گھبراہٹ نے لے لی تھی اور ان کے لئے شام میں موجود ظالم و سرکش اقوام سے جنگ کرنا ناگزیر ہو گیا تھا ایسے موقع پر حکمت الٰہی مقتضی ہوئی کہ ان کی زندگی کے لئے ایسے دستورات اور قوانین بنائے جائیں کہ ان کے زیر سایہ، اپنے آپ پر اعتماد کرنے والی اور اپنے آباء واجداد (جو کہ انبیاء اور پیغمبروں کے زمرہ میں تھے) پر افتخار اور ناز کرنے والی روح اُن میں زندہ ہو جائے اور یہ جان لیں کہ یہ لوگ کافر اور سرکش اقوام جن سے جنگ و جدال ہے ان سے جدا اور ممتاز ہیں۔

اس راہ میں سب سے پہلے جو چیز ان کے لئے مقرر کی گئی ہے، ان اشیاء کی تحریم ہے جو کہ ان کے باپ خدا کے پیغمبر اسرائیل (یعقوبؑ) نے اپنے آپ پر حرام کی تھیں تا کہ اس کے ذریعہ خدا کے پیغمبر اسرائیل کی نبوت کا امتیاز درک کریں۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ پر توریت اور حضرت عیسیٰؑ پر انجیل کے نزول کے بعد ان سے مخصوص تشریع کی تکمیل ہوئی۔

ہم حضرت شعیب پیغمبرؑ سے مربوط حالات کی تحقیق اور مطالعہ کے بعد پیغمبروں کے حالات کے زمانی تسلسل کی رعایت کی خاطر) اُن میں سے کچھ کا ذکر کریں گے۔

۹

حضرت شعیب پیغمبر علیہ السلام

- قرآن کریم کی آیات میں حضرت شعیب علیہ السلام کی اپنی قوم سے سیرت اور روش
- کلمات آیات کی تشریح
- مذکورہ آیات کی تشریح

۱۔ خداوند عالم سورۂ ہود کی ۸۴ تا ۹۵ آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ وَ لَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ ☆ وَيَاقَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَائَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ☆ بَقِيَّةُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ☆ قَالُوا يَاشُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ☆ قَالَ يَاقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ☆ وَيَاقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيدٍ ☆ وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ☆ قَالُوا يَاشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ☆ قَالَ يَاقَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَائَكُمْ ظِهْرِيًّا إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ☆ وَيَاقَوْمِ اعْمَلُوا عَلَى مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ☆ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ☆ كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا بُعْدًا لِمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ﴾

ہم نے مدین کے لئے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔

اس نے کہا: اے میری قوم! خدا کی عبادت کرو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

اور پیمانہ اور ترازو سے (تولتے وقت) کمی نہ کرو، میں تمھیں نعمت میں دیکھ رہا ہوں اور میں تمہارے لئے اُس دن کے عذاب سے جس دن سب کو اپنے احاطہ میں لے لے گا خوفزدہ ہوں اور اے میری

قوم! پیمانہ اور ترازو کو عدل وانصاف کے ساتھ کامل کرو اور لوگوں کی اجناس کو ناچیز اور معمولی شمار نہ کرو اور اسے برائی سے یاد نہ کرو اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو. خدا کا ذخیرہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر مومن ہو اور میں (عذاب الٰہی کے سامنے) تمہارا محافظ ونگہبان نہیں ہوں۔

(شعیب کا اُن کی قوم نے مذاق اڑایا اور کہا) اے شعیب! آیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہمارے آباء واجداد نے جس کی عبادت کی ہے ہم اسے ترک کر دیں یا جو کچھ اپنے اموال میں سے ہم چاہتے ہیں اُس سے دستبردار ہو جائیں؟ تم تو بردبار اور عاقل ہو۔

شعیب نے کہا: اے میری قوم! مجھے بتاؤ اگر خدا کی جانب سے کوئی آشکار دلیل رکھتا ہوں اور مجھے بہتر روزی دیتا ہو، (کیا ہوسکتا ہے اس کے خلاف رفتار کروں؟) میں نہیں چاہتا کہ جس سے تمھیں منع کر رہا ہوں اسی کا خود مرتکب ہوں اور جب تک کرسکتا ہوں اصلاح کے علاوہ کچھ نہیں چاہتا؛ میری توفیق خدا کے ساتھ ہے، اس پر اعتماد کرتا ہوں اور اُسی کی طرف لوٹ جاؤں گا۔

اے میری قوم: تمہاری مجھ سے عداوت ودشمنی تمہیں یہاں تک نہ لے جائے کہ قوم نوح، قوم ہود، قوم صالح کے عذاب کے مانند عذاب کا شکار ہو جاؤ. اور قوم لوط کا زمانہ تم سے دور نہیں ہے. اپنے ربّ سے مغفرت طلب کرو اور اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ کہ میرا ربّ شفیق اور مہربان ہے۔

انھوں نے کہا: اے شعیب! جو کچھ تم کہتے ہو ان میں سے بہت ساری باتوں کو ہم نہیں سمجھتے اور ہم تمہیں اپنے درمیان کمزور ہی پا رہے ہیں کہ اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمھیں سنگسار کر دیتے، تم ہم پر قدرت نہیں رکھتے. شعیب نے کہا: اے میری قوم! کیا میرا قبیلہ تم کو خدا سے زیادہ عزیز ہے اور تم نے اللہ کو بالکل پس پشت ڈال رکھا ہے؟ میرا ربّ تم جو کچھ کرتے ہو اس پر احاطہ رکھتا ہے. اے میری قوم! جو کچھ تم کرسکتے ہو کرو، میں بھی اپنے کام کو جاری رکھوں گا عنقریب جان لوگے کہ رسوا کن عذاب کس کو اپنے دائرہ میں لے لے گا. اور کون جھوٹا ہے؟ منتظر رہو، میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں. اور جب ہمارا قہر آمیز حکم آیا تو ہم نے شعیب اور جو باایمان افراد ان کے ہمراہ تھے اپنی مخصوص رحمت سے انھیں نجات دی اور ظالموں کو آسمانی صیحہ (چنگھاڑ) نے اپنے دائرہ میں لے لیا اور اپنے علاقے میں نابود ہو گئے. گویا کہ وہ کبھی اس شہر میں موجود ہی نہ تھے اور آگاہ ہو جاؤ کہ قوم مدین خدا کی رحمت سے دور ہے، جس طرح ثمود کی قوم خدا کی رحمت سے دور رہی۔

۲۔سورۂ اعراف کی ۸۸ویں اور ۸۹ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ . قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُم بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا... ﴾

ان کی قوم کے چند سرکش اور متکبر بزرگوں نے کہا :اے شعیب! بے شک ہم تمھیں اور تم پر ایمان لانے والوں کو اپنے شہر سے نکال باہر کریں گے، مگر یہ کہ تم لوگ ہمارے دین کی طرف لوٹ آؤ۔(شعیب) نے کہا: آیا اگر چہ ہم مائل بھی نہ ہوں؟ اگر ہم تمہارے آئین کی طرف لوٹ آئیں گے تو جس خدا نے تمہارے دین سے ہمیں نجات دی ہے گویا ہم اس خدا کی طرف جھوٹی نسبت دیں گے۔

کلمات کی تشریح

۱۔ مَدْیَن :

مدین حضرت شعیبؑ کی قوم کا نام تھا، کہ ان کے شہر کا نام بھی انھیں کے نام پر رکھا گیا ہے۔معجم البلدان میں مذکور ہے کہ مدین شہر دریائے سرخ کے نزدیک شہر تبوک کے سامنے ۶ رمنزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔اسی طرح کہا گیا ہے: مدین وادی القریٰ اور شام کے درمیان ایک علاقہ ہے اور وادی القریٰ مدینہ سے نزدیک تمام بستیوں کو کہتے ہیں۔

۲۔ لا یجر منکم:

جرم الشیٔ ناپسند چیز حاصل کی، جرمہ الشی ٔیعنی ناپسند کام پر مجبور کیا، جرمہ یعنی اسے اس پر مجبور کیا" ولا یجر منکم "یعنی تمھیں مجبور نہ کرے۔

۳۔ شقاقی:

شاقّہ شقاقا: اس کے ساتھ مخالفت اور دشمنی کی، شقاقی یعنی مجھ سے دشمنی۔

۴۔ لا تعثوا:

فساد نہ کرو۔

۵۔عثا:

یعنی فساد کیا، شدید فساد۔

۶۔ بقیة الله:

بقیۃ، ہر چیز کا باقی حصہ اور یہاں پر خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کے معنی میں ہے، نیک کام کا ثواب اور اجر جو اس کے پاس ذخیرہ ہوتا ہے۔

گزشتہ آیات کی تفسیر میں اہم نکات

خداوند عالم نے حضرت شعیب کو بشارت اور انذار کے ساتھ مدین کی طرف بھیجا تا کہ اس علاقہ کے لوگوں کو حضرت ابراہیم کی حنیفیہ شریعت پر عمل کرنے کی دعوت دیں. شعیب کی قوم دیگر مشرک امتوں کی طرح جو کہ بُرے اخلاق سے متصف، یہ بھی بُری طرح سے بدکاریوں اور اخلاقی فساد اور کردار کی گراوٹ کے شکار تھے. یہ لوگ اُن غلط کاریوں کے علاوہ جس کے وہ مرتکب ہوتے تھے، دوسروں کی چیزوں کو برا کہتے تھے اور انھیں مشتری (خریدار) کی نظر سے گرا دیتے تھے. اور ناپ تول میں خیانت اور کمی کرتے تھے اور وہ ایسا خیال کرتے تھے کہ چونکہ وہ اپنے اموال میں تصرف کرنے کے سلسلہ میں آزاد ہیں، لہٰذا اس طرح کے ناروا افعال اور نازیبا اعمال بھی ان کا حق ہیں. حضرت شعیب کا دعوت دینا ان کی نصیحتیں اور مواعظ اور انھیں اس بات کے لئے بیدار کرنا کہ مشرک اقوام جو ان سے پہلے تھیں اُن پر کس طرح عذاب الٰہی نازل ہوا، ان سب باتوں نے کوئی فائدہ نہیں پہونچایا اور اس جاہل قوم نے اُن کے جواب میں کہا:

﴿لَنُخْرِجَنَّكَ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا﴾

بیشک ہم تمھیں اور تمہارے تابعین اور پیروکاروں کو اپنے شہر اور علاقے سے نکال باہر کریں گے، مگر یہ کہ ہمارے دین اور ملت کے پابند ہو جاؤ۔

اس بناء پر حضرت شعیب کی قوم اپنے لئے اس حق کی قائل تھی کہ دوسروں پر ظلم ڈھانا اور ان کے حقوق کو کھانا اپنی آزادی اور خود مختاری خیال کریں، لیکن یہی حق شعیبؑ اور مومنین کو بُرے اخلاق اور ناپسندیدہ

افعال کے ترک کرنے اور خدائے یکتا کی عبادت سے متعلق نہیں دیتے تھے!!

کبھی حضرت شعیب کا مذاق اڑاتے اور کہتے! کیا تمہاری نماز نے تمھیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے آباء و اجداد کے معبودوں کو چھوڑ دیں اور اپنے اموال میں خاطر خواہ اپنی مرضی سے دخل وتصرف نہ کریں؟

اور کبھی عناد و دشمنی، طغیانی اور سرکشی کی حد کر دیتے اور کہتے تھے: اگر تمہارے اعزاء و اقارب نہ ہوتے تو یقیناً ہم تمھیں سنگسار کر دیتے۔

اس آیت سے اور حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰؐ کے نسب کے بارے میں جو معلومات رکھتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ خداوند عالم پیغمبروں کو مضبوط اور قوی اور سب سے زیادہ اثر ورسوخ رکھنے والے خاندان سے منتخب کرتا ہے، تاکہ ان کے رشتہ دار رسالت کی تبلیغ میں ناصر و مددگار ثابت ہوں۔

ہاں، جب شعیب کی قوم نے شعیب کی تکذیب کی اور ان کے ہمراہ دیگر مومنین کو ذلیل وخوار سمجھا، تو عذاب خداوندی کے سزاوار ہو گئے اور خداوند عالم نے انھیں آسمانی صیحہ کے ذریعہ اپنی گرفت میں لے لیا اور انھیں کے شہر وعلاقہ میں انھیں ہلاک کر ڈالا۔

خداوند عالم نے، حضرت شعیبؑ کے بعد حضرت موسیٰ اور دیگر نبی اسرائیل کے پیغمبروں کو رسالت کے لئے مبعوث کیا۔ انشاء اللہ آئندہ فصلوں میں ان کے اخبار کی تحقیق کریں گے۔

بنی اسرائیل اوران کے پیغمبروں کی روداد اورقرآن کریم میں ان کے مخصوص حالات کی تشریح

- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اوران کا فرعون کے ذریعہ اس کی فرزندی میں آنا.
- نہ گانہ معجزات.
- بنی اسرائیل صحرائے سینا میں.
- داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام .
- حضرت زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام .
- عیسیٰ بن مریم علیہ السلام .

سب سے پہلا منظر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کا فرعون کے فرزند کے عنوان سے قبول ہونا:

خداوند عالم سورۂ قصص کی ۷ ویں تا ۱۳ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ☆ فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ☆ وَقَالَتِ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ قُرَّةُ عَيْنٍ لِي وَلَكَ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَى أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ☆ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَى فَارِغًا إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ☆ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ☆ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ☆ فَرَدَدْنَاهُ إِلَى أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾

ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کی کہ: اسے دودھ پلاؤ اور جب تمھیں اس کے لئے خوف لاحق ہو تو اسے دریا میں ڈال دو اور خوف نہ کرو اور نہ غمزدہ اور محزون ہو کہ ہم یقیناً اُسے تم تک لوٹا دیں گے اور اسے پیغمبروں میں سے قرار دیں گے۔ آل فرعون نے اسے پالیا، تا کہ ان کے لئے دشمن اور اندوہ کا سامان ہو۔ کہ فرعون، ھامان اور ان کے سپاہی گناھگار میں تھے۔ فرعون کی بیوی (سفارش کے لئے اٹھی اور) بولی یہ بچہ ہمارے اور تمہارے سرور کا باعث اور آنکھوں کا نور ہوگا، اُسے قتل نہ کرو شاید ہمیں فائدہ پہنچائے یا اسے اپنی فرزندی میں لے لیں؛ اور وہ لوگ درک نہیں کر سکے۔ حضرت موسیٰ کی ماں کا دل (تمام چیزوں سے زیادہ بچہ کی یاد میں) اس درجہ بیقرار تھا کہ اگر ہم اُس کے دل کو سکون و قرار نہ دیتے تا کہ مومنوں میں ہو تو یقیناً اس راز کو فاش کر دیتی۔

اُس نے موسیٰ کی بہن سے کہا: موسیٰ کا پیچھا کرو موسیٰ کی بہن اپنے بھائی کو دور سے دیکھ رہی تھی (لیکن) وہ لوگ جان نہیں سکے۔ اور دودھ پلانے والی عورتوں کو پہلے ہی ہم نے اُن پر حرام کر دیا تھا موسیٰ کی بہن

نے کہا: کیا میں تمھیں ایک ایسے گھرانے کی راہنمائی کروں کہ وہ اسے تمہارے لئے محفوظ رکھیں اور اس کے خیرخواہ ہوں؟ پھر ہم نے اسے اس کی ماں کے پاس لوٹا دیا تا کہ ان کے دیدار سے ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں اور وہ غمگین اور اداس نہ ہوں اور یہ جان لیں کہ خدا کا وعدہ حق ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۱)۔

کلمات کی تشریح

۱۔ فارغاً:

اپنی جگہ سے اکھڑ گیا، غم واندوہ کی شدت سے خالی ہو گیا۔

۲۔ قُصّیه:

اس کا پیچھا کرو، تلاش کرو۔

۳۔ فبصُرت به عن جُنبٍ:

دور سے اس کی نگاہ ان پر پڑی۔ اُسے دور سے دیکھا اور زیر نظر قرار دیا۔

دوسرا منظر، نہ گانہ معجزات

سورۂ نمل کی ۷ رویں تا ۱۲ رویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِذْ قَالَ مُوسَى لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ☆ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ☆ يَا مُوسَى إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ☆ وَأَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يَا مُوسَى لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ☆ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ ☆ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ﴾

جب موسیٰ نے اپنے اہل وعیال سے کہا: میں نے ایک آگ دیکھی ہے، عنقریب اس کے بارے میں تمھیں ایک خبر دوں گا یا ایسی آگ لاؤں گا کہ اس سے گرم ہو جاؤ۔

(۱) نیز سورۂ طٰہٰ کی ۳۸ رویں آیت سے ۴۷ ویں آیت تک ملاحظہ ہو۔

جب اُس آگ کے قریب آئے تو آواز آئی، مبارک ہے وہ خدا جو آگ میں جلوہ نما اور وہ شخص بھی جو اس کے اطراف میں ہے اور پاک و پاکیزہ ہے ربّ العالمین. اے موسیٰ! میں ہوں توانا اور حکیم خدا، اپنے عصا کو ڈال دو موسیٰ نے جب عصا ڈال دیا تو اسے دیکھا کہ ایک عظیم الجثہ سانپ کی صورت میں حرکت کرنے لگا، موسیٰ الٹے پاؤں پلٹ پڑے پھر کبھی مڑ کر نہیں دیکھا (کہ انھیں خطاب ہوا) اے موسیٰ! نہ ڈرو کہ انبیاء میرے نزدیک نہیں ڈرتے. جز ان کے جنھوں نے ظلم کیا ہے، پھر اسے نیکی میں تبدیل کر ڈالا ہے کہ میں بخشنے والا اور مہربان ہوں. اور اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ کہ سفید (چمکدار) اور بغیر نقصان کے باہر نکلے گا (یہ معجزہ) نہ گانہ آیات (معجزہ) کے ضمن میں ہے (کہ تم ان کے ہمراہ) فرعون اور اس کی قوم کی طرف (بھیجے جاؤ گے)، بے شک وہ لوگ ایک فاسق قوم ہیں۔

سورۂ اعراف کی ۱۰۳ تا ۱۳۵ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَى بِآيَاتِنَا إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهِ فَظَلَمُوا بِهَا فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ☆ وَقَالَ مُوسَى يَافِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ☆ حَقِيقٌ عَلَى أَنْ لَاأَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ☆ قَالَ إِنْ كُنتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِنْ كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ☆ فَأَلْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ ☆ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاء لِلنَّاظِرِينَ ☆ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ☆ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ☆ قَالُوا أَرْجِهِ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ☆ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ☆ وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ☆ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ☆ قَالُوا يَامُوسَى إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ☆ قَالَ أَلْقُوا فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ☆ وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ☆ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ☆ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانقَلَبُوا صَاغِرِينَ ☆ وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ☆ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ☆ رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ ☆ قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنتُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّ هَذَا لَمَكْرٌ مَكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ☆ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ☆ قَالُوا إِنَّا إِلَى رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ☆ وَمَا تَنقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا

جَاءَتْنَا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ☆ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَى وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ☆ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ☆ قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ☆ وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ☆ فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَذِهِ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَى وَمَنْ مَعَهُ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ☆ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ☆ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ ☆ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ☆ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَى أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴾

پھر جب اُن کے بعد موسیٰ کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اس کے اشراف کی طرف بھیجا تو، انھوں نے آیات کا انکار کیا غور کرو کہ تباہ کاروں کا کیا انجام ہوا موسیٰ نے کہا: اے فرعون! میں اپنے رب العالمن کا فرستادہ ہوں، سزاوار یہ ہے کہ خدا سے متعلق حق کے سوا کچھ نہ کہوں، تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے ایک معجزہ لایا ہوں، لہٰذا بنی اسرائیل کو ہمارے ہمراہ روانہ کردو فرعون نے کہا اگر سچے ہو اور اگر کوئی معجزہ لائے ہو تو ہمیں دکھاؤ۔ پھر موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا پس وہ اژدہا دکھائی دینے لگا۔ اور ہاتھ اپنے گریبان سے باہر نکالا ناگاہ دیکھنے والوں کے لئے سفید اور چمکدار تھا۔ قوم فرعون کے بزرگوں نے فرعون سے کہا: یہ ایک ماہر جادوگر ہے کہ وہ تمھیں تمہاری سرزمینوں سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔ تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو؟ (موسیٰ کے معاملے میں) فرعون نے قوم سے مشورہ کے بعد، کہا: اُسے اور اُس کے بھائی کو روک لو اور شہروں میں افراد کو روانہ کردو تا کہ ماہر جادوگروں کو تمہارے پاس لے آئیں۔ جادوگر فرعون کے پاس آئے اور بولے: اگر ہم غالب ہو گئے تو یقیناً کوئی اجرت لیں گے۔ فرعون نے کہا: بالکل تم لوگ ہمارے مقربین میں ہو گے، جادوگروں نے کہا: اے موسیٰ! یا تم پہلے اپنا عصا ڈالو یا ہم اپنی رسیاں ڈالتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا: تم ہی پہل کرو اور جب انھوں نے اپنی رسیاں ڈال دیں تو لوگوں کی نگاہوں پر جادو کر دیا اور انھیں دہشت زدہ بنا

دیا اور عظیم جادو پیش کیا. ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ تم بھی اپنا عصا ڈال دو اور (وہ اژدہا) جو کچھ انھوں نے پیش کیا تھا ایک سانس میں نگل گیا. حق آشکار ہوا اور جو کچھ انھوں نے انجام دیا وہ باطل اور بے کار ہو گیا۔

اس میدان میں شکست کھائی اور رسوا ہو کر واپس ہو گئے. سارے جادوگر سجدہ میں گر پڑے. اور انھوں نے کہا: ہم رب العالمین پر ایمان لاتے ہیں. موسیٰ اور ہارون کے رب پر. فرعون نے کہا: قبل اس کے کہ ہم تمھیں اجازت دیں تم لوگ اُس پر ایمان لے آئے؟! یہ ایک فریب اور دھوکہ ہے جو تم نے شہر میں کیا ہے تا کہ وہاں کے لوگوں کو نکال باہر کرو. عنقریب جان لو گے. تمہارے ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کے برعکس انداز میں قطع کروں گا اور اُس وقت سب کو ایک ساتھ دار پر لٹکا دوں گا. انھوں نے کہا: اُس وقت ہم اپنے خدا کی طرف لوٹ جائیں گے. تمہارا غیض وغضب ہم پر اس لئے ہے کہ ہم صرف اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لے آئے ہیں جو ہماری طرف آئی ہے؛ خدایا! ہمیں صبر عطا کر اور ہمیں مسلمان ہونے کی صورت میں موت دینا. قوم فرعون کے بزرگوں نے کہا: کیا موسیٰ اور ان کے ماننے والوں کو آزاد چھوڑ دو گے تا کہ وہ اس سرزمین پر تباہی مچائیں اور تمھیں اور تمہارے خدا کو ترک کر دیں؟ فرعون نے کہا! عنقریب ان کے سارے فرزندوں (بیٹوں) کو قتل کر ڈالیں گے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیں گے، ہم اُن پر مسلط ہیں. موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: خدا سے مدد مانگو اور صبر کا مظاہرہ کرو کیونکہ زمین خدا کی ملکیت ہے وہ اپنے بندوں میں جسے چاہے گا اس کے حوالے کر دے گا اور نیک انجام پرہیز گاروں کے لئے ہے۔

انھوں نے کہا: ہم تمہارے آنے سے پہلے بھی ستائے گئے اور تمہارے آنے کے بعد بھی ستائے گئے؛ کہا! امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے. اور تمھیں اس سرزمین پر (ان کا) جانشین قرار دے گا اور پھر دیکھے گا کہ تم کیسا عمل کرتے ہو؟ ہم نے فرعون کو قحط سالی اور پھلوں کی کمی (دنوں) سے دوچار کیا شاید نصیحت حاصل کریں. جب رفاہ وآسائش نے ان کا رخ کیا تو وہ کہتے تھے! یہ ہماری خاطر ہے اور جب انھیں ناگوار حالات پیش آتے تو کہتے تھے یہ موسیٰ اور ان کے ماننے والوں کی بدشگونی ہے۔

جان لو کہ ان کا فال بد خدا کے پاس ہے (یعنی جو اُن پر مشکلات اور غم واندوہ پڑتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں) لیکن اُن میں اکثر لوگ نہیں جانتے. (فرعونیوں نے موسیٰ سے) کہا: تم جتنا بھی ہمارے لئے معجزہ یا آیت پیش کر کے ہم پر جادو کر دو کبھی ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے. پھر طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک اور خون (پانی کا خون ہونا) جو کہ ایک دوسرے سے الگ اور روشن وآشکار معجزے تھے ہم نے ان پر

نازل کیا،لیکن انھوں نے اکڑ اور انکار سے کام لیا اور وہ نابکار قوم تھے۔

جب اُن پر عذاب نازل ہوا، بولے: اے موسیٰ! اپنے ربّ کو اُس پیمان کے ساتھ آواز دو جو تم سے کیا ہے اگر اس عذاب کو ہم سے اٹھالے تو یقیناً ہم تم پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے. پھر جب ہم نے عذاب کو ایک مدت تک اٹھالیا تو پھر عہد شکنی کے مرتکب ہو گئے۔(۱)

سورۂ شعراء کی ۵۷ ویں تا ۶۶ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَأَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ☆ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ☆ كَذَلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ☆ فَأَتْبَعُوهُمْ مُشْرِقِينَ ☆ فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَى إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ☆ قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ☆ فَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ☆ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ☆ وَأَنْجَيْنَا مُوسَى وَمَنْ مَعَهُ أَجْمَعِينَ ☆ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ☆﴾

ہم نے انھیں (فرعونیوں) کو باغوں اور بہتے چشموں سے باہر نکال دیا اور عالیشان محلوں اور خزانوں سے انھیں محروم کر دیا. واقعہ ایسا ہی تھا اور سب کچھ بنی اسرائیل کے حوالے کر دیا. فرعونیوں نے طلوع آفتاب کے وقت بنی اسرائیل کا پیچھا کیا. جب دونوں گروہ نے ایک دوسرے کو دیکھا، تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا! ہم گرفتار ہو جائیں گے. موسیٰ نے کہا: کبھی نہیں ہمارا رب ہمارے ساتھ ہے وہ ہماری ہدایت کرے گا. موسیٰ کو وحی ہوئی کہ اپنا عصا دریا پر مارو؛ دریا شگافتہ ہوا اور اس کا ہر ایک حصہ ایک بڑے پہاڑ کے مانند ہو گیا. دوسروں کو (فرعونیوں کو بنی اسرائیل کے پیچھے) دریا میں لائے. اور موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو نجات دی. اس وقت دوسروں کو غرق کر ڈالا۔

اور سورۂ یونس کی ۹۰ تا ۹۲ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ☆ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ☆ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ ☆﴾

۱۔ اور سورۂ انبیاء کی ۱۰۰ سے ۱۰۴ آیات تک اور سورۂ شعراء کی آیت ۱۰ سے ۵۵ آیات تک اور سورۂ طٰہٰ ۹ سے ۴۴ آیات تک ملاحظہ کریں.

بنی اسرائیل کو ہم نے دریا سے پار کیا، فرعون اور اس کے سپاہیوں نے اُن سے دشمنی اور ستم کی خاطر ان کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ جب اس کے غرق ہونے کا وقت آیا تو کہا: ہم اُس خدا پر ایمان لائے جو بنی اسرائیل کے خدا کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر وہ ایمان لائے ہیں. اور میں سراپا تسلیم ہونے والوں میں ہوں. (اُس سے ڈوبنے کی حالت میں خطاب ہوا) اب ایمان لاتے ہو جبکہ اُس سے پہلے نافرمانی کر کے مفسدوں میں تھے؟ آج تمہارے بدن کو بدن کو بچا لیتے ہیں، تا کہ اُن کے لئے جو تمہارے بعد آئیں گے عبرت اور ایک نشانی ہو، جبکہ بہت سارے لوگ ہماری آیات اور نشانیوں سے سخت غافل و بے خبر ہیں۔

تیسرا منظر؛ بنی اسرائیل سینا نامی صحرا میں اور حضرت موسیٰ اور ان کے بعد کے زمانے میں ان کی طغیانی و سرکشی.

خداوند متعال سورۂ اعراف کی ۱۳۸ تا ۱۴۰ اور ۱۶۰ تا ۱۶۴ اور ۱۶۶ رویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَى قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَهُمْ قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَل لَّنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ☆ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ☆ قَالَ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِيكُمْ إِلَٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ☆... ☆وَقَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ إِذِ اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ☆ وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَاتِكُمْ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ☆ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ☆ وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ☆ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

شَدِيدًا قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ☆ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ☆ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ﴾

ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کرایا تو وہ لوگ ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرے جو اپنے بتوں کی پرستش اور عبادت کرتی تھی بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایک خدا قرار دو جس طرح سے ان کا خدا ہے موسیٰ نے کہا! یقیناً تم لوگ نادان اور جاہل قوم ہو ان بت پرستوں کے خدا نابود ہونے والے ہیں اور ان کے اعمال باطل ہیں، (موسیٰ نے) کہا! آیا خداوند یکتا کے علاوہ تمہارے لئے کسی دوسرے خدا کی تلاش کروں جب کہ خداوند عالم نے تمھیں سارے عالم پر فوقیت اور برتری عطا کی ہے؟!... (اور) ان کو ان کے بارہ قبیلے اور امت میں تقسیم کیا اور جب ان کی قوم نے موسیٰ سے پانی کا تقاضا کیا، تو ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنے عصا کو اس پتھر پر مارو، (جب انھوں نے مارا) تو بارہ چشمے پھوٹ پڑے اور ہر قبیلے نے اپنے پانی کی جگہ جان لی اور بادل کو ان پر سائبان قرار دیا اور ان پر من وسلویٰ نازل کیا، پاکیزہ اشیاء سے جو ہم نے تمہارے لئے رزق قرار دیا ہے کھاؤ، انھوں نے ہم پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور جس وقت ان سے کہا گیا کہ اس گاؤں میں سکونت اختیار کرو اور اس میں جہاں سے چاہو کھاؤ اور کہو حطہ یعنی ہمارے گناہوں کو ختم کردے اور سجدہ اور خضوع کی حالت میں دروازہ سے داخل ہوتا کہ ہم تمہارے گناہوں کو معاف کردیں، عنقریب ہم نیکوکاروں کے اجر میں اضافہ کردیں گے، ان ظالموں نے اس بتائے گئے سخن کو اس کے علاوہ باتوں میں تبدیل کرڈالا اور (نتیجہ کے طور پر) اس ظلم وستم کی بناء پر جو انھوں نے روا رکھا تھا ان پر آسمان سے ہم نے عذاب نازل کیا. یہودیوں سے سوال کرو اُس شہر کے بارے میں جو دریا کے کنارے واقع تھا کہ وہاں کے لوگوں نے سنیچر کے دن تجاوز کیا اور اس کی حرمت کی حفاظت نہیں کی ان کی مچھلیاں سنیچر کے دن آشکار طور پر آتی تھیں لیکن سنیچر کے علاوہ دنوں میں نہیں آتی تھیں، اس طرح سے ان کی بربادی اور تباہی کی سزا کے ذریعہ ہم نے انھیں آزمایا...

جب ان لوگوں نے جس چیز سے منع کیا گیا تھا سرپیچی اور مخالفت کی تو ہم نے ان سے کہا بندر کی شکل میں ہو جاؤ اور ہماری رحمت سے دور اور محروم ہو جاؤ۔

سورۂ طٰہٰ کی ۸۰ تا ۹۸ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿يَابَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنجَيْنَاكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَوَاعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى ☆ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَى ☆ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى ☆ وَمَا أَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَامُوسَى ☆ قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَى أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَى ☆ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ☆ فَرَجَعَ مُوسَى إِلَى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ يَاقَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ أَنْ يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَوْعِدِي ☆ قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ ☆ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَى فَنَسِيَ ☆ أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ☆ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يَاقَوْمِ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَانُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي ☆ قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَى ☆ قَالَ يَاهَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا ☆ أَلَّا تَتَّبِعَنِ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ☆ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ☆ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَاسَامِرِيُّ ☆ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي ☆ قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَنْ تُخْلَفَهُ وَانْظُرْ إِلَى إِلَهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ☆ إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾

اے بنی اسرائیل! ہم نے تمھیں تمہارے دشمن فرعون سے نجات دی اور طور کے داہنے جانب کا تم سے وعدہ کیا اور تم پر من وسلویٰ نازل کیا۔ پاکیزہ چیزوں میں جو ہم نے تمہارے لئے بعنوان رزق معین کیا ہے کھاؤ اور اس میں طغیانی اور سرکشی نہ کرو ورنہ تم پر ہمارا غضب ٹوٹ پڑے گا اور جو میرے غیض وغضب کا مستحق ہوگا یقیناً ذلیل وخوار اور ہلاک ہو جائے گا۔ بیشک میں بخشنے والا ہوں ہر اُس شخص کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور پسندیدہ کام انجام دے اور ہدایت پائے۔

اے موسیٰ! کس چیز نے تم کو اس بات پر آمادہ کیا کہ تم اپنی قوم پر سبقت لے جاؤ؟ جواب دیا! وہ لوگ ہمارے پیچھے ہی ہیں، میں نے تیری سمت جلدی کی تا کہ تو راضی اور خوشنود ہو جائے۔ کہا: میں نے تمہاری قوم

کوتمہارے بعد آزمایا لیکن سامری نے انھیں گمراہ کردیا.موسیٰ غضب ناک اور افسوسناک حالت میں اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور کہا: اے میری قوم! کیا تمہارے ربّ نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا.آیا ہماری غیبت تمہارے لئے طولانی ہوگئی تھی، یا تم لوگ اس بات کے خواہشمند تھے کہ تمہارے ربّ کی طرف سے تم پر غضب نازل ہو لہٰذا تم نے ہمارے وعدہ کی خلاف ورزی کی؟

انھوں نے جواب دیا ہم نے اپنے اختیار سے تمہارے وعدہ کے خلاف نہیں کیا ہے. ہمارے پاس فرعونیوں کے آرائش کے وزنی آلات موجود تھے جس کو ہم نے آگ میں ڈال دیا اور (فتنہ انگیز) سامری نے بھی اسی طرح اپنے زیورات ڈال دیئے. پھر اس نے ان کے لئے ایک گوسالہ کا مجسمہ بنایا، جو گوسالہ کی آواز رکھتا تھا؛ انھوں نے کہا: تمہارا اور موسیٰ کا خدا یہ ہے جس کو (موسیٰ) نے فراموش کر دیا ہے. آیا (یہ گوسالہ پوجنے والے) غور نہیں کرتے کہ (گوسالہ) ان کا جواب نہیں دیتا ہے اور ان کے لئے کوئی نفع و نقصان نہیں رکھتا ہے؟!. ہارون نے پہلے ہی ان سے کہا تھا کہ اے میری قوم! تم لوگ اس گوسالہ کے سلسلہ میں فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہو، تمہارا ربّ خدا وند رحمٰن ہے. میری پیروی کرو اور میرے اطاعت گزار رہو. انھوں نے کہا! ہم اس کی اسی طرح عبادت کرتے رہیں گے جب تک کہ موسیٰ ہماری طرف واپس نہیں آجاتے. موسیٰ نے (جب واپس آئے تو عتاب آمیز انداز میں ہارون سے) کہا: ہارون! جب تم نے دیکھا کہ گمراہ ہو رہے ہیں، تو کون سی چیز مانع ہوئی کہ تم میرے پاس نہیں آئے؟. کیوں میرے حکم کی مخالفت کی؟. کہا: اے میری ماں کے بیٹے! میری ڈاڑھی اور بال نہ پکڑو، میں ڈرا تھا کہ تم کہو گے کہ بنی اسرائیل کے درمیان تفرقہ ڈال دیا ہے اور میرے دستور کی رعایت نہیں کی ہے۔

موسیٰ نے کہا: اے سامری! یہ کون سا عمل ہے (جو تم نے انجام دیا ہے)؟. اُس نے کہا: میں نے وہ کچھ دیکھا جو انھوں نے نہیں دیکھا ہے، پھر میں نے نمائندۂ حق (جبرئیل) کے نشان قدم کی ایک مشت خاک لی. اور اسے میں نے (گوسالہ کے اندر) ڈال دی، میری دلی آرزو نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا. موسیٰ نے کہا! جاؤ! تم کو زندگی میں ہر ایک سے یہی کہنا ہے کہ مجھے چھونا نہیں. اور تم سے (آخرت میں) ایک وعدہ ہے جو کبھی برخلاف نہیں ہوگا اور اپنے خدا کے بارے میں غور کرو جس کی عبادت کو جاری رکھا ہے اسے جلا ڈالوں گا اور (اس کی خاک) دریا میں چھڑک دوں گا. یقیناً تمہارا خدا وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس کا علم تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

سورۂ بقرہ کی ۵۱ اور ۵۴ تا ۵۷ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ☆ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ☆ وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ☆ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَاقَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ☆ وَإِذْ قُلْتُمْ يَامُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنظُرُونَ ☆ ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ☆ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ☆ ﴾

اور اُس وقت کو یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے چالیس شب کا وعدہ کیا، پھر (تم لوگ اس کی غیبت میں) گوسالہ کی پوجا کرنے لگے اور تم ظالم و ستمگر ہو پھر اس کے بعد ہم نے تم کو بخش دیا؛ شاید کہ تم لوگ (اس نعمت کا شکریہ) بجالاؤ. نیز اُس وقت کو یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور (حق و باطل کے) درمیان تشخیص کا وسیلہ دیا. اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! تم لوگوں نے گوسالہ پرستی کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، لہٰذا اپنے خدا کی طرف لوٹ آؤ اور اپنی جہالت کی سزا کے عنوان سے ایک دوسرے کو قتل کرنے کیلئے تیغ کھینچو کہ اسی میں تمہارے خدا کے نزدیک تمہاری بھلائی ہے. اس خدا نے تمہاری توبہ قبول کی کہ وہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے. اور اس وقت کو یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا: اے موسیٰ! ہم تم پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے مگر اس وقت جب تک خدا کو اپنی نگاہوں سے آشکار طور سے نہ دیکھ لیں، پھر تم صاعقہ کی زد میں آ گئے جب کہ تم لوگ دیکھ رہے تھے. اور ہم نے بادل کو تمہارے سر پر سائبان قرار دیا اور تم پر من و سلویٰ نازل کیا؛ جو ہم نے تمھیں پاک و پاکیزہ رزق دیا ہے (اُسے) کھاؤ. انھوں نے (اس نعمت کا شکر ادا نہیں کیا) انھوں نے ہم پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر ستم کیا ہے۔

سورۂ اعراف کی ۱۵۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے.

﴿واختار موسىٰ قومهُ سبعينَ رجُلاً لميقاتنا فلمّا أخذَتْهُمُ الرّجفةُ قال ربِّ لو شئتَ أ هلكتَهُم مِنْ قَبْلُ وَايّايَ أتُهلِكُنا بما فَعَلَ السُّفهاءُ منّا ان هِيَ الّا فتنتُك...﴾

موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کو ہماری وعدہ گاہ کے لئے انتخاب کیا اور جب (دیدار خدا کے

تقاضے کے جرم میں) ایک جھٹکے اور زلزلے نے انھیں اپنی لپیٹ میں لے لیا تو (موسیٰ نے اس حال میں) کہا! خدایا! اگر تو چاہتا تو، مجھے اور انھیں پہلے ہی موت دے دیتا، کیا ان احمقوں کے کرتوت کی بناء پر ہمیں بھی نابود کردے گا؟! یہ صرف تیرا امتحان اور آزمایش ہے۔

سورۂ بقرہ کی ۶۱ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَإِذْ قُلْتُمْ يَامُوسَى لَنْ نَصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴾

اور جب تم نے کہا: اے موسیٰ! ہم کبھی ایک قسم کی غذا پر اکتفاء نہیں کریں گے، لہٰذا اپنے ربّ سے ہمارے لئے مطالبہ کرو کہ جو کچھ زمین سے پیدا ہوتی ہے جیسے سبزی، کھیرا، لہسن، مسور کی دال اور پیاز ہمارے لئے پیدا کرے۔ موسیٰ نے کہا: آیا تم چاہتے ہو کہ جو چیز گھٹیا اور معمولی ہے اس کو بہتر اور گراں قیمت شئی سے معاوضہ کرو؟ تو کسی شہر میں آجاؤ کہ وہاں تمہاری خواہش کے مطابق سب کچھ موجود ہے۔ ان کے لئے ذلت و رسوائی یقینی ہوگئی اور اللہ کے غیظ و غضب کا نشانہ بن گئے، کیونکہ انھوں نے مخالفت و نافرمانی کی اور ظلم و تعدی کی بناء پر آیات خداوندی کے منکر ہوئے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا۔

سورۂ مائدہ کی ۲۰ تا ۲۶ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَاقَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ☆ يَاقَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ☆ قَالُوا يَامُوسَى إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا حَتَّى يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ ☆ قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ☆ قَالُوا يَامُوسَى إِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا أَبَدًا مَا دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ☆ قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ☆ قَالَ

فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ☆ ﴾

جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم: اپنے اوپر نازل ہونے والی خدا کی نعمت کو یاد کرو، کیونکہ اُس نے تمہارے درمیان پیغمبروں کو قرار دیا اور تمھیں آزاد (اور بادشاہ بنایا) اور تمھیں ایسی چیزیں عطا کیں جو کسی کو نہیں دی ہیں. اے میری قوم! اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جسے خدا نے تمہارے لئے معین اور مقرر فرمائی ہے اور پیچھے واپس نہ آنا (خدا کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا) ورنہ نقصان اٹھانے والوں میں ہو گے. انھوں نے کہا اے موسیٰ! وہاں پر ظالم و ستمگر قوم ہے لہٰذا وہاں ہم کبھی داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں، پھر اگر وہ نکل جائیں تو ہم یقیناً ہو جائیں گے وہ خداترس مرد جو کہ مشمول نعمت خداوندی تھے، انھوں نے ان سے کہا تم لوگ ان پر دروازے سے وارد ہو اگر ایسا کرو گے تو کامیابی تمہارے قدم چومے گی. خدا پر بھروسہ رکھو اگر صاحب ایمان ہو. کہنے لگے: اے موسیٰ وہاں ہم کبھی داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں، تم اور تمہارا رب وہاں جائے اور ان سے جنگ کرے، ہم یہیں پر بیٹھے ہوئے ہیں، موسیٰ نے کہا، پروردگارا! میں فقط اپنا اور اپنے بھائی کا ذمہ دار ہوں، تو ہمارے اور اس فاسق قوم (جو حکم نہیں مانتی) کے درمیان جدائی کر دے. خدا نے فرمایا! (اس شہر میں ان کا داخل ہونا) چالیس سال تک کے لئے حرام ہے اور بیابان میں سرگرداں پھرتے رہیں گے تم اس فاسق قوم پر افسوس نہ کرو۔

سورۂ قصص کی ۷۶ رویں تا ۸۱ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ☆ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ☆ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ عِنْدِي أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ☆ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ☆ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ☆ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ☆ ﴾

قارون موسیٰ کی قوم سے تعلق رکھتا تھا کہ اس نے ان پر تجاوز کیا. ہم نے اُسے اس درجہ خزانے دیئے

تھے کہ ان کی کنجیوں کا قوی ہیکل اور مضبوط جماعت کے لئے بھی اٹھانا زحمت کا باعث تھا۔ جب اس کی قوم نے اس سے کہا: تکبر نہ کرو کیونکہ خدا تکبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا. جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے اس سے دار آخرت کا انتظام کر اور دنیا سے جو تیرا حصہ ہے اس کو بھول نہ جا اور جس طرح خداوند سبحان نے تجھ پر نیکی کی ہے تو بھی دوسروں کے ساتھ نیکی کر اور حسن سلوک سے پیش آ اور فساد اور تباہی مچانے والوں میں سے نہ ہو جا کیونکہ خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا. قارون نے کہا: یہ مال و دولت میری دانش کی وجہ سے ہے. کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ خداوند عالم نے اس سے صدیوں پہلے ان لوگوں کو جو اس سے قوی اور مالدار ترین لوگ تھے ہلاک کر دیا ہے اور گناہگار لوگ اپنے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں کئے جائیں گے؟ (قارون) اپنی آرایش اور زیبائش کے ساتھ اپنی قوم کے پاس باہر نکلا۔

جو لوگ دنیا طلب تھے انھوں نے کہا: اے کاش ہم بھی قارون کی طرح دولت کے مالک ہوتے یہ تو بڑے عظیم حصہ کا مالک ہے. جو لوگ اہل علم اور دانش تھے انھوں نے کہا! تم پر وائے ہو! خداوند سبحان کا ثواب ان لوگوں کے لئے ہے بہتر ہے جو ایمان لا کر نیکوکار بنے ہیں اور ایسا ثواب صابروں کے علاوہ کسی کو نہیں ملتا. پھر ہم نے اسے (قارون) اور اس کے گھر بار کو زمین میں دھنسا دیا اور اُس کا کوئی ناصر و مددگار نہیں تھا جو خدا کے مقابلے میں اس کی نصرت کرتا اور خود بھی اپنی مدد نہیں کر سکا۔

کلمات کی تشریح

۱۔ جیبک، جیب:

گریبان، چاک پیراہن۔

۲۔ مَلائه ، الملاءُ :

قوم کے بزرگ اور اکابر لوگ، کبھی جماعت پر بھی اطلاق ہوتا ہے اور اشراف سے اختصاص نہیں رکھتا۔

۳۔ ارجه ، اَرْجأ الامر:

اُسے تاخیر میں ڈال دیا۔

ارجه واخاهُ ، اُس کا اور اُس کے بھائی کا کام تاخیر میں ڈال دو۔

۴۔ حاشرین:

حشر؛ اکٹھا ہونا، جمع ہونا۔

حاشرین :

جمع ہوئے تا کہ جادوگروں کو اکٹھا کریں۔

۵۔ تلقف، لقف الطعام:

غذا نگل گیا، غذا حلق کے نیچے لے گیا۔

۶۔ یأ فکون، اَفک یافکُ:

بہتان اور افتراء پردازی کی۔ یافکون، برخلاف حقیقت پیش کرنا۔

۷۔ صَا غرین، صاغر:

ذلیل وخوار۔

۸۔ من خلا ف، قطع الایدی و الارجل من خلافٍ:

یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں قطع کرنا اور یا اُس کے برعکس۔

۹۔ افرغ ، افرغ اللہ الصبر علی القلوب:

خدا نے دلوں میں صبر ڈال دیا، ان پر صبر نازل کیا۔ ان میں صبر کی قوت دی۔

۱۰۔ سنین :سنہ کی جمع سنین ہے جو خشک اور بے آب وگیاہ اور سخت سالوں کے معنی میں ہے۔

۱۱۔ یطیّروا، تطیّر:

بدشگونی کی، بدفالی کی، طائر یہاں پر ان کی شومی (نحوست) اور ان کے خیر وشر کے معنی میں ہے یعنی یہ سارے امور خود ان سے پیدا ہوتے ہیں اور دوسروں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

۱۲۔ طوفان:

اتنی شدید بارش کہ لوگوں کو اپنے دائرہ میں لے لے۔

۱۳۔ جراد:

ٹڈی، مراد یہ ہے کہ ٹڈی نے جتنی گھاس اور اُگنے والی چیز تھی سب کو کھا کر نابود کر دیا۔

۱۴۔ القمّل:

اس کے معنی کے بارے میں کہا ہے: ایک موذی اور نہایت چھوٹا حشرہ یعنی کیڑا ہے جیسے گیہوں کا گھن اور اونٹ کی کیڑی اور حیوان کی جوں یا کلنی وغیرہ۔

۱۵۔ رجز: عذاب

۱۶۔ ینکثون:

اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالتے ہیں۔

۱۷۔ طود:

آسمان کو چھوتے ہوئے عظیم پہاڑ۔

۱۸۔ ازلفنا:

ہم نے قریب کر دیا، یعنی: فرعون اور فرعونیوں کو موسیٰ اور ان کی قوم سے زیادہ سے زیادہ نزدیک کر دیا تا کہ انھیں دیکھیں اور ان کا تعاقب (پیچھا) کریں اور یکبارگی سب غرق ہو جائیں۔

۱۹۔ متبّر، تبّرہ:

اسے قتل کر دیا، ہلاک کر ڈالا۔ متبّر: ہلاک شدہ مقتول۔

۲۰۔ اسباطاً:

اسباط: قبائل اور ہر وہ قبیلہ جس کے افراد کی تشکیل ایک مرد کی نسل سے ہوئی ہو۔

۲۱۔ اِنْبَجَستْ:

منفجر ہو گئی، پھٹ گئی، ایک دوسرے سے جدا ہو گئی۔

۲۲۔ من و سلویٰ:

من کی تفسیر کی ہے کہ وہ صمغی (ترنجبین) تھا جامد شہد کے مانند جو آسمان سے نازل ہوتا تھا اور جب وہ درخت یا پتھر پر بیٹھتا ہے تو ٹکیہ کے مانند ہو جاتا ہے۔ سلویٰ بھی ایک مہاجر اور دریائی پرندہ کا نام ہے جسے سمان، کہتے ہیں (بٹیر)۔

۲۳۔ حطّة:

حَطَّ الله وزره، خدا نے اس کے گناہ معاف کر دیئے۔

قولوا حطّة:

یعنی کہو خدایا! ہمارے گناہوں اور ہمارے بُرے اعمال کو نیست و نابود کردے۔

۲۴۔ یعدون:

ستم کرتے ہیں۔

۲۵۔ بقلها وقثآئها وفو مها :

بقلها: وہ اچھی اور پاکیزہ سبزیاں جو بغیر کسی تبدیلی کے کھائی جاتی ہیں، القثّاء! کھیرا یا ککڑی، فُومها: گیہوں یا روئی یا لہسن۔

۲۶۔ لا تأس علیٰ القوم:

ان کے لئے غمگین اور محزون نہ ہو۔

۲۷۔ عتوا:

تکبر کیا، حد سے آگے بڑھ گئے۔

۲۸۔ شُرّعاً :

پانی پر ظاہر اور رواں۔

۲۹۔ خاسئین:

ذلیل وخوار اور مردود افراد۔

۳۰۔ خُوار، خار الثور والعجل خواراً:

یعنی گائے اور گوسالہ نے آواز نکالی۔

۳۱۔ لا مَساسَ :مسّه و ماسّه:

لمس کیا، کسی چیز پر بغیر کسی مانع اور رکاوٹ کے ہاتھ پھیرا۔

آیت شریفہ میں لامساس یعنی مجھے لمس نہ کرو۔ (مجھے نہ چھوؤ)

۳۲۔ یعکفون اور عاکفین:

عکف فی المکان : کسی جگہ پر ٹھہرا، وعکف فی المسجد: یعنی مسجد میں معتکف ہوا (اعتکاف کے لئے قیام کیا)۔

یعنی مسجد میں ایک مدت تک عبادت کے قصد سے قیام کیا۔

۳۳۔ نبذتُها:

اُسے پھینک دیا،ڈال دیا۔

۳۴۔ سوّلت لی نفسی:

میرے نفس نے مجھے دھوکہ دیا اور اس کام کو میرے لئے خوبصورت انداز میں پیش کیا۔

۳۵۔ ننسفنّه:

نسفت الریح التراب: یعنی ہوا نے خاک کو اڑا ڈالا اور پراگندہ کر دیا، بکھر گیا اور یہاں پر اس معنی میں ہے کہ اس کے ذرّات کو دریا میں ڈال دوں گا۔

۳۶۔ فتنُک:

تیرا امتحان۔

۳۷۔ مسکنة:

فقر، بے چارگی، ضعف اور ناتوانی۔

۳۸۔ لَن نبرح:

گوسالہ کی پرستش سے ہم کنارہ کشی نہیں کریں گے (باز نہیں آئیں گے) اور ہاتھ نہیں کھینچے گے۔

۳۹۔ لم ترقب:

محفوظ نہیں رکھا، اس کی نگہداشت نہیں کی۔

۴۔ خطبُک: تمہارا حال، تمہاری موقعیت۔

آیات کی تفسیر میں قابل توجہ اور اہم مقامات

فرعون بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے نوزاد بچوں کا سر کاٹ دیتا تھا، اس لئے کہ اس سے کہا گیا تھا کہ بنی اسرائیل کے درمیان ایک بچہ پیدا ہوگا اس کی اور اس کے قوم کی ہلاکت اس کے ہاتھوں سے ہوگی. خداوند عالم کی حکمت بالغہ اس بات کی مقتضی ہوئی کہ اُس بچہ کی پرورش کی ذمہ داری خود فرعون نے لے لی. اور خدا کی مرضی یہی تھی کہ وہ بچہ فرعون کے گھر میں نشو ونما پائے یہاں تک کہ بالغ و عاقل ہو کر قوی ہو جائے۔

ایک دن موسیٰ نے فرعون کے محل سے قدم باہر نکالا اور بغیر اس کے کہ کوئی ان کی طرف متوجہ ہو شہر میں

داخل ہوگئے۔وہاں دیکھا کہ ایک قبطی شخص بنی اسرائیل کے ایک شخص سے دست وگریباں ہے اور ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔اور چونکہ وہ قبطی شخص اپنے حریف پر غالب ہوگیا تھا،لہٰذا اس اسرائیلی نے موسیٰ سے عاجزی کے ساتھ نصرت طلب کی۔موسیٰ نے ایک قدم آگے بڑھایا اور ایک گھونسا اس قبطی کو مار دیا وہ اس مار کے اثر سے زمین پر گر پڑا اور تھوڑی دیر میں دم توڑ دیا۔

فرعونی موسیٰ سے انتقام لینے اور انھیں قتل کرنے پر متحد ہوگئے،اس وجہ سے وہ مجبوراً ترساں اور گریزاں جبکہ اپنے اطراف سے بہت ہی چوکنا تھے مصر سے قدم باہر نکالا اس طرح چلتے رہے یہاں تک کہ مدین آگئے وہاں حضرت شعیب پیغمبر کے اجیر ہوگئے اور ان کے بھیڑوں کی ۸/سال یا دس سال چرواہی کو اس بات پر قبول کیا کہ حضرت شعیب کی کسی ایک لڑکی سے ازدواج کریں گے۔موسیٰ نے دس سال خدمت کی اور اختتام پر حضرت شعیبؑ نے وفاء عہد کے علاوہ وہ عصا بھی انھیں دیا جو پیغمبروں سے انھیں میراث کے عنوان سے ملا تھا اور گوسفندوں کی چرواہی کے کام آتا تھا۔(۱)

موسیٰ ملازمت اور نوکری کے تمام ہونے پر اپنی بیوی اور گوسفندوں کے ساتھ سینا نامی صحرا کی طرف متوجہ ہوئے تو تاریک اور سرد رات میں ایک آگ مشاہدہ کی۔

آپ نے اس آگ کی طرف رخ کیا تا کہ اس سے کچھ آگ حاصل کریں (اور اپنے اہل وعیال کو گرمی پہنچائیں) یا اس آگ کی روشنی میں کوئی ایسا شخص مل جائے جو راستے کی راہنمائی کرے۔لیکن جیسے ہی موسیٰ وہاں پہنچے،ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا!

اے موسیٰ! میں ربّ العالمین ہوں (۲) اپنے عصا کو ڈال دو۔جب موسیٰ کی نگاہ عصا پر پڑی تو کیا دیکھا کہ جاندار کی طرح حرکت کر رہا ہے تو پشت کر کے بھاگے اور مڑ کر اپنے پیچھے نگاہ بھی نہیں کی۔

خدا نے آواز دی:اے موسیٰ! خوف نہ کرو کہ میں اُسے اس کی پہلی حالت میں لوٹا دوں گا۔پھر موسیٰ نے اپنا ہاتھ عصا کی طرف بڑھایا ناگاہ دیکھا کہ وہی لکڑی کا عصا ہوگیا ہے جو پہلے تھا۔اس کے بعد خداوند رحمٰن نے ان سے فرمایا! اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ اور نکالو۔تمہارا ہاتھ سفیدی سے چمکنے لگے گا بغیر اس کے کہ اس میں کوئی داغ دھبہ ہو۔پھر اس وقت خداوند سبحان نے اُن سے فرمایا؛ یہ دو معجزے تو

(۱) یہ بات روایات میں بھی ذکر ہوئی ہے۔

(۲) ہم نے اپنے مطالب کو قصص،نمل،اعراف،طٰہٰ اور شعراء کے سوروں سے جمع کر کے بیان کیا ہے۔

آیات اور نشانیوں میں سے ہیں اور ان کے ہمراہ (میری رسالت لے کر) فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ موسیٰ نے کہا! خدایا! ہمارے بھائی ہارون کو جو کہ ہم سے زیادہ گویا زبان کا مالک ہے ہمارے ہمراہ کر دے. اور خدا نے فرمایا: ہم نے تمہارے بازوؤں کو تمہارے بھائی سے محکم اور مضبوط کر دیا. اب فرعون کی طرف جاؤ کہ اُس نے سرکشی اور طغیانی کر رکھی ہے. اور اس کے ساتھ نرمی اور ملاطفت سے گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت حاصل کر کے (خدا سے) ڈرے. اس کے پاس جا کے کہو میں تمہارے ربّ کا پیغمبر ہوں، بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے اور انھیں اس سے زیادہ آزار اور اذیت نہ پہنچائے۔

موسیٰ کلیم اللہ نے پیغام خداوندی کو فرعون اور اس کی بارگاہ میں مقرب افراد تک پہنچایا. اور خداوند عالم نے بھی موسیٰ کے ہاتھوں اپنی نو آیات کی نشاندہی کی. لیکن فرعون نے سب کو جھٹلایا اور خداوند سبحان کی اطاعت اور پیروی سے انکار کرتے ہوئے بولا: اے موسیٰ! کیا تم اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اپنے سحر اور جادو سے ہماری سرزمینوں سے باہر کر دو! ہم بھی تمہارے جیسا سحر اور جادو پیش کر سکتے ہیں. پھر اس نے حکم دیا کہ تمام جادوگروں کو ان کی عید کے دن حاضر کرو۔

جادوگروں نے حضرت موسیٰ سے کہا: اے موسیٰ! پہلے تم اپنا عصا پھینکو گے یا ہم پھینکیں؟ موسیٰ نے جواب دیا: تم لوگ ہی پہل کرو. جب جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں زمین پر ڈال دیں، تو ان کا جادو لوگوں کی نگاہوں پر چھا گیا اور انھیں سخت ڈرایا. فرعونی جادوگروں نے ایک عظیم جادو دکھایا. میدان نمائش میں لوگوں کی نظر میں غضبناک اور حملہ آور بل کھا رہے تھے ایسے موقع پر خداوند عالم نے موسیٰ کو حکم دیا: اپنا عصا زمین پر ڈال دو کہ وہ تن تنہا ہی جو کچھ جادوگروں نے لوگوں کی نگاہ میں جھوٹ اور خلاف واقع نمائش کی ہے سب کو نگل جائے گا۔

موسیٰ نے تعمیل حکم کی اور زمین پر اپنا عصا ڈال دیا آپؑ کا عصا خوفناک اور مہیب اژدھے کی شکل میں تبدیل ہو گیا کہ اس کے ایک ہی حملے میں جادوں گروں کے تمام نقلی اور بناوٹی شعبدے وسیع و عریض میدان میں ایک دم سے نابود ہو گئے. پھر موسیٰ نے اس عظیم اور بھاری بھرکم اژدھے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا جس نے تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل لیا تھا کہ وہ اژدھا ان کے ہاتھ میں آتے ہی وہی عصا ہو گیا جو پہلے تھا۔

جادوگروں نے درک کر لیا کہ موسیٰ کے عصا کے ذریعہ اتنی ساری لاٹھیوں اور رسیوں کا ہمیشہ کے لئے نابود ہونا سحر و جادو نہیں ہو سکتا. بلکہ اللہ کے عظیم معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے. اسی وجہ سے سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اور بولے: ہم ربّ العالمین موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لائے. جب فرعون نے

انھیں ایمان لاتے ہوئے دیکھا تو بولا: قبل اس کے کہ میں تمھیں اجازت دوں تم لوگ ایمان لے آئے؟ (اس کام کی سزا میں) تمہارے ہاتھ پیر مخالف سمت سے کاٹ کر دار پر لٹکا دوں گا. ساحروں نے جواب دیا: کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہم اپنے ربّ کی طرف چلے جائیں گے۔

اس کے بعد فرعون اور فرعونیوں نے مسلسل عذاب خداوندی جیسے طوفان، ٹڈیوں کے حملہ، جوؤں، مینڈکوں اور خون (پانی کے خون ہونے) سے دوچار رہے اور ان میں سے جب بھی کوئی عذاب نازل ہوتا تو کہتے: اے موسیٰ! اپنے ربّ سے دعا کرو کہ اگر وہ ہم سے عذاب ہٹا لے تو ہم اس پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی یقیناً تمہارے ہمراہ کر دیں گے. خداوند عالم حضرت موسیٰ کی دعا کے ذریعہ (لازمہ تنبیہ کے بعد) بلا کو اُن سے برطرف کر دیتا لیکن فرعونی اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیتے. (اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر باقی رہتے)۔

ان واقعات کے بعد خدا نے موسیٰ کو وحی کی کہ ہمارے بندوں کو کوچ کا حکم دو. موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات کوچ کر گئے یہاں تک کہ دریائے سرخ تک پہنچے. فرعون اور اس سپاہیوں نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ صبح سویرے ان تک پہنچ گئے بنی اسرائیل کی فریاد و فغاں بلند ہونے لگی کہ: ہم گرفتار ہو گئے۔

اس وقت خدا نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنا عصا دریا پر مارو. موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی اور دریا پر اپنا عصا مارا. دریا شگافتہ ہو گیا اور بنی اسرائیل کے قبیلوں کی تعداد کے برابر بارہ خشک راستے نمودار ہو گئے اور ہر قبیلہ اپنی مخصوص سمت کی طرف روانہ ہو گیا اور آگے بڑھ گیا. فرعون اور اس کے سپاہیوں نے دریا میں پیدا ہوئے خشک راستوں میں ان کا پیچھا کیا. جب بنی اسرائیل کی آخری فرد دریا کے اُس سمت سے پار ہو گئی اور فرعون کے سپاہیوں کی آخری فرد دریائی راستوں میں داخل ہو گئی تو اچانک پانی آپس میں مل گیا اور فرعون اور اس کے لشکر کے تمام افراد کو اپنے اندر ڈبو لیا۔

اس حالت میں کہ فرعون نے کہا: ہم اُس خدا پر ایمان لائے جو بنی اسرائیل کے معبود کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے. اور میں اس کے سامنے سراپا تسلیم ہوں. اُس سے کہا گیا: ابھی! چند گھڑی پہلے مخالفت اور نافرمانی کر رہے تھے؟! آج تمہارے (مردہ) جسم کو ساحل تک پہنچا کر باقی رکھیں گے؛ تا کہ آئندہ والوں کے لئے عبرت ہو. خداوند عظیم نے سچ فرمایا ہے، کیونکہ اس فرعون کا مصالحہ لگا جسم مصر کے قدیمی تاریخ میوزیم میں دیکھنے والوں کے لئے محل نمائش بنا ہوا ہے. میں (مؤلف) نے بھی اُسے نزدیک سے دیکھا ہے۔

جب خداوند عالم نے بنی اسرائیل کو دریا سے عبور کرایا اور ان کے دشمنوں کو دریا میں غرق کر ڈالا اور سینا نامی صحرا کی طرف آگے بڑھے، تو ایسے لوگوں سے ملاقات ہوئی جو اپنے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا: اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی کوئی خدا بناؤ، جس طرح ان لوگوں کے خدا ہیں۔ موسیٰ نے فرمایا: تم لوگ بہت جاہل انسان ہو، ان کا کام باطل اور لغو ہے؛ آیا میں تمہارے لئے خداوند یکتا کے علاوہ جس نے تم کو (تمہارے زمانے میں) عالمین پر منتخب کیا ہے کسی دوسرے خدا کی تلاش کروں؟! یہ انتخاب جس کی جانب حضرت موسیٰ نے اشارہ کیا ہے اس لحاظ سے تھا کہ خداوند عالم نے انھیں میں سے ان کے درمیان پیغمبروں کو مبعوث کیا اور انواع واقسام کی نعمتوں جیسے ان کے سر پر بادلوں کا سایہ فگن ہونے اور آفتاب کی حدت سے بچاؤ اور من وسلویٰ جیسی غذا سے نوازا تھا۔

ان تمام چیزوں کے باوجود جب خدا نے حکم دیا کہ سجدہ کی حالت میں خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے دروازہ سے داخل ہوں اور کہیں: ''حطّہ'' ہمارے سارے گناہوں کو معاف کردے تو اس کے برعکس اپنی نشیمن گاہ کو زمین پر گھسیٹتے ''حطہ'' (سرخ گیہوں) کہتے ہوئے داخل ہوئے۔

اور دریا کے ساحل پر رہنے والوں نے، کہ ان کے خدا نے سنیچر کے دن مچھلی کا شکار کرنے سے ممانعت کی تھی۔ اس وقت جب کہ اُس دن جھنڈ کی جھنڈ مچھلیاں پانی کی سطح پر ظاہر ہوتی تھیں خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے سنیچر کے دن ان کا شکار کیا تو خدا نے اُن سے ناراض ہوکر بندروں کی شکل میں انھیں تبدیل کردیا۔

بنی اسرائیل کے سینا نامی صحرا میں پڑاؤ ڈالنے کے بعد اس جگہ عظیم انسانی اجتماع کی تشکیل ہوئی، انھیں اپنے اس اجتماع کے لئے نظام اور قوانین کی ضرورت محسوس ہوئی یہی موقع تھا کہ خداوند عالم نے کوہِ طور کی داہنی جانب اپنے پیغمبر موسیٰ سے وقت مقرر کیا تا کہ تیس شب وروز کے بعد انھیں توریت عطا کرے، موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی اور اپنے ربّ سے مناجات کرنے کے لئے اپنی وعدہ گاہ کی طرف روانہ ہوگئے اور اپنے بھائی ہارون کو اپنی قوم کے درمیان جانشینی دی۔

ربُّ العالمین نے موسیٰ کے ساتھ اپنے وعدہ کی تکمیل مزید دس شبوں کے اضافہ سے کی اور یہ وعدہ چالیس شب میں تمام ہوا۔

حضرت موسیٰ کی غیبت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے سامری نے بنی اسرائیل کو فریب دینے اور گمراہ کرنے کی سعی کی۔ اور اس راہ میں طلائی یعنی سونے کے آرائشی اسباب سے جو کہ فرعونیوں سے ادھار لی تھیں

اُنھیں پگھلا کر اس سے گوسالہ کی شکل کا ایک مجسمہ بنایا۔ اور اُس مجسمہ کے منھ میں جبرئیل کے گھوڑے کی نعل کی جگہ والی تھوڑی سی خاک رکھ دی جب وہ حضرت موسیٰ پر نازل ہونے کے وقت انسانی شکل میں گھوڑے پر سوار آئے تھے، اس کے اثر سے مجسمۂ گوسالہ کے منھ سے گوسالہ کی آواز کی طرح ایک آواز آتی تھی۔ اس طلائی (سنہرے) گوسالہ کا تنہا امتیاز یہی بانگ اور آواز تھی۔ سامری کے نفس نے اس کام کو خوبصورت، جالب اور جاذب نظر انداز میں اس کے سامنے پیش کیا اور اسے اس کے انجام دینے کی تشویق دلائی۔ حضرت موسیٰ نے (چالیس شب کے اختتام اور اپنی قوم کی جانب واپس آنے کے بعد) سامری سے کہا: تم تن تنہا بیابانوں اور جنگلوں کا رخ کرو اگر کسی نے بھی تم سے رابطہ رکھا تو دونوں ہی بخار میں مبتلا ہو جاؤ گے؛ اور ہمیشہ کہتے رہو گے کہ مجھ کو نہ چھوؤ؛ اس کے بعد بھی میں تمھیں قیامت کے دن عذاب خداوندی کی خبر دے رہا ہوں۔ اب اپنے اس جعلی اور بناوٹی خدا کو دیکھو جس کی عبادت کرتے تھے کہ اسے ہم آگ میں جلا کر دریا میں ڈال دیں گے؛ یقیناً تمہارا خدا صاحب جلال اور بلند و بالا ہے۔

گوسالہ کے نابود ہونے اور سامری کے بیابانوں میں فرار کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا وہ گروہ جو اس کے گوسالہ کی پوجا کرنے لگا تھا، اپنے گناہ پر نادم ہوا وہ لوگ فرمان خداوندی کے سامنے سراپا تسلیم ہوئے تا کہ وہ مومنین جنھوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی تھی، ان گوسالہ پرستوں کو قتل کریں اور یہی (قتل کرنا) ان کے اس گناہ کی توبہ تھی جس کے وہ مرتکب ہوئے تھے اور چونکہ انھوں نے یہ سزا قبول کی اور اسے سراپا تسلیم کیا تو خداوند عالم نے حضرت موسیٰ کی شفاعت کی بناء پر ان کی توبہ قبول کر لی۔

ان تمام چیزوں کے باوجود، بنی اسرائیل نے قبول نہیں کیا کہ موسیٰ کلیم اللہ ہیں اور جو توریت وہ لے کر آئیں ہیں خداوند عالم نے انھیں عطا کی ہے۔ اس وجہ سے ان سے خواہش کی کہ خود گواہ رہیں اور خدا کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ لہٰذا ان میں سے ستر افراد کو موسیٰ نے چنا اور ان کے ہمراہ کوہِ طور کی جانب گئے: اس گروہ نے جب خدا کا کلام سنا تو کہا: خدا کو واضح اور آشکار طور سے ہمیں دکھاؤ؛ کہ انھیں زلزلہ نے اپنے احاطہ میں لے لیا اور سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

موسیٰ اس بات سے خوفزدہ ہوئے کہ اگر اس واقعہ کی خبر بنی اسرائیل کو ہو گئی تو یقین نہیں کریں گے۔ یہ وجہ تھی کہ خداوند سبحان کے حضور تضرع وزاری کی یہاں تک کہ خدا نے ان کی دعا قبول کی اور انھیں دوبارہ زندہ کیا۔

اور حضرت موسیٰ نے ان سے فرمایا: اے میری قوم! اُس مقدس اور پاکیزہ سرزمین میں داخل ہو جاؤ جسے خداوند عالم نے تمہارے لئے معین کی ہے. انھوں نے ان کے جواب میں کہا! اے موسیٰ! وہاں ظلم اور سختی کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں اور ہم وہاں کبھی نہیں جائیں گے. مگر اُس وقت جب وہ لوگ وہاں سے باہر نکل جائیں. تم اپنے خدا کے ہمراہ جاؤ اور ان سے جنگ کرو: ہم یہیں بیٹھے منتظر رہیں گے! ان کے نیک افراد میں صرف دو لوگ کالب اور یوشع نے ان سے کہا: تم لوگ جیسے ہی شہر کے دروازہ سے اُن کے پاس جاؤ گے کامیاب ہو جاؤ گے. اور موسیٰ نے کہا: خدیا! میں اپنے اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی پر طاقت اور تسلط نہیں رکھتا تو ہمارے اور اس فاسق قوم کے درمیان جدائی ڈال دے. خداوند عالم نے بھی فرمایا: ایسی جگہ پر چالیس سال تک کے لئے ان کا تسلط حرام کر دیا گیا ہے. یہ لوگ اتنی مدت تک جنگلوں اور بیابانوں میں حیران و سرگرداں رہیں گے. تم اس تباہ و برباد قوم کے لئے اپنا دل نہ دکھاؤ اور غمگین نہ ہو۔

نتیجہ کے طور پر بنی اسرائیل چالیس سال تک سردی کے ایام میں رات کے وقت ایک گوشہ سے کوچ کرتے تھے اور صبح تک حرکت کرتے رہتے تھے. لیکن صبح کے وقت خود کو وہیں پاتے تھے جہاں سے کوچ کرتے تھے۔

اس حیرانی اور سرگردانی کے زمانے میں سب سے پہلے ہارون اور اس کے بعد موسیٰ نے دار فانی کو وداع کہا اور موسیٰ کے وصی یوشع نے بنی اسرائیل کی رہبری فرمائی، یوشع نے ظالموں اور جابروں سے جو کہ شام کی سرزمینوں میں ساکن تھے جنگ کی اور بنی اسرائیل کے ہمراہ وہاں داخل ہو گئے۔

خداوند عالم نے حضرت موسیٰ کی شریعت کے اوصیاء میں سے بہت سے پیغمبروں کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا یہاں تک کہ حضرت داؤد اور ان کے بعد حضرت سلیمان کا زمانہ آیا اور ہم انشاء اللہ ان دو پیغمبروں کے حالات بیان کر رہے ہیں۔

چوتھا منظر۔ داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام

خداوند عالم سورہ ص کی ۱۷ تا ۲۰ اور ۲۶ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ ☆ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ☆ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ☆ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ☆

...☆ يَا دَاوُدَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ...﴾

ہمارے بندۂ قوی داؤد کو یاد کرو کہ جو خدا کی طرف بہت زیادہ توجہ رکھتا تھا.ہم نے ان کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا کہ وہ اس کے ساتھ صبح وشام خدا کی تسبیح کرتے تھے. پرندے بھی ان کے پاس جمع ہوکر ان کے ہم آواز تھے.ہم نے ان کی حکومت اوران کی فرمانروائی کو مضبوط اور محکم بنادیا اورانھیں حکمت اور قطعی حکومت عطا کی...اے داؤد! ہم نے تمھیں روئے زمین پر اپنا جانشین قرار دیا،لہٰذا لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔

سورۂ سبا کی ۱۰ویں اور ۱۱ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ☆ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴾

ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضل عطا کر کے کہا: اے پہاڑوں !اور اے پرندوں! اس کے ساتھ ہم آواز ہو جاؤ؛ اور لوہے کو ان کے لئے نرم کر دیا.اور یہ کہ (تم اے داؤد) کشادہ زرہیں بناؤ اور اُن کے حلقوں میں ناپ کی رعایت کرو اور تم سب لوگ نیک عمل کرو کہ میں تم سب کے اعمال کا دیکھنے والا ہوں۔

سورۂ انبیاء کی ۷۹ اور ۸۰ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ☆وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ﴾

ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کیا تا کہ داؤد کے ساتھ ہماری تسبیح کریں اور ہم ایسا کام کرتے رہتے ہیں.اور داؤد کو زرہ بنانا سکھایا، تا کہ تمھیں جنگ کی شدت سے محفوظ رکھے، آیا تم ان تمام کا شکریہ ادا کرو گے؟

سورہ ص کی ۳۰، ۳۵ تا ۳۸ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ وَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ☆ ...☆ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ☆ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ☆ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ☆ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ﴾

ہم نے داؤد کو سلیمان نامی فرزند عطا کیا ،وہ ایک اچھا بندہ تھا اور ہماری طرف بہت زیادہ رجوع

کرنے والا تھا سلیمان نے کہا: خدایا! مجھے بخش دے اور مجھے ایک ایسی بادشاہی اور سلطنت عطا کر کہ کوئی میرے بعد اس کا سزاوار نہ ہو، تو بہت بخشنے والا ہے۔

پھر ہوا کو اس کا تابع بنایا کہ آپؑ کے حکم سے جہاں کا ارادہ کرتے اطمینان کے ساتھ چلتی تھی۔ اور شیاطین کو بھی تابع بنا دیا جو کہ (ان کے لئے) معمار اور غوّاص تھے۔ اور دیگر شیاطین کو بھی جو ایک دوسرے کے بغل میں زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے۔

سورۂ نمل کہ ۱۵ تا ۲۴ اور ۲۷ تا ۴۴ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ☆ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ☆ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ☆ حَتَّى إِذَا أَتَوْا عَلَى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ☆ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ☆ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ☆ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ☆ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ☆ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ☆ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ☆ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ☆ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ☆ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ☆ اذْهَب بِكِتَابِي هَذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ☆ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ☆ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيمِ ☆ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ☆ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى تَشْهَدُونِ ☆ قَالُوا نَحْنُ أُولُوا قُوَّةٍ وَأُولُوا بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ☆ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً

وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ ☆ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ☆ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا آتَاكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ☆ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ☆ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ☆ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ☆ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ☆ قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ☆ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ☆ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ☆ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾

ہم نے داؤد اور سلیمان کو مخصوص دانش عطا کی۔ اور ان دونوں نے کہا: اس خدا کی تعریف ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سارے مومن بندوں پر فوقیت اور برتری دی۔ سلیمان نے داؤد کی میراث پائی اور کہا: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی زبان سکھائی گئی ہے اور ہر چیز سے ہمیں عطا کیا گیا ہے، یقیناً یہ برتری آشکار ہے، سلیمان کے لئے ان کا تمام لشکر جن وانس اور پرندے کو جمع کر دیا اور ان کو پراگندہ ہونے سے روکا جاتا تھا یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کی وادی سے گذرے! تو ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیوں! اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ تا کہ سلیمان اور ان کے سپاہی نادانستہ طور پر تمھیں کچل نہ ڈالیں سلیمان چیونٹی کی بات سن کر مسکرائے اور ہنس کر کہا: خدایا! مجھ پر لطف کرتا کہ تیری ان نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا کی ہیں۔ اور وہ عمل صالح انجام دوں جو تیری رضا اور خوشنودی کا باعث ہو اور مجھے اپنی رحمت کے ساتھ ساتھ اپنے نیک بندوں کے زمرہ میں قرار دے۔ سلیمان نے ایک پرندے کو غیر حاضر دیکھا، تو کہا: کیا بات ہے کہ ھدھد کو نہیں دیکھ رہا ہوں؟ کیا وہ غائبین میں سے ہے (بغیر عذر کے غائب ہو گیا ہے)؟ قسم ہے اسے سخت سزا دوں گا یا اس کا سر کاٹ دوں گا، مگر یہ کہ کوئی واضح اور قابل قبول عذر پیش کرے۔

زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی (کہ ھدھد آ گیا اور) بولا: ایک ایسی خبر لایا ہوں جس سے آپ بے خبر ہیں اور

قوم سبا کی یقینی خبر آپ کے لئے لایا ہوں. میں نے (سبائیوں) پر ایک عورت کو حکومت کرتے دیکھا ہے اور اُسے سب کچھ دیا گیا ہے، اس کے پاس ایک عظیم تخت ہے. میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم خدا کے بجائے سورج کو سجدہ کرتی ہیں. اور شیطان نے ان کے امور کو ان کے لئے آراستہ کر دیا ہے اور انھیں راہ حق سے روک دیا ہے وہ ہدایت نہیں پائیں گے.....

سلیمان نے کہا: عنقریب دیکھوں گا کہ تم نے سچ کہا ہے یا جھوٹ. یہ میرا خط لے جاؤ اور ان کے پاس ڈال دو، پھر واپس آؤ اور دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں. (بلقیس نے خط کا دقت سے مطالعہ کیا اور اپنے دربار کے مردوں سے خطاب کر کے) کہا: اے بزرگو! ایک محترم خط ہماری طرف بھیجا گیا ہے. وہ خط سلیمان کا ہے. اور (اس کا مضمون) اس طرح ہے: بخشش کرنے والے اور مہربان خدا کے نام سے. میرے خلاف طغیانی اور سرکشی نہ کرو اور سراپا تسلیم ہو کر میرے پاس آجاؤ۔

ملکہ نے کہا: اے بزرگو! میرے معاملہ میں رائے دو کہ میں تمہارے ہوتے ہوئے کوئی فیصلہ نہیں کروں گی۔

(اشراف نے) کہا: ہم طاقتور اور دلاور ہیں (اس کے باوجود) فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کیا سوچتی ہیں اور کیا حکم دیتی ہیں۔

ملکہ نے کہا: بادشاہ لوگ جب کسی شہر میں داخل ہو جاتے ہیں تو اس جگہ کو ویران کر دیتے ہیں اور وہاں کے آبرومندوں کو ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں کیونکہ ان کی سیاست کی رسم اسی طرح ہے. میں ان کی طرف ایک ہدیہ بھیج رہی ہوں اور (اس بات) کی منتظر رہوں گی کہ ہمارے بھیجے ہوئے قاصد کس جواب کے ساتھ واپس آتے ہیں۔

جب (ہدیہ) سلیمان کے پاس پہنچا تو کہا: تم لوگ مال کے ذریعہ ہماری نصرت کرو گے؟! جو کچھ خدا نے ہمیں دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمھیں دیا ہے، جاؤ تم لوگ خود ہی اپنے ھدیہ سے شاد و خرم رہو۔

انکی طرف لوٹ جاؤ کہ ان کے سر پر ایسے سپاہی لاؤں گا کہ اُن سے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں گے اور ذلت و خواری کے ساتھ انھیں ان کے شہر اور علاقے سے نکال باہر کر دیں گے.

(پھر اس وقت سلیمانؑ اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے) اور کہا: اے لوگو! تم میں سے کون ہے جو ان کے سراپا تسلیم ہونے سے پہلے ہی اس (بلقیس) کا تخت میرے پاس حاضر کر دے؟. (اس اثناء میں) جنوں میں

سے ایک دیو نے کہا: میں اسے قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے انھیں حاضر کردوں گا (یعنی آدھے دن سے بھی کم میں) اور میں اس کے لانے پر قادر اور امین ہوں۔

وہ شخص جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا اس نے کہا: میں اُسے پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کردوں گا. اور جب (سلیمانؑ نے) اُسے اپنے پاس حاضر پایا تو کہا: یہ میرے ربّ کا ایک فضل ہے تاکہ ہمیں آزمائے کہ ہم شکر گذار ہوتے ہیں یا ناشکرے. جو شکر گذار ہوگا وہ اپنے فائدہ کے لئے شکر کرے گا اور جو ناشکری کرے گا اس کی طرف سے میرا ربّ بے نیاز اور کریم ہے۔

سلیمانؑ نے کہا: اُس کے تخت کو (شکل بدل کر) ناقابل شناخت بنادو تاکہ دیکھیں کہ اسے پہچانتی ہے یا اس کو پہچاننے کے لئے کوئی راہ نہیں ملتی. جب بلقیس آئی (اس سے) کہا گیا کیا تمہارا تخت یہی ہے؟ ملکہ نے کہا: گویا وہی ہے ہم اس سے پہلے ہی (سلیمان کی قدرت وشوکت) سے آگاہ اور سراپا تسلیم تھے. غیر اللہ کی عبادت (آفتاب پرستی) اسے (اسلام قبول کرنے سے) مانع تھی کہ وہ کافر قوموں میں تھی. اس سے کہا گیا: محل میں داخل ہو جاؤ! جب اُس نے دیکھا تو گمان کیا کہ صرف گہرا پانی ہے لہٰذا اپنی دونوں پنڈلیوں کو کھول دیا۔

سلیمانؑ نے کہا: یہ محل (قصر) صاف وشفاف شیشہ سے بنایا گیا ہے۔

ملکہ نے کہا: خدایا! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا. (اب) سلیمان کے ساتھ عالمین کے خدا پر ایمان لاتی ہوں۔

سورۂ سبا کی ۱۲ویں تا ۱۴ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ☆ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ اِعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ☆ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ﴾

ہم نے ہوا کو سلیمان کا تابع بنایا تاکہ (ان کی بساط کو) صبح سے ظہر تک ایک ماہ کی مسافت کے بقدر اور ظہر سے عصر تک ایک ماہ کی مسافت کے بقدر جا بجا کردے اور پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اُن کے لئے ہم نے جاری کیا اور ایسے جنات تھے جو اپنے ربّ کے حکم سے ان کے حضور خدمت میں مشغول رہتے اور

ان میں جو بھی ہمارے حکم کے خلاف کرتا تو ہم اسے گرم آگ سے عذاب کرتے۔

وہ جنات اور دیو سلیمانؑ کے لئے وہ جو چاہتے بنا دیتے تھے جیسے محراب، عبادت گاہیں، مجسمے، حوض آب جیسے بڑے بڑے پیالے اور بڑے بڑے دیگ۔

اب اے آل داؤد! اللہ کا شکر ادا کرو اور میرے بندوں میں کم لوگ شکر گذار ہیں۔

اور جب ہم نے سلیمان کے لئے موت مقرر کی، تو دیمکوں کے سوا جو ان کے عصا کو کھا کر خالی کر رہی تھیں (یہاں تک کہ سلیمان زمین پر گر پڑے) کسی کو ان کی موت سے آگاہی نہیں تھی۔

اور جب سلیمان زمین پر گر پڑے تو جنوں کو اُن کی موت سے آگاہی ہوئی۔

کہ اگر وہ اسرار غیبی سے آگاہ ہوتے تو دیر تک عذاب اور ذلت وخواری میں پڑے نہ رہتے۔

کلمات کی تشریح

۱۔ذاالاید:

آد، یئیدُ، ایداً: قوی اور طاقتور ہو گیا. ذاالا ید: قوی اور توانا۔

۲۔اَوّاب:

آب الیٰ اللّٰہ: اپنے گناہ سے توبہ کیا اور ایسا شخص آئب اور اوّاب ہے. بحث سے مناسب معنی: جو گناہ سے شرمندہ اور نادم ہو اور خدا کی خوشنودی اور رضا کا طالب ہو۔

۳۔اُوّبی:

(مونث سے خطاب) خداوند عالم کی تسبیح میں اس کے ہماہنگ اور شانہ بشانہ رہو۔

۴۔سابغات:

سبغ الشی سبوغاً: تمام کیا اور کامل کیا. سابغات: استفادہ کے لئے آمادہ اور مکمل زرہیں۔

۵۔قدِّرْ فی السّرد:

سرد، زرہ کے حلقوں کے معنی میں ہے، (و قدّر فی السرد)

یعنی حلقے یکساں اور ایک جیسے بناؤ کہ نہ ڈھیلے ہوں اور نہ کسے ہوئے ہوں اور ایک ناپ کا تیار کرو۔

۶۔رُخاء:نرمی۔

۷۔مقرنین فی الاصفاد:

رسّی یا زنجیر میں آپس میں بندھے ہوئے۔

۸۔محشورۃ:

اکٹھا کیا گیا،جمع کیا گیا۔

۹۔یُوزَعون:

وَزَعَ الْجیْش :الگ الگ صف کے ساتھ منظم ہوئے، پیکار کے لئے آمادہ ہوئے۔

۱۰۔عفریت:

جناتوں میں سب سے قوی ومضبوط اوران میں سب سے زیادہ تن وتوش والا دیو۔

۱۱۔صَرْحُ مُمَرَّد مِنْ قَوَارِیرَ:

الصرح: آراستہ گھر،بلندعمارت،ممَّرد:خوشنما اور عالی شان قصر،کہ جس کا فرش اور سطح آئینہ سے بنایا گیا ہو۔

۱۲۔لُجَّة :

کثیر پانی،آہستہ آہستہ موجوں کے ساتھ موج مارنے والا حوض،اس کی جمع لجج آئی ہے۔

۱۳۔اَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ:

سال المائع : بہنے والی چیز بہنے لگی،القطر : پگھلا ہوا تانبا،عبارت کے معنی یہ ہیں کہ:اُس پر پگھلا ہوا تانبا ڈالیں۔

۱۴۔یَزِغْ عَنْ اَمْرِنَا:

زَاْغَ عَنِ الطَّرِیق:

راستہ سے منحرف ہوگیا،آیت کے مناسب معنی یہ ہیں کہ جناتوں میں سے جو بھی سلیمان کے دستورات سے سرپیچی اور مخالفت کرے اسے ہم عذاب دیں گے۔

۱۵۔سعیر:

آگ اوراس کا شعلہ۔

۱۶۔جَفَانٍ كَالْجَوابِ:

جفان (جفنہ کی جمع ہے) یعنی کھانے کے بہت بڑے بڑے ظروف اور جواب یعنی بڑا حوض. جفان کالجواب یعنی: کھانے کے ایسے ظروف جن میں بہت زیادہ گنجائش اور وسعت ہوتی ہے۔

۱۷۔قُدُورٍ راسیات:

قدر راسیة: بہت بڑا دیگ جو بڑے ہونے کی وجہ سے حمل ونقل کے قابل نہ ہو، الرّاسی: عظیم اور استوار پہاڑ۔

۱۸۔دابَّة الارض:

دیمک۔

۱۹۔منسأة:

عصا (لاٹھی)۔

آیات کی تفسیر

ارشاد فرماتا ہے: اے پیغمبر! خدا کے قوی، بہت زیادہ توبہ کرنے والے اور خدا کی خوشنودی اور رضایت کے طالب بندے داؤد کو یاد کرو. جب کہ خدا نے پہاڑوں کو ان کا تابع بنا دیا تا کہ ان کی تسبیح کے ہمراہ خدا کی صبح وشام تسبیح کریں اور پرندوں کو ان کے اردگرد جمع کر دیا تا کہ ان کی تسبیح کے ساتھ ہم آواز ہوں. اس کی بادشاہی کو پرھیبت اور سپاہیوں کو قوی بنا دیا اور مقام نبوت، امور میں دور اندیشی اور صحیح تفکر اور منازعات (لڑائی جھگڑے) میں واضح بیان اور قطعی حکم اُسے عطا کیا. لوہا اس کے ہاتھوں میں نرم ہو گیا تا کہ اُس سے حلقہ دار اور منظم زرہیں بنائیں. داؤد سب سے پہلے آدمی ہیں جنھوں نے جنگ کے لئے زرہ تیار کی۔

خداوند منان نے داؤد کو سلیمان (سا فرزند) بخشا کہ انھوں نے بارگاہ خداوندی میں بہت توبہ کی اور اللہ کی خوشنودگی ورضا کے طالب تھے. یہ سلیمان تھے جنھوں نے کہا: خدایا ہمیں بخش دے اور ہمیں ایسی بادشاہی عطا کر کہ ہمارے بعد ویسی کسی کو نہ ملے، لہٰذا خدا نے ان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ ان کے حکم کے تحت نرمی کے ساتھ جہاں وہ چاہیں روانہ ہو جائے، جنوں، دیووں، آدمیوں اور پرندوں میں سے ان کے سپاہی مقرر کئے اور ساری زبانیں انھیں تعلیم دی، جنوں اور دیووں کو ان کا فرمانبردار بنایا تا کہ جس چیز کی

خواہش ہوان کے لئے تعمیر کردیں اور سمندروں کے اندر غوطہ لگا کر موتیاں لے آئیں اور اُن میں سے بعض کو زنجیر میں جکڑ کر قید خانہ میں ڈال دیا۔

وہ ایک دن اپنے سپاہیوں کے ساتھ چیونٹیوں کی وادی سے گذر رہے تھے تو سنا کہ ایک چیونٹی اپنے ساتھیوں کو خبر دے رہی ہے اے چیونٹیوں! اپنے اپنے سوراخوں میں چلی جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر نادانستہ طور پر تمھیں کچل ڈالے، اس حال میں جو کچھ خداوند سبحان نے انھیں اور ان کے ماں باپ کو نعمت عطا کی تھی اس پر خدا کا شکر ادا کیا۔

ایک دن پرندوں کی فوجی پریڈ کا معائنہ کیا تو ھُدھُد کو ان کے درمیان اپنے سر پر سایہ فگن نہیں دیکھا تو کہا اسے تنبیہ کروں گا یا اس کا سر کاٹ دوں گا، مگر یہ کہ اپنی غیبت کے لئے کوئی قابل قبول عذر پیش کرے، زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ہُدہُد آگیا اور ان کے لئے سبا اور یمن والوں کی خبر لے کر آیا کہ:

میں نے دیکھا کہ ایک عورت اُن پر حکومت کر رہی ہے اور وہ ایک عظیم اور بڑے تخت کی مالک ہے. وہ اور اس کے افراد خدا کا سجدہ نہیں کرتے، بلکہ سورج کی پوجا کرتے ہیں۔

سلیمان نے کہا: دیکھوں گا کہ سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ گڑھ لیا ہے. میرا خط لے جا کر ان کے سامنے ڈال دے، پھر اُن سے دور ہو جا اور دیکھ کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

حضرت سلیمان کا خط اس طرح تھا.

بسم الله الرحمن الرحيم

مجھ پر طغیانی اور سرکشی نہ کرو. اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ. دلچسپ اور مزہ کی بات یہ ہے کہ یہ خط خود ہی اس بات کی ایک دلیل ہے کہ کلمہ اسلام گزشتہ ادیان کا ایک نام تھا. اور امور کی ابتدا خدا کے نام اور بسم اللہ سے ان کی شریعتوں میں ایک عام بات تھی۔

ہاں، جب سبا کی ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان کا خط لیا تو اپنے مشاورین سے مشورہ کیا کہ سلیمان کے خط کا کیا جواب دیں؟

بولے: ہم قوی، شجاع، دلیر، صاحب شوکت اور نڈر سپاہی ہیں، اس کے باوجود حکم آپ کا ہے۔

ملکہ نے کہا: بادشاہ جب کسی شہر میں قہر وغلبہ سے داخل ہوتے ہیں تو فساد کرتے اور تباہی مچاتے ہیں

اور وہاں کے معزز افراد کو رذیل اور رسوا کرتے ہیں میں بہت جلد ہی سلیمان کے لئے ایک ھدیہ بھیجتی ہوں اور ان کے جواب کا انتظار کروں گی کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے؟

جب بلقیس کے تحفے سلیمان کی خدمت میں پہونچے تو آپؑ نے ان نمائندوں سے جنھوں نے آپ کی خدمت میں تحفے دیئے تھے فرمایا: جو کچھ خداوند سبحان نے مجھے عطا کیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمھیں دیا ہے؛ اور تحفوں کو قبول نہیں کیا بلکہ فرمایا: میں ایک ایسے لشکر کے ساتھ تم پر حملہ کروں گا کہ جس کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے ہو اور تمھیں ذلت و رسوائی کے ساتھ کھینچ لاؤں گا۔

اُس وقت مجلس میں حاضر سپاہیوں سے مخاطب ہوئے اور کہا: کون تخت بلقیس ہمارے لئے حاضر کرے گا؟

تو ایک بلند و بالا، قوی ہیکل اور طاقتور دیو نے کہا: میں قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں تخت بلقیس کو آپ کے سامنے حاضر کردوں گا۔

اور حضرت سلیمان کی عادت تھی کہ آدھا دن دربار میں بیٹھتے تھے اتنے میں وہ شخص (گزشتہ زمانے میں نازل شدہ کتاب کا) جس کے پاس کچھ علم تھا آگے بڑھا اور بولا: میں اسے چشم زدن میں حاضر کردوں گا اور حاضر کردیا اس وقت سلیمان نے خدا کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کیا۔

کہتے ہیں کہ اس کتاب کے عالم حضرت سلیمانؑ کے وزیر آصف ابن برخیا تھے۔

پھر سلیمانؑ نے فرمایا: بلقیس کے تخت میں کچھ تبدیلیاں کردو تا کہ اس کی عقل و درایت کا معیار درک کریں. جب بلقیس آئی، تو اس سے پوچھا: آیا یہ تمہارا تخت ہے؟

کہا: ایسا لگتا ہے کہ وہی ہے. پھر بعد میں اس سے کہا: شاہی محل میں داخل ہو جاؤ محل کی دالان کا فرش صاف و شفاف شیشہ کا تھا اور اس کے نیچے پانی بہہ رہا تھا: بلقیس نے پانی کا گمان کیا اس لئے لباس کے نچلے حصہ کو اوپر اٹھالیا اور اپنی پنڈلیوں کو نمایاں کردیا تا کہ اُس پانی سے گذر سکیں. یہ ماجرا دیکھ کر لوگوں نے بتایا یہ صاف و شفاف شیشہ ہے جس کے نیچے پانی بہہ رہا ہے. بلقیس ایسے امور کے مشاہدہ کے بعد جن کا آمادہ اور فراہم کرنا انسان کے بس سے باہر ہے ایمان لے آئیں اور مسلمان ہوگئیں۔

خداوند عالم نے سلیمانؑ کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ جاری کردیا اور ان کے لئے دیو بڑی سے بڑی بلند عمارتیں تعمیر کرتے تھے اور درختوں کے تنوں سے مجسمہ اور اس جیسی دوسری چیزیں ان کے لئے

تراشتے تھے اور کھانے کے بڑے بڑے ظروف اور اتنے گہرے اور بڑے بڑے دیگ جو بڑے ہونے کی بنا پر ایک جگہ سے دوسری جگہ حمل ونقل کے قابل نہیں تھے بناتے تھے۔

ایک دن حضرت سلیمانؑ اپنے محل کی چھت پر تشریف لائے اور اپنے عصا پر ٹیک لگایا اور جناتی کا ریگروں کے کاموں کا نظارہ کرنے لگے وہ جنات جو اپنی کارکردگی میں زبردست مشغول تھے، اسی حال میں خداوند عالم نے ان کی (حضرت سلیمان کی) روح قبض کرلی اور چند دنوں تک ان کا بے جان جسم عصا کے سہارے دیوؤں کے کاموں کو دیکھتا رہا، دیولوگ بڑی محنت اور زحمت کے ساتھ اپنے ذمہ امور کے لئے کوشش کررہے تھے اور ذرہ برابر بھی نہ جان سکے کہ سلیمان مرچکے ہیں. یہ حالت اسی طرح اُس وقت تک باقی رہی جب تک دیمک نے ان کے لکڑی کے عصا کو کھوکھلا نہ کردیا اور سلیمان کے جسم کو بلندی سے زمین پر نہ گرادیا ان کے گرتے ہی جنات اور دیوؤں کو ان کے مرنے کی اطلاع ہوگئی، کیونکہ جنات کو اگر غیب کا علم ہوتا تو سلیمان کے مرنے کے بعد ایک آن بھی ان طاقت فرسا امور کو جاری نہ رکھتے!

پانچواں منظر: زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام

خداوند سبحان سورۂ مریم کی پہلی تا ۱۵ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

﴿كٓهٰيٰعٓصٓ ☆ ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ☆ إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ☆ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ☆ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ☆ يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ☆ يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَى لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ☆ قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ☆ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُنْ شَيْئًا ☆ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ☆ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ☆ يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ☆ وَحَنَانًا مِنْ لَدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ تَقِيًّا ☆ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ

وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ☆ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ☆﴾

کھیٰعص . ان آیات میں تمہارا ربّ اپنے خاص بندہ زکریا پر اپنی رحمت کے متعلق گفتگو کرتا ہے۔

جب اُس نے تنہائی میں اپنے خدا کو آواز دی۔

اُس نے کہا: خدایا! ہماری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور سر کے بال سفید ہو چکے ہیں۔

خدایا میں نے جب بھی تمھیں پکارا محروم نہیں رہا ہوں میں اپنے موجودہ وارثوں (چچازاد بھائیوں) سے خوفزدہ ہوں اور میری بیوی ابتدا ہی سے بانجھ ہے۔

لہٰذا مجھے ایک فرزند عطا کر جو میری اور آل یعقوب کی میراث پائے اور اسے اپنا پسندیدہ قرار دے۔

(اُنھیں خطاب ہوا) اے زکریا! ہم تجھے یحییٰ نامی ایک فرزند کی خوشخبری دے رہے ہیں. اور اب تک کسی کو اس کا ہم نام قرار نہیں دیا ہے۔

کہا: خدایا! مجھے کیسے کوئی فرزند پیدا ہوگا جبکہ میری بیوی پہلے ہی سے بانجھ ہے اور میں خود بھی مکمل بوڑھا ہو چکا ہوں. (فرشتہ نے کہا) تمہارے ربّ کا ارشاد ہے: یہ کام میرے لئے نہایت آسان ہے. تمھیں اس سے قبل جب کہ تم کچھ نہیں تھے میں نے خلق کیا۔

کہا: خدایا! ہمارے لئے کوئی نشانی قرار دے. کہا: تمہاری علامت اور نشانی یہ ہے کہ تین شب کلام نہیں کروگے۔

(زکریا) محراب (عبادت) سے خارج ہوئے اور اپنی قوم کی طرف اشارہ کیا کہ صبح اور عصر کے وقت خدا کی تسبیح کرو. اے یحییٰ! کتاب (توریت) کو مضبوطی سے پکڑلو؛ اور اُس کو بچپنے میں مقام نبوت عطا کیا۔

اور اپنی طرف سے اسے شفقت، مہربانی اور پاکیزگی عطا کی اور وہ پارسا اور پرہیزگار تھا. اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا تھا۔

ستمگر اور سرکش نہیں تھا! اُس دن پر درود ہو جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن ابدی زندگی کے لئے مبعوث ہوگا (اُٹھایا جائے گا)۔

سورۂ آل عمران کی ۳۸ ویں تا ۴۱ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ☆ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ

وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ☆ قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ قَالَ كَذَلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ☆ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ☆﴾

یہاں تک کہ زکریا نے اپنے ربّ سے دعا کی اور کہا: خدایا! اپنی طرف سے ایک پاک و پاکیزہ فرزند عطا کر کہ تو دعا کا سننے والا ہے۔

فرشتوں نے اُنھیں آواز دی جب کہ وہ محراب عبادت میں کھڑے ہوئے تھے کہ: خداوند عالم تمھیں یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو کہ ایک کلمہ (حضرت عیسیٰ ں ہیں) کی تصدیق کرنے والا رہبر، پرہیز گار اور پاکیزہ افراد میں سے پیغمبر ہے۔

آپؑ نے کہا: خدایا! مجھے کس طرح کوئی فرزند ہوگا جب کہ میری ضعیفی کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور میری بیوی بانجھ ہے؟! (فرشتہ نے کہا) ایسا ہی ہے خدا جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے۔

(زکریا نے کہا): خدایا! میرے لئے کوئی علامت قرار دے۔

کہا تمہاری علامت یہ ہے کہ تین دن تک لوگوں سے بات نہیں کرو گے مگر اشارہ سے؛ اپنے ربّ کو بہت زیادہ یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔

کلمات کی تشریح

۱۔ اِشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْباً:

میرے سر کی سفیدی نے پورا سر گھیر لیا ہے؛ (بڑھاپے کی وجہ سے میرے سر کے سارے بال سفید ہو گئے) خداوند سبحان نے بوڑھاپے اور بال کی سفیدی کو آگ سے تشبیہ دی اور بال میں اس کی وسعت و گسترش کو اُس کے شعلہ سے تشبیہ دی ہے۔

۲۔ عاقر:

بانجھ عورت۔

۳۔ عَتِیاً:

بہت زیادہ ضعیف، کھوکھلی اور بالکل خالی۔

۴۔سوّیاً :

یعنی تم بغیر اس کے کہ بیماری میں مبتلا ہو اور صحیح وسالم ہونے کے باوجود کلام نہیں کر سکتے۔

۵۔فاوحیٰ الیھم:

ان کی طرف اشارہ کیا۔

۶۔خُذ الکتاب بقُوَّۃ :

اپنی تمام تر طاقت سے توریت کو لے لو۔

۷۔آتَیْناہُ الحُکْمَ صَبیّاً :

جب وہ تین سالہ بچہ تھا تو ہم نے اسے نبوت عطا کی۔

۸۔ حنا نا :

اُس پر ہماری رحمت اور لطف۔

آیات کی تفسیر

حضرت زکریا پیری کی منزل کو پہنچ چکے تھے (یعنی بوڑھے ہو چکے تھے) ان کی ہڈیاں کمزور اور سر کے بال سفیدی کی طرف مائل ہو چکے تھے۔ کہ اپنے ربّ سے خطاب کیا، میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے اور اپنے چچازاد بھائیوں کے انجام کار سے جو کہ میرے بعد میرے وارث ہوں گے خوفزدہ ہوں۔

لہٰذا مجھے ایک ایسا بیٹا عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور اسے اپنے نیک بندوں میں قرار دے۔ خداوند منان نے حضرت زکریا کی دعا قبول کی اور انھیں یحییٰ نامی فرزند کی کہ اُس وقت تک کسی کو اس نام سے یاد نہیں کیا گیا تھا بشارت دی۔

زکریا نے کہا: مجھ سے کیسے فرزند پیدا ہوگا جبکہ میں بوڑھا، کمزور، لاغر اور سوکھ چکا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے (تولید کے سن سے باہر اور بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے)۔

خداوند عالم نے فرمایا یہ کام میرے لئے بہت سہل اور آسان ہے، تمہارا اس سے پہلے کوئی وجود نہیں تھا لیکن میں نے پیدا کیا۔

زکریاؑ نے کہا: خدایا! اگر ایسا ہے تو میرے لئے اس عطیہ میں کوئی علامت اور نشانی قرار دے۔

خداوند متعال نے فرمایا: وہ علامت یہ ہے کہ تم صحیح وسالم ہونے کے باوجود تین رات تک تکلم پر قادر نہیں ہوسکو گے۔

زکریاؑ جب محراب عبادت سے باہر نکلے تو اپنی قوم کی طرف اشارہ کیا کہ روزانہ صبح وشام خدا کی تسبیح کرو۔

خداوند عالم نے یحییٰ پر وحی نازل کی کہ: اے یحییٰ! اپنی تمام طاقت سے توریت کو پکڑ لو: اور اسے عہد طفولیت ہی میں مقام نبوت اور توریت کے مطالب کا ادراک عطا فرمایا۔

چھٹا منظر: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام :

خداوند سبحان سورۂ مریم کی ۱۶ ویں تا ۳۳ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ☆ فَاتَّخَذَتْ مِن دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ☆ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَانِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ☆ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ☆ قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ☆ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ☆ فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ☆ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ☆ فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ☆ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ☆ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَانِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ☆ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ☆ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ☆ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ☆ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ☆ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ☆ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ☆ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ

وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ☆ ﴾

قرآن میں مریم کو یاد کرو، جب کہ اُس نے اپنے گھرانے سے جدا ہو کر شرقی علاقہ (بیت المقدس) میں سکونت اختیار کی. اور اپنے اور ان کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا میں نے اپنی روح (روح القدس) کو انسانی شکل (خوبصورت) میں اس کے پاس بھیجا۔

مریم نے کہا: میں تم سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں شاید کہ تم پارسا اور پاک باز ہو. (روح القدس نے) کہا: یقیناً میں تمہارے ربّ کا فرستادہ ہوں آیا ہوں تا کہ تمہیں ایک پاکیزہ فرزند عطا کروں۔

مریم نے کہا! مجھے کیسے کوئی بچہ ہوگا، جبکہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا ہے اور نہ ہی میں بدکار ہوں؟!

فرشتہ نے کہا ایسا ہی تمہارے ربّ نے کہا ہے کہ یہ کام ہمارے لئے نہایت آسان اور سہل ہے ہم اس بچہ کو لوگوں کے لئے آیت اور نشانی اور اپنی طرف سے ایک رحمت قرار دیں گے اور یہ امر یقینی ہے۔

مریم اس بچہ سے حاملہ ہوئیں اور اس کے ساتھ ایک دور دراز جگہ پر ایک گوشہ میں قیام کیا.

دردِزہ کھجور کے درخت کے نیچے عارض ہوا (غم واندوہ اور کرب کی شدت سے اپنے آپ سے کہا) اے کاش اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور فراموش ہوگئی ہوتی۔

(بچہ نے) اسے نیچے سے آواز دی کہ: غم نہ کرو، تمہارے ربّ نے تمہارے قدم کے نیچے ایک نہر جاری کی ہے۔

خرمے کی شاخ کو اپنی طرف حرکت دو، تو تم پر تازہ خرمے گریں گے. کھاؤ پیو اور خوش وخرم رہو. اور اگر آدمیوں میں سے کسی کو دیکھو تو کہو: میں نے خداوند رحمٰن کے لئے خاموشی کا روزہ رکھا ہے آج میں کسی سے بات نہیں کروں گی۔

(مریم) حضرت عیسیٰؑ کو آغوش میں لئے ہوئے قوم کے سامنے آئیں۔

تو انھوں نے کہا: اے مریم! عجب تم نے بُرا کام کیا ہے! اے ہارون کی بہن! تمہارا باپ کوئی بُرا انسان نہیں تھا اور نہ ہی تمہاری ماں بدکار تھی۔

مریم نے عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا؛ انھوں نے کہا: ہم گہوارہ میں موجود بچے سے کیسے کلام کریں؟! (بچہ امر خداوندی سے گویا ہوا) اور کہا! میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے آسمانی کتاب اور نبوت کا شرف عطا کیا

ہے..اورہمیں ہم دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں مبارک قرار دیا ہے۔

اور جب تک زندہ ہوں نماز اور زکاۃ کی وصیت کی ہے۔

اور میرے لئے اس کا حکم ہے کہ میں اپنی ماں کی ساتھ نیکی کروں اور مجھے بد بخت اور ستم گر قرار نہیں دیا ہے. مجھ پر درود ہو جس دن میں پیدا ہوا ہوں اور جس دن موت آئے گی اور اس دن جب آخرت کی ابدی زندگی کے لئے دوبارہ مبعوث کیا جاؤں گا۔

عیسیٰ بن مریم ں کے ساتھ بنی اسرائیل کی داستان

خداوند عالم سورۂ آل عمران کی ۴۵ تا ۵۲ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ☆ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ ☆ قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ☆ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ☆ وَرَسُولًا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ☆ وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ☆ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ☆ فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ☆ ﴾

جب فرشتوں نے مریم سے کہا: اے مریم! خداوند رحمٰن تمھیں اپنے ایک کلمہ مسیح بن مریم کے نام کی بشارت دیتا ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں محترم اور معزز ہے اور خدا کے مقرب لوگوں میں ہے۔

اور وہ گہوارہ میں لوگوں سے بات کرلے گا جس طرح بڑے لوگ کرتے ہیں اور وہ نیک اور شائستہ

لوگوں میں ہے۔

(مریم نے) کہا خدایا! کس طرح مجھے بچہ ہوگا جب کہ مجھے کسی انسان نے ہاتھ تک نہیں لگایا ہے. فرشتہ نے کہا: (خدا کا حکم) ایسا ہی ہے، خدا جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔

جب وہ کسی چیز کا ارداہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے ہو جا تو وہ چیز اسی وقت ہو جاتی ہے خدا نے عیسیٰ کو کتاب وحکمت، توریت وانجیل کی تعلیم دی ہے۔

اور اُس کو بنی اسرائیل کی طرف پیغمبری کیلئے مبعوث کرے گا (تا کہ وہ کہے) میں تمہارے ربّ کی طرف سے تمہارے لئے ایک معجزہ لایا ہوں. میں تمہارے لئے مٹی سے ایک پرندے کا مجسمہ بناؤں گا اور اس میں پھونک ماروں گا تا کہ خدا کے اذن سے ایک پرندہ بن جائے اور کور مادرزاد اور کوڑھی کو خدا کے اذن سے شفا دوں گا اور مردوں کو خدا کے اذن سے زندہ کروں گا اور جو کچھ کھاتے ہو یا جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو اس کی خبر دوں گا۔

یہ معجزات تمہارے لئے (میری رسالت پر) ایک دلیل ہیں اگر تم مومن ہو. وہ توریت جو مجھ سے پہلے تھی اس کی تصدیق کرتا ہوں اور بعض وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں اُسے حلال کروں گا اور تمہارے ربّ کی جانب سے تمہارے لئے ایک نشانی لایا ہوں لہٰذا اے بنی اسرائیل خدا سے ڈرو اور میرے حکم کی تعمیل کرو. اللہ ہی ہمارا اور تمہارا ربّ ہے لہٰذا اس کی عبادت اور پرستش کرو کہ سیدھا راستہ یہی ہے۔

جب عیسیٰؑ نے ان میں کفر کا احساس کیا، تو کہا! خدا کی راہ میں ہمارے ساتھی اور چاہنے والے کون لوگ ہیں؟ حواریوں نے کہا: ہم خدا کے ناصر ہیں اور خدا پر ایمان لائے ہیں؛ گواہ رہو کہ ہم اس کے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم ہیں۔

سورۂ صف کی چھٹی آیت میں ارشاد ہوتا ہے؛

﴿ وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَابَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴾

اُس وقت کو یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا پیغمبر ہوں، اس توریت کی تصدیق کرتا ہوں کہ جو میرے سامنے ہے اور اپنے بعد ایک ایسے پیغمبر کی خوشخبری اور بشارت دیتا ہوں جس کا نام احمد ہے۔

پھر جب وہ پیغمبر (رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آیات اور معجزات کے ساتھ خلق کی طرف آیا، تو انھوں نے کہا: یہ (معجزات اور اس کا قرآن) کھلا ہوا سحر ہے۔

سورۂ نسا کی ۱۵۵ ویں تا ۱۵۸ ویں آیات میں خدا ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ☆ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ☆ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ☆ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾

پھر ان کی عہد شکنی اور آیات خداوندی کے انکار اور پیغمبروں کے ناحق قتل کی وجہ سے (خدا نے انھیں کفیر کردار تک پہنچایا یعنی انھیں عذاب دیا) اور کہتے تھے: ہمارے قلوب پوشیدہ اور مستور (چھپے) ہیں بلکہ خدا نے ان کے کفر کی وجہ سے اُن پر مہر لگا دی ہے کہ بجز معدودے چند افراد کے ایمان نہیں لائے۔ اور ان کے کیفر کے باعث اور اس لئے کہ انھوں نے مریم پر عظیم بہتان باندھا ہے۔

اور یہ کہ انھوں نے کہا: ہم نے (حضرت) مسیح عیسیٰ بن مریم خدا کے پیغمبر کو قتل کر ڈالا ہے جبکہ انھوں نے اسے قتل نہیں کیا ہے اور دار پر نہیں لٹکایا ہے۔ بلکہ دوسرے کو ان کی شبیہ بنا دیا گیا تھا اور جن لوگوں نے ان کے قتل کے بارے میں اختلاف کیا ہے، وہ اس کے بارے میں شک و تردید میں ہیں اور گمان کا اتباع کرنے کے علاوہ کوئی علم نہیں رکھتے؛ اور انھوں نے اس کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ خداوند عالم نے انھیں اپنی طرف اوپر بلا لیا اور خدا عزیز اور حکیم ہے۔

کلمات کی تشریح

۱۔ کَلِمة:

یہاں پر ایک ایسی مخلوق کے معنی میں ہے کہ خداوند عالم نے جس کو کلمہ کن (ہو جا) اور اس جیسے الفاظ کے ذریعہ اور خلقت کے عام اسباب و وسائل کو اس میں دخیل بنائے بغیر پیدا کیا ہے۔

۲۔ انتبذت:

کنارہ کشی اختیار کی، دور ہو کر ایک گوشہ میں چلی گئی۔

۳۔ زکیّاً:

طاہر، ہر قسم کی آلودگی سے پاک۔

۴۔ سَریّاً:

چھوٹی ندی، پانی کی نہر۔

۵۔ جنّی:

تازہ چُنے ہوئے میوے۔

۶۔ فریّاً:

ایک حیرت انگیز اور نامعلوم امر۔

۷۔ اکمہ:

مادرزاد نابینا۔

۸۔ مُصدِّقاً:

چونکہ توریت میں آپؑ کے آنے کی بشارت ہے وہ بھی انھیں صفات کے ساتھ آنا جو کہ توریت میں مذکور ہیں لہٰذا حضرت رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود توریت کے لئے مصدّق اور تصدیق کرنے والا ہے۔

۹۔ بغیّاً:

وہ بدکار (طوائف) عورت جو زنا کے ذریعہ کسب معاش کرتی ہے۔

گزشتہ آیات کی تفسیر

بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ گرامی حضرت مریم کی داستان قرآن مجید میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

فرشتوں نے حضرت مریم کو آواز دی اور اللہ کی خوشخبری دی جو کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی ولادت سے متعلق

تھی کہ حضرت باری تعالیٰ ان کو اپنے کلمہ کن (ہو جا) سے اور معروف ومشہور اسباب ووسائل کے بغیر، کو خلق کرے گا اور وہ خدا کے کلام کو گہوارہ میں اور بڑے ہونے پر لوگوں کو ابلاغ کرے گا۔

حضرت مریم نے ایسا خطاب سن کر کہا: خدایا! میں کس طرح دنیا میں کوئی بچہ پیدا کر سکتی ہوں جب کہ کسی انسان نے مجھے مس تک نہیں کیا ہے؟

جبرئیل خدا کا پیغام انھیں اس طرح ابلاغ کرتے ہیں:

خدا جس کو (اور جو بھی) چاہتا ہے بغیر اسباب اور بغیر کسی وسیلہ کے صرف (کن) جیسے لفظ سے پیدا کر دیتا ہے اور وہ چیز اسی گھڑی پیدا ہو جاتی ہے ٹھیک اسی طرح جو اسباب ووسائل کے ذریعہ خلق ہوتی ہے۔

پھر جبرائیل نے حضرت مریم کے گلے کے سامنے گریبان میں روح پھونکی اور جو کچھ خداوند عالم کا ارادہ تھا خود بخود تحقق پا گیا اور مریم حاملہ ہو گئیں۔

جب حضرت مریم نے اپنے اندر کسی بچے کا احساس کیا، تو اپنے خاندان سے ایک دور جگہ چلی گئیں، دردزہ نے انھیں خرمے کے سوکھے درخت کی جانب آنے پر مجبور کیا آپ نے اس سے ٹیک لگا کر کہا: اے کاش اس سے پہلے ہی مر کر نیست ونابود ہو گئی ہوتی، کہ اسی حال میں ان کے پہلو سے عیسیٰ یا جبرائیل نے آواز دی غمگین نہ ہو خداوند عالم نے تمہارے قدم کے نیچے ایک چھوٹی نہر جاری کی ہے، خرمے کی سوکھی شاخ کو حرکت دو تو تازے خرمے گریں گے۔ پھر اسوقت وہ خرمے کھاؤ اور اس پانی سے سیراب ہو کر خوش وخرم ہو جاؤ اور جب کسی کو دیکھو تو کہو: میں نے خدا کے لئے خاموشی کے روزہ کی نذر کر لی ہے اور ہرگز آج کسی سے بات نہیں کروں گی۔

مریم نومولود کو اٹھا کر قوم کے سامنے آئیں۔ وہ لوگ منھ بنانے اور چہرہ سکوڑنے لگے اور ناراض ہو کر کہا: اے ہارون کی بہن! تم نے بہت گندہ اور ناپاک فعل انجام دیا ہے نہ تو تمہارا باپ زنا کار تھا اور نہ تمہاری ماں کوئی بدکار خاتون تھی۔ حضرت مریم نے جناب عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا کہ اس بچے سے بات کرو، وہ تمھیں جواب دے گا، بولے: ہم گہوارہ میں نومولود سوئے ہوئے بچے سے کیسے بات کریں؟! تو خداوند عالم نے عیسیٰ کو قوت نطق دی اور زبان گویا ہوئی، کہا: میں خدا کا بندہ ہوں، اس نے مجھے انجیل نامی کتاب دی ہے اور مجھے نبوت کا شرف عطا کیا ہے اور میں جہاں کہیں بھی رہوں مجھے مبارک اور نیک اور امور خیر کے لئے ایک معلّم قرار دیا ہے اور جب تک میں زندہ ہوں اُس وقت تک مجھ نماز (قائم کرنے) زکوۃ (دینے)

اور اپنی ماں کے حق میں نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔

خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ کو رسالت کے ساتھ بنی اسرائیل کی جانب بھیجا اور انھیں چند معجزات بھی عطا کئے تا کہ ان کی رسالت کی صداقت پر گواہی رہے۔

آپ مٹی سے پرندہ کی شکل بناتے تھے اور اُس میں پھونک مارتے تھے، تو وہ مجسمہ خدا کے اذن سے ایک زندہ پرندہ ہو جاتا تھا اور اپنے ،بال و پر پھڑ پھڑانے لگتا تھا؛ اور جو کچھ وہ اپنے گھروں میں کھاتے یا ذخیرہ کرتے تھے اس کی وہ خبر دیتے۔ اور پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو خدا کی اجازت سے شفا دیتے اور مردوں کو خدا کے اذن سے زندہ کر دیتے تھے۔

جو کچھ ان کے بارے میں اُن سے پہلے توریت میں ذکر ہوا تھا ان میں مکمل طور پر صادق آیا اور وہ ان سے بھرپور مطابقت رکھتا تھا۔ وہ اسی طرح حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دیتے تھے۔

آخر کار بنی اسرائیل اُن پر ایمان نہیں لائے اور ان کی تکفیر کرتے ہوئے بولے: یہ کھلا ہوا اور واضح سحر ہے۔

آخر کار جب حضرت عیسیٰؑ نے ان کے کفر و عناد کا احساس کیا تو فرمایا! کون لوگ ہمارے ساتھ خدا کے دین کی نصرت کریں گے؟

حواریوں نے انھیں جواب دیا: ہم خدا کے ناصر و مددگار ہیں، ہم خدا پر ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اس طرح سے بنی اسرائیل نے جو حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ خدا سے عہد و پیمان کیا تھا؛ (وہ یہ کہ جو کچھ توریت میں مذکور ہے اس پر ایمان لائیں گے اور حضرت عیسیٰ اور ان کے بعد خاتم الانبیاءؐ پر ایمان لائیں گے)۔ اُس عہد و پیمان کو توڑ ڈالا اور کفر و عناد کا راستہ اختیار کر لیا۔

انھوں نے اسی طرح حضرت مریم پر عظیم بہتان باندھا اور بہت بڑی تہمت لگائی اور بولے:

وہ یوسف نامی ایک بڑھی شخص سے حاملہ ہوئی ہے اور عیسیٰ کو پیدا کیا ہے۔

پھر وہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کے قتل اور دار پر لٹکانے کے درپے ہو گئے۔

تو خداوند عالم نے ،اسی یہودی مرد کو جو حضرت عیسیٰ کو پکڑ کر لانے کے لئے دشمنوں کا راہنما بنا تھا اسے حضرت عیسیٰ کی شکل و صورت میں تبدیل کر دیا اور بنی اسرائیل نے بھی اُسی کو پھانسی کے پھندے پر لٹکایا اور یہ خیال کیا کہ عیسیٰ بن مریم کو دار پر لٹکا دیا ہے؛ جبکہ خداوند منان نے انھیں اپنی طرف بلندی پر بلا لیا ہے۔

فترت کا زمانہ

- عصر فترت کے معنی.
- فترت کے زمانے میں، پیغمبر کے آباء واجداد کے علاوہ انبیاء اور اوصیاء.
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وصی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پوتوں کے حالات .
- پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد کہ جو لوگ فترت کے زمانے میں تبلیغ پر مامور تھے.

عصر فترت کے معنیٰ

خداوند سبحان سورۂ مائدہ کی ۱۹ رویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿...قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

...تمہارے پاس ہمارا رسول آیا تا کہ تمہارے لئے ان دینی حقائق کو رسولوں کے ایک وقفہ کے بعد بیان کرے، تا کہ یہ نہ کہو کہ ہمارے لئے کوئی بشارت دینے اور ڈرانے والا نہیں آیا بیشک تمہاری طرف بشارت دینے والا، ڈرانے والا رسول آیا اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

اور سورۂ یٰس کی ۱ اور ۳ اور ۶ رآیات میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿يس ☆ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ☆ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ☆... ☆ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا أُنْذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ﴾

یٰس (اے پیغمبروں کے سید وسردار) قرآن کریم کی قسم کہ تم رسولوں میں سے ہو.....تا کہ ایسی قوموں کو ڈراؤ جن کے آباء واجداد کو (کسی پیغمبر کے ذریعہ) ڈرایا نہیں گیا ہے، کہ وہ لوگ غافل اور بے خبر ہیں۔

اسی کے مانند سورۂ قصص کی ۴۶ رویں آیت اور سورۂ سجدہ کی تیسری آیت اور سورۂ سبا کی ۳۴ ویں اور ۴۴ ویں آیات میں بھی مذکور ہے۔

اور سورۂ شوریٰ کی ۷ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا...﴾

اور اسی طرح قرآن کو (گویا اور فصیح) عربی میں ہم نے تم پر وحی کیا تا کہ مکہ کے رہنے والوں اور اس کے اطراف ونواحی میں رہنے والوں کو انذار کرو (خدا کے عذاب سے ڈراؤ)۔

سورۂ سبا کی ۲۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

ہم نے تمھیں تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے؛ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔

کلمات کی تشریح

۱۔ فَتْرة:

فترت لغت میں دو محدود زمانوں کے فاصلہ کو کہتے ہیں۔ اور اسلامی اصطلاح میں زمانہ کا ایسا فاصلہ جو دو بشیر و نذیر رسول کے درمیان واقع ہوتا ہے۔

۲۔ اُمُّ الْقُریٰ:

شہر مکّہ مکرمہ۔

۳۔ کافة:

سب کے سب، سارے کے سارے اور تمام۔

حضرت امام علیؑ نے ارشاد فرمایا: خداوند عالم نے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبروں کے درمیان زمانے کے فاصلے میں اور اُس وقت مبعوث کیا جب امتیں خواب غفلت اور جہالت کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ اور وہ احکام خداوندی جو رسولوں کی زبانی محکم اور استوار ہوئے تھے ان کو پامال کر رہی تھیں۔ (۱)

گزشتہ آیات کی تفسیر

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبروں کے درمیان فترت کے زمانے میں نہ کہ انبیاء کے درمیان فترت کے زمانے میں مبعوث بہ رسالت ہوئے۔

---

(۱) شرح نہج البلاغہ، تالیف محمد عبدہ، طبع مطبع الاستقامۃ مصر، ج ۲، ص ۶۹، خطبہ ۱۵۶ اور اسی سے ملتا جلتا مطلب خطبہ نمبر ۱۳۱ میں بھی ذکر ہوا ہے۔

کیونکہ خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ بن مریم کے بعد کوئی بشارت دینے والا، انذار کرنے والا (اللہ کے ثواب اور اس کی جزا اور پاداش کی بشارت دینے والا اور گناہ و نافرمانی کی بناء پر خدا کے عذاب سے ڈرانے والا) کہ جس کے ہمراہ اس کے رب کی طرف سے کوئی آیت یا معجزہ ہو کوئی پیغمبر مبعوث نہیں کیا۔

حالت اسی طرح تھی یہاں تک کہ خداوند عالم نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر اور قرآنی معجزوں کے ساتھ مبعوث کیا تا کہ مکہ اور اس کے اطراف و نواحی میں رہنے والوں کو بالخصوص اور عمومی طور پر دیگر لوگوں کو انذار کریں۔

اس نکتہ کی طرف توجہ ضروری ہے کہ پانچ سو سال سے زیادہ کے طولانی دور میں انبیاء اور اوصیاء کا وجود لوگوں سے منقطع نہیں تھا اور خداوند عالم نے انسانوں کو اس طولانی مدت میں آزاد نہیں چھوڑا تھا بلکہ اپنے دین کی تبلیغ کرنے والوں اور حضرت عیسیٰ کی شریعت پر اور ابراہیم کے دین حنیف کی تبلیغ کے لئے اوصیاء کو آمادہ کر رکھا تھا کہ ہم انشاء اللہ ان اخبار کو تحقیق کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔

۱۲

پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد کے علاوہ فترت کے زمانے میں انبیاء اور اوصیاء

فترت کے زمانے میں انبیاء اور اوصیاء

سیرۂ حلبیہ میں خلاصہ کے طور پر اس طرح سے ذکر کیا گیا ہے:

حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سوا عرب قوم کے درمیان کوئی پیغمبر مستقل شریعت کے ساتھ رسالت کے لئے مبعوث نہیں ہوا۔

لیکن ''خالد ابن سنان'' اور اس کے بعد ''حنظلہ'' ایک مستقل شریعت کے لئے مبعوث نہیں ہوئے تھے، بلکہ حضرت عیسیٰ کی شریعت کا اقرار اور اس کی تثبیت کرتے ہوئے اس کی تبلیغ کرتے تھے۔

حضرت عیسیٰ اور حنظلہ کے درمیان زمانے کے لحاظ سے تین سو سال کا فاصلہ تھا۔(۱)

حضرت عیسیٰ اور حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے درمیان فترت کے زمانے میں جن لوگوں کا نام مسعودی اور دیگر لوگوں نے ذکر کیا ہے ان میں سے ایک ''خالد ابن سنان عبسی'' ہے کہ رسول خداؐ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے:

''وہ ایک نبی تھے جن کی ان کی قوم نے قدر و قیمت نہیں جانی'' اور تاریخ میں دوسرے لوگوں کا نام بھی نبی کے عنوان سے ذکر ہوا ہے جو کہ جو حضرت عیسیٰ اور رسول اکرمؐ کے درمیان گزرے ہیں۔(۲)

اسی طرح علامہ مجلسیؒ نے اپنی عظیم کتاب بحار الانوار میں کے حالات کو بسط و تفصیل سے حضرت عیسیٰ کے آسمان کی طرف اُٹھائے جانے کے بعد کے واقعات اور زمانہ فترت کے واقعات کے باب میں کا ذکر کیا ہے(۳)

وہ انبیاء اور اوصیاء جن کی خبریں قرآن کریم، تفاسیر اور تمام اسلامی منابع اور مصادر میں مذکور ہیں وہ لوگ ہیں جنھیں خداوند عالم نے لوگوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے جزیرۃ العرب اور اس کے اطراف

(۱) سیرۂ حلبیہ، ج ۱، ص ۱۲۱ اور تاریخ ابن اثیر، طبع اوّل مصر، جلد ۱، ص ۱۳۱ اور تاریخ خمیس جلد ۱ ص ۱۹۹۔ (۲) مروج الذھب مسعودی، ج ۱ ص ۷۸ اور تاریخ ابن کثیر ج ۲، ص ۲۷۱۔ (۲) بحار الانوار، ج ۱۴، ص ۳۴۵۔

میں حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن کے اوصیاء کے زمانے تک اور پاک و پاکیزہ اسلامی شریعت کے مطابق مبعوث کیا ہے اور آپ کے اوصیاء حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی شریعت کے پابند تھے۔

حضرت عیسیٰ کی شریعت کے جملہ اوصیاء میں سے ایک، جن سے اُن کے ماننے والوں نے علم و دانش سیکھا ہے بزرگ صحابی جناب سلمان فارسی محمدی ہیں کہ جو اس دین کے راہبوں میں شمار ہوتے تھے اور ان کی داستان ذیل میں بطور خلاصہ نقل کی جارہی ہے: (۱)

احمد کی مسند، ابن ہشام کی سیرۃ اور ابونعیم کی دلائل النبوہ میں سلمان فارسی سے متعلق ایک روایت کے ضمن میں اس صحابی کی داستان کو، حضرت عیسیٰ بن مریم کے اوصیاء کی آخری فرد کے ساتھ جو کہ عموریہ (۲) نامی جگہ پر مقیم تھے اور سلمان اُن کے ساتھ زندگی گذار رہے تھے اس طرح نقل کیا ہے:

میں عموریہ میں دیر کے راہب کی خدمت میں پہنچا اور اپنی داستان اُن کے سامنے بیان کی! انھوں نے کہا؛ میرے پاس رک جاؤ لہٰذا ایک ایسے انسان کے پاس جو اپنے چاہنے والوں کی ہدایت و سرپرستی کی ذمہ داری لئے ہوا تھا سکونت اختیار کی یہاں تک کہ اسے موت آگئی اور جب وہ مرنے کے قریب ہوا تو میں نے اُس سے کہا: میں فلاں کے پاس تھا مگر جب وہ مرنے لگا تو اُس نے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی، اس دوسرے نے بھی مجھے حالت احتضار میں فلاں شخص کی وصیت کی اور تیسرے نے بھی تمہارے پاس جانے کی وصیت کی. اب تم مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہو اور کیا دستور دیتے ہو؟

اس نے کہا: ہاں بیٹا! خدا کی قسم میں اپنے زمانے کے لوگوں میں اپنے دین سے متعلق کسی کو سب سے زیادہ عالم اور عاقل نہیں جانتا کہ میں تمھیں حکم دوں کہ اُس کے پاس چلے جاؤ لیکن تم ایک ایسے پیغمبر کے زمانے میں ہو جو دین ابراہیم پر مبعوث ہوگا. وہ سرزمین عرب میں قیام کرے گا اور ایسے علاقے میں (جو دو سوختہ زمینوں کے درمیان واقع ہے اور ان کے درمیان نخلستان ہیں) ہجرت کرے گا. اس کی واضح اور آشکار علامتیں اور نشانیاں ہیں، ہدیہ تو کھاتا ہے لیکن صدقہ نہیں کھاتا اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان نبوت کی مہر لگی ہوئی ہے۔

---

(۱) ان کی خبروں سے متعلق سیرۂ ابن ہشام، ج ۱، ص ۲۲۷ پر رجوع کریں.

(۲) حموی وفات ۶۲۶ھ قمری نے اپنی کتاب معجم البلدان میں عموریہ کے بارے میں تحریر کیا ہے: وہ روم کے شہروں میں سے ایک شہر ہے جسے معتصم عباسی (وفات ۲۲۷ھ ق) نے ۲۲۳ میں اُس پر قبضہ کیا تھا.

اگر خود کو ایسے علاقے میں پہنچا سکتے ہو تو ایسا ہی کرو اور پھر اس وقت اس کی آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رخصت ہو گیا۔(۱)

یہ فترت کے زمانے میں حضرت عیسیٰ کے بعض اوصیاء کی خبریں ہیں. لیکن حضرت ابراہیم کے دین حنیف کے اوصیاء کے بارے میں آئندہ فصل میں تحقیق کریں گے. اس سے پہلے حضرت اسمٰعیل کی سیرت کا کچھ اجمالی خاکہ پیش کریں گے جو کہ حضرت ابراہیمؑ کے اوصیاء کی پہلی شاخ ہیں. پھر جہاں تک ممکن ہو گا انشاء اللہ ان کے فرزندوں سے اوصیاء کی سیرت کی تشریح کریں گے۔

۱۔ مسند احمد، ج ۴، ص ۴۴۲۔۴۴۳؛ سیرہ ابن ہشام، وفات ۲۱۳ھ، ج ۱، ص ۲۲۷؛ دلائل النبوۃ، ابونعیم، وفات ۴۳۰ھ۔

۱۳

حنیفیہ شریعت پر آنحضرت کے وصی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بعض خبریں.

- مناسک حج ادا کرنے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو وصیت.
- حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نبوت اور عمالیق، جرھم اور یمنی قبائل کو خدا پرستی کی دعوت دینا.

قرآن کریم میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نبوت کی خبر

خداوند سبحان سورۂ مریم کی ۵۴ ویں اور ۵۵ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَ اذْكُرْ فِي الْكِتابِ إِسْمٰاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعدِ وَكَانَ رَسُولاً نَبِيّاً☆وَ كَانَ يَأْمُرُ اَهلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيّاً ﴾

اور اپنی کتاب میں حضرت اسمٰعیلؑ کے حالات زندگی کو یاد کرو کہ وہ وعدہ میں صادق اور رسول و نبی تھے. وہ اپنے اہل وعیال کو نماز (ادا کرنے) اور زکاۃ (دینے) کا حکم دیتے تھے اور اپنے ربّ کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ تھے۔

سورۂ نساء کی ۱۶۳ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ﴾

ہم نے تمہاری طرف بھی تو اسی طرح وحی کی جس طرح نوحؑ اور ان کے بعد کے پیغمبروں پر وحی کی تھی اور ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ، اسباطؑ، عیسیٰؑ، ایوبؑ، یونسؑ، ہارونؑ، سلیمانؑ اور داؤدؑ پر ہم نے وحی کی اور داؤدؑ کو زبور بھی دی۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نبوت، دیگر منابع اور مصادر میں:

حضرت اسمٰعیلؑ اپنے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے سے ہی مکّہ میں زندگی گذار رہے تھے اور اپنے والد کی وصیت کے اجراء کرنے میں جو کہ حج کے شعائر کی ادائیگی سے متعلق تھی اور حضرت ابراہیمؑ کی حنیفیہ شریعت کا ستون ہے، کوشش کی اور انھوں نے رسالت کی تبلیغ بھی انجام دی ہے جس کے متعلق ہم ذیل میں بیان کر رہے ہیں۔

۱۔تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

جب حضرت ابراہیمؑ نے فریضۂ حج انجام دیا اور واپسی کا ارادہ کیا تو اپنے فرزند اسمٰعیل سے وصیت کی کہ بیت اللہ الحرام کے پاس سکونت اختیار کریں اور لوگوں کی حج اور مناسک حج کی ادائیگی میں راہنمائی کریں، اسمٰعیلؑ نے اپنے باپ کے بعد بیت اللہ الحرام کی تعمیر کی اور مناسک حج کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے۔(۱)

۲۔اخبار الزمان میں منقول ہے:

خدا نے حضرت اسمٰعیل کو وحی کی اور آپ کو عمالیق، جرھم اور یمنی قبائل کی جانب بھیجا اسمٰعیل نے انھیں بتوں کی پرستش کرنے سے منع کیا لیکن صرف معدودے چند افراد ان پر ایمان لائے اور ان کی اکثریت نے کفر و عناد کا راستہ اختیار کیا۔

یہ خبر کچھ لفظی اختلاف کے ساتھ مرآۃ الزمان میں بھی مذکور ہوئی ہے۔(۲)

اس طرح حضرت اسمٰعیل نے اپنی پوری زندگی ان امور کی انجام دہی میں صرف کر دی جن کی ان کے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اُن سے وصیت کی تھی یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی اور مکّہ میں سپرد لحد کر دئے گئے۔

ان کے بعد ایسے فرائض کی انجام دہی کے لئے ان کی نسل سے نیک اور شائستہ فرزندوں نے قیام کیا؛ ہم انشاء اللہ ان میں سے بعض کا تعارف کرائیں گے۔

---

(۱) تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۲۲۱. (۲) اخبار الزمان، ص۱۰۳؛ مرآۃ الزمان، ص۳۰۹ و ۳۱۰.

۱۴

فترت کے زمانے میں پیغمبر کے بعض اجداد کی خبریں عدنان، مضر اور دیگر افراد

- الیاس بن مضر.
- کنانہ بن خزیمہ.
- کعب بن لوی.

مکّہ میں بت پرستی کا عام رواج اور اس کے مقابل اجداد پیغمبرؐ کا موقف

- قصیّ
- عبد مناف
- جناب ہاشم
- جناب عبد المطلب
- حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے خاندان کا خلاصہ
- پیغمبر اکرمؐ کے والد جناب عبد اللہ اور جناب ابو طالب.

فترت کے زمانے میں پیغمبر اسلام کے بعض اجداد کے حالات.

''سُبل الھدیٰ'' نامی کتاب میں ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے کہا:

عدنان، مضر، قیس، عیلان، تیم، اسد، ضبّہ اور خزیمہ کے والد ''ادد'' مسلمان تھے اور ان کی رحلت بھی ملت ابراہیم پر ہوئی ہے۔(۱)

ابن سعد کی طبقات میں بھی مذکور ہے کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا: مضر کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ وہ مسلمان تھے۔(۲)

الیاس بن مضر بن نزار بن محمد بن عدنان

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

''مضر کے فرزند الیاس'' ایک شریف اور نجیب انسان تھے ان کی دوسروں پر فوقیت اور برتری واضح اور آشکار ہے. یہ وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے اسمٰعیلؑ کی اولاد پر نکتہ چینی کی اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنے آباء واجدا کی سنتوں میں تبدیلی کردی تھی. انہوں نے بہت سے نیک افعال انجام دیئے لوگ آپ سے اس درجہ شاد ومسرور تھے کہ اسمٰعیلؑ کے فرزندوں میں ''ادد'' کے بعد کسی کے لئے ایسی شادمانی اور مسرت کا اظہار نہیں کیا تھا۔

اُنھوں نے حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد کو اپنے آباء واجداد کی سنت کی مراعات کرنے کی طرف لوٹایا اس طرح سے کہ تمام سنتیں اپنی پہلی حالت پر واپس آگئیں. وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے موٹے تازے اونٹوں کو خانہ خدا کی قربانی کے لئے مخصوص کیا اور وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے حضرت ابراہیمؑ کی وفات کے بعد رکن کی بنیاد رکھی؛ اسی وجہ سے عرب (الیاس) کو بزرگ اور محترم سمجھتے ہیں...(۳)

---

(۱) سبل الھدیٰ والرشاد محمد بن یوسف شامی کی تالیف جو ۹۴۲ھ ق میں وفات کر گئے ہیں، طبع دار الکتب، بیروت، ۱۴۱۴ھ ق، ص ۱۳۹ اور فتح الباری، ج ۷، ص ۱۴۶ بھی ملاحظہ ہو. (۲) طبقات ابن سعد، طبع یورپ، ج ۱، ص ۳؛ اور تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۲۲۶؛ اور کنز العمال، ج ۱۲، ص ۵۹، باب الفضائل، چوتھا حصہ، مضر قبیلہ کے فضائل کے بارے میں حدیث نمبر ۳۳۹۷۸. (۳) تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۲۲۷.

ان تمام مطالب کے نقل کے بعد ''سبل الھدائی'' نامی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:
عرب جس طرح سے لقمان کی عظمت اور بزرگی کے قائل تھے اسی طرح انھیں بھی محترم اور معزز شمار کرتے تھے۔(۱)

صاحبان شریعت پیغمبروں کے تمام اوصیاء ان صفات اور خصوصیات کے حامل تھے. اس لحاظ سے ''الیاس'' بھی حضرت ابراہیمؑ کے بعد ان کی حنیفیہ شریعت کے ان کے بعد محافظ ونگہبان اوصیاء میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔

کنانۃ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر

''کنانۃ'' ایک عالی قدر، بلند مقام، نیک صفت اور باعظمت انسان تھے اور عرب ان کے علم وفضل اور ان کی فوقیت اور برتری کی بناء پر ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔

وہ کہا کرتے تھے: مکّہ سے احمد نامی ایک پیغمبر کے ظہور کا وقت آچکا ہے جو لوگوں کو خدا، نیکی، جود بخشش اور مکارم اخلاق کی دعوت دے گا. اس کی پیروی کرو تا کہ تمہاری عظمت وبزرگی میں اضافہ ہو اور اس کے ساتھ عداوت ودشمنی نہ کرنا اور جو کچھ بھی وہ پیش کرے اس کی تکذیب نہ کرنا. کیونکہ جو چیز بھی وہ پیش کرے گا وہ حق ہوگی۔(۲)

''کنانہ'' کی بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے حضرت ابراہیم کے اوصیاء میں سے اپنے پہلے والے وصی سے علم دریافت کیا ہے۔

کعب بن لوی بن غالب بن فھر بن مالک بن نضر بن کنانۃ

انساب الاشراف اور تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے (اور ہم انساب الاشراف کی باتوں کو نقل کر رہے ہیں):
''کعب'' عرب کے نزدیک بڑی قدر وقیمت اور عظیم منزلت ومرتبہ کے حامل تھے اور ان کے روز وفات کو ان کے احترام میں تاریخ کا مبداء قرار دیا تھا. یہاں تک کہ ''عام الفیل'' آگیا اور اسے تاریخ مبداء قرار دیا اس کے بعد ''جناب عبدالمطلب'' کی موت کو تاریخ کا مبداء قرار دیا۔

---

(۱) سُبل الھدیٰ، ج۱، ص۲۸۹.

(۲) سیرۂ حلبیہ، ج۱، ص۱۶؛ اور سبل الھدیٰ، ج۱، ص۲۸۶، میں یہاں تک ہے... تا کہ تمہاری عظمت اور بزرگی میں اضافہ ہو.

کعب حج کے موسم میں لوگوں کے لئے خطبہ پڑھتے اور کہتے تھے: ''اے لوگو'' ! سنو اور سمجھو اور جان لو کہ رات پُر سکون اور خاموش ہے اور دن روشن اور آسمان کا شامیانہ لگا ہوا ہے اور زمین ہموار و برابر ہے اور ستارے ایسی نشانیاں ہیں جو بے کار اور لغو پیدا نہیں کئے گئے ہیں کہ تم لوگ اُن سے روگرداں ہو جاؤ گزشتہ لوگ آیندہ کے مانند ہیں؛ اور گھر تمہارے سامنے ہے اور یقین تمہارے گمان کے علاوہ چیز ہے. اپنے رشتہ داروں کی دیکھ بھال کرو اور صلہ رحم قائم کرو اور ازداجی رشتوں کو باقی رکھو اور اپنے عہد و پیمان کا پاس ولحاظ کرو اور اپنے اموال کو (تجارت اور معاملات کے ذریعہ) بار آور اور نفع بخش بناؤ جو کہ تمہاری جوانمردی اور جود و بخشش کی علامت ہے اور جہاں تم پر انفاق لازم ہو اُس سے صرف نظر نہ کرو اور اس حرم (خدا کے گھر) کی تعظیم کرو اور اس سے متمسک ہو جاؤ کیونکہ یہ ایک پیغمبر کی مخصوص جگہ ہے اور یہیں سے خاتم الانبیاء اُس دین کے ساتھ جو موسیٰ اور عیسیٰ لائے تھے مبعوث ہوں گے پھر اس وقت اس طرح فرماتے تھے:

فترت کے بعد وہ محافظ ونگہبان نبی عالمانہ خبروں کے ساتھ آئے گا. اور یعقوبی کی عبارت میں اس طرح ہے:

اچانک وہ محمدؐ نبی آجائے گا اور سچی اور عالمانہ خبریں دے گا:

پھر کعب کہتے تھے: اے کاش ان کی دعوت اور بعثت کو ہم درک کرتے۔(۱)

سبل الھدیٰ والرشاد نامی کتاب میں بطور خلاصہ اس طرح مذکور ہے:

جمعہ کے دن کو ''عروبۃ'' کا دن کہتے تھے اور کعب وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اس کا نام جمعہ رکھا ہے۔(۲)

پھر اس کے بعد لفظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ انھیں مذکورہ مطالب کو اُس نے ذکر کیا ہے۔

جو کچھ ''کعب'' کی تعریف میں مورخین نے ذکر کیا ہے وہ اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ وہ حضرت ابراہیم کے بعد ''اوصیاء'' میں سے ایک وصی تھے کعب اور الیاس حضرت ابراہیم کی دعا کے قبول ہونے کے دو نمایاں مصداق تھے؛ جب انھوں نے بارگاہ خداوندی میں اپنی ذریت کے حق میں دعا کی اور کہا: میری اولاد میں اپنے سامنے سراپا تسلیم ہونے والی امت قرار دے۔

---

(۱) انساب الاشراف، بلاذری، طبع مصر، ۱۹۵۹۔ ج۱، ص۱۲ اور ۴۱؛ تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۲۳۶، طبع بیروت، ۱۳۷۹ھ؛ سیرۂ حلبیہ، ج۱، ص۹، ۱۵، ۱۶؛ سیرۂ نبویہ، حلبیہ کے حاشیہ پر، ج۱، ص۹. (۲) سبیل الھدیٰ والرشاد ج۱، ص۲۷۸.

مکّہ میں بت پرستی کا رواج اور اس کے مقابلے میں پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد کا موقف

گزشتہ صفحات میں ہم نے بیان کیا کہ ''جرھم'' قبیلہ نے ''ہاجرہ'' سے ان کے پاس سکونت کرنے کی اجازت مانگی تا کہ آب زمزم سے بہرہ مند ہوں تو ہاجرہ نے بھی انھیں اجازت دے دی۔

پھر سالوں گزرنے کے بعد ان کے فرزند (اسمٰعیل) ایک مکمّل جوان ہو گئے، تو ''مضاض جرھمی'' کی بیٹی سے شادی کر لی اور اس سے صاحب اولاد ہوئے۔

پھر حضرت اسمٰعیلؑ کی وفات کے بعد، ان کے فرزند ''ثابت'' مضاض جرھمی کے نواسے نے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی. ان کی وفات کے بعد، جرھم مکّہ کے امور پر قابض ہو گئے اور طغیانی اور سرکشی کی اور حق سے منحرف ہو گئے. ''خزاعہ قبیلہ'' نے اُن سے جنگ کی اور ان پر فاتح ہو گئے. (۱) اور مکّہ کی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی. بیت اللہ الحرام کی تولیت کے ذمّہ دار ہوئے اور رفتہ رفتہ اسمٰعیلؑ کی اولاد بھی کوچ کر گئی اور مختلف شہروں میں پھیل گئی جز معدودے چند افراد کے کہ جنھوں نے خانہ خدا کا جوار ترک نہیں کیا۔ (۲)

خزاعہ قبیلہ کے سردار سالہا سال تک یکے بعد دیگرے مکّہ کی حکومت اور بیت اللہ الحرام کی تولیت کے مالک ہوتے رہے یہاں تک کہ ''عمرو بن لحیّ'' کہ جو بڑا مالدار اور کثیر تعداد میں اونٹوں کا مالک تھا اور لوگ اس کے گھر پر کھانا کھاتے تھے جب تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا، تو اس کا کافی اثر ورسوخ تھا اس طرح سے کہ اس کی رفتار وگفتار لوگوں کے لئے قوانین شرعیہ کے مانند لازم الاجراء مانی جاتی تھی۔ (۳)

شام کے شہروں میں ایک سفر میں عمرو بن لحی نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ بت کی پوجا کرتے ہیں اور جب اُس نے ان کے بارے میں اُن سے سوال کیا تو اسے جواب دیا:

---

(۱) تاریخ ابن کثیر، طبع اوّل، ج ۲، ص ۱۸۴ و ۱۸۵ کو ملاحظہ کریں. (۲) تاریخ یعقوبی ج ۱، ص ۲۲۲۔ ۲۲۸.
(۳) تاریخ ابن کثیر، ج ۲، ص ۱۸۷.

یہ وہ بت ہیں جن کی ہم پوجا کرتے ہیں، ان سے بارش کی درخواست کرتے ہیں اور یہ لوگ ہمیں بارش سے نوازتے ہیں اور ان سے نصرت طلب کرتے ہیں وہ ہماری مدد کرتے ہیں۔

عمرو نے اُن سے کہا:

ایسا ہوسکتا ہے کہ کوئی بت ہمیں بھی دو تا کہ اسے اپنے ساتھ سرزمین عرب تک لے جائیں اور وہاں کے لوگ اس کی عبادت کریں؟

انھوں نے اسے ''ہبل'' نامی بت دے دیا، عمرو اس بت کو لے کر مکّہ آیا اور حکم دیا کہ لوگ اس کو عظیم سمجھتے ہوئے اس کی عبادت کریں اس نے حد یہ کی کہ ان بتوں کو حج کے تلبیہ میں داخل کر دیا اور اس طرح سے کہہ رہا تھا:

﴿لبیك اللّٰھُمَّ لبّیكَ لاشریك لك،الّا شریك ھو لك تملكه و ما ملك﴾

یعنی لبیک خدایا لبیک، تیرا کوئی شریک نہیں ہے جز اُس شریک کے کہ جو تیری ہی طرف سے ہے، وہ اور جو کچھ اس کے پاس ہے تیری بدولت ہے۔

خدا کے شریک سے اس کی مراد بت تھے۔اس سے خدا کی پناہ۔اسی طرح اُس نے حضرت ابراہیمؑ کے حنفیہ آئین کو بدل ڈالا اور خود اس نے دیگر قوانین بنائے۔

''بحیرہ'' اور ''سائبہ'' کے قوانین اسی کے ساختہ اور پرداختہ افعال میں سے ہیں (اسی کے کارناموں میں شمار ہوتے ہیں) بحیرہ وہ اونٹنی ہے کہ جو کچھ حالات کے تحت اس کا دودھ بتوں اور جعلی خداؤں کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔سائبہ بھی ایک اونٹ ہی تھا کہ اُسے بتوں سے مخصوص کر دیا تھا اس سے بوجھ ڈھونے اور بار اٹھانے کا کام نہیں لیا جاتا تھا اور اسے کسی کام میں استعمال نہیں کرتے تھے۔(۱)

اس طرح سے توحید کی سرزمین پر بت پرستی عام ہوگئی۔البتہ ان ناپسندیدہ انحرافات کا صرف ھبل پر انحصار نہیں ہے بلکہ ان بتوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور انھیں کعبہ کی دیوار پر بھی آویزاں کر دیا گیا۔

ان بتوں کی عبادت اور پرستش مکّہ سے جزیرۃ العرب کی دیگر آبادسرزمینوں اور مختلف قبائل تک منتقل ہوگئی۔وہاں کے لوگوں کے درمیان سے توحید کی علامتیں غائب ہو کر فراموشی کا شکار ہوگئیں اور حضرت ابراہیم کی حنفیہ شریعت میں تحریف واقع ہوگئی۔

(۱) تاریخ ابن کثیر، ج ۲، ص ۱۸۷۔۱۸۹؛ اور اس کا خلاصہ بلاذری کی انساب الاشراف کی پہلی جلد کے ۲۴ صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

پیغمبر اسلامؐ کے اجداد کی سیرت کی تحقیق کے بعد بُت پرستی کے مقابلے میں ان کے موقف اور عکس العمل کو بیان کرتے ہیں۔

قُصیّ بن کلاب بن مرّہ بن کعب

قُصیّ کے جوان اور قوی ہونے تک مکّہ کی حکومت اور خانہ خدا کا معاملہ خزاعہ قبیلہ کے ہاتھ میں رہا۔ انھوں نے اپنے پراگندہ اور بکھرے ہوئے خاندان کو جمع کیا اور اپنے مادری بھائی ''درّاج بن ربیعہ عذری'' سے نصرت طلب کی. درّاج قضاعہ کے ایسے گروہ کے ساتھ جسے وہ جمع کرسکتا تھا ان کی مدد کو آیا. پھر وہ سب خزاعہ سے جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں طرف سے کثیر تعداد میں لوگ مارے گئے، نتیجہ کے طور پر ''عمرو بن عوف کنانی'' کے فیصلے پر آمادہ ہوئے.

عمرو بن عوف فیصلہ کے لئے بیٹھا اور اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ قُصیّ مکّہ کی حکومت اور خانہ خدا کی تولیت کے لئے خزاعہ کے مقابل زیادہ سزاوار ہیں.

قُصیّ نے خزاعہ قبیلہ کو مکّہ سے نکال باہر کیا اور مکّہ کی حکومت اور خانہ خدا کی خدمت کی ذمہ داری اپنے ہاتھوں میں لے لی. اور قریش کے اطراف واکناف میں پھیلے ہوئے قبائل کو جو کہ پہاڑوں اور درّوں میں زندگی گزار رہے تھے جمع کیا اور مکّہ کے درّوں اور اس کی دیگر زمینوں کو ان کے درمیان تقسیم کردیا، اسی لئے اُنھیں ''مجمع'' (جمع کرنے والا) کہتے ہیں شاعر نے اس سلسلے میں کیا خوب کہا ہے:

اَبُوْ کُمْ قُصیّ کَانَ یُدْعَیٰ مُجَمِّعا بِہٖ جَمَعَ اللّٰہُ الْقَبَائِلَ مِنْ فِھْرٍ

تمہارے باپ قُصیّ ہیں جنھیں لوگ مجمع (جمع کرنے والا) کہتے تھے۔

خداوند عالم نے ان کے ذریعہ فِھر کے قبیلوں کو ایک مرکز پر جمع کردیا۔

قُصیّ نے قریش کے قبیلوں کے لئے ''دار الندوۃ'' جیسی ایک جگہ تعمیر کی تاکہ وہاں اکٹھا ہوکر اپنے سے مربوط امور میں ایک دوسرے سے مشورہ کریں. اُنہوں نے اسی طرح خانہ کعبہ کو اس کی بنیاد سے ایسا تعمیر کیا کہ ویسی تعمیر ان سے پہلے کسی نے نہیں کی تھی۔(۱) قُصیّ بتوں کی پرستش سے شدت کے ساتھ روکتے تھے۔

(۱) تاریخ یعقوبی۔ج۱،ص۲۳۸۔۲۴۰.

قُصیّ اور بیت اللہ الحرام اور حاجیوں سے متعلق ان کا اہتمام

۱۔ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے:

قُصیٰ نے سقایت (سیراب کرنے) اور رفادت (حجاج کی مدد کرنے) کی ذمہ داری قریش کو دی اور کہا: اے جماعت قریش! تم لوگ خدا کے پڑوسی، اس کے گھر اور حرم کے ذمہ دار ہو اور حجاج خدا کے مہمان اور اُس کے گھر کے زائر ہیں اور وہ لوگ تعظیم و تکریم کے زیادہ حق دار مہمان ہیں۔

لہٰذا حج کے ایام میں ان کے لئے کھانے اور پینے کی چیزیں فراہم کرو جب تک کہ وہ تمہارے علاقے سے اپنے گھروں کو نہ لوٹ جائیں۔

قریش نے بھی حکم کی تعمیل کی اور سالانہ ایک مبلغ حجاج پر صرف کرنے کے لئے الگ کر دیتے تھے اور اُسے قُصیٰ کو دے دیتے تھے۔ قُصیٰ ان مبلغوں سے مکّہ اور منیٰ کے ایام میں لوگوں کے کھانے پینے کا بندوبست کرتے اور کھال سے حوض بناتے اور اس کو پانی سے بھرتے اور مکّہ، منیٰ اور عرفات میں لوگوں کو پانی پلاتے تھے، قُصیٰ کی یہ یادگار اسی طرح ان کی قوم (قریش) کے درمیان زمانۂ جاہلیت میں جاری رہی یہاں تک کہ اسلام کا ظہور ہوا اور یہ سنت آج تک اسی طرح اسلام میں باقی اور جاری ہے۔(۱)

۲۔تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

قُصیٰ نے قریش قبیلے کے افراد کو خانہ خدا کے اردگرد جمع کر دیا اور جب حج کا زمانہ آیا تو قریش سے کہا: حج کا زمانہ آ گیا ہے اور میں کوئی بھی احترام و اکرام عرب کے نزدیک کھانا کھلانے سے بہتر نہیں جانتا ہوں لہٰذا تم میں سے ہر ایک اس کے لئے ایک مبلغ عطا کرے۔

ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور کافی مبلغ اکٹھا ہو گیا۔

جب حاجیوں کا سب سے پہلا گروہ پہونچا، تو آپ نے مکّہ کے ہر چوراہے پر ایک اونٹ ذبح کیا اور مکّہ میں بھی ایک اونٹ ذبح کیا اور ایک جگہ بنائی جس میں غذا، روٹی اور گوشت رکھا اور پیاسوں کو دودھ اور پانی سے سیراب کیا اور خانہ کعبہ کی طرف گئے تو اس کے لئے کنجی اور آستانہ کا انتظام کیا۔(۲)

انساب الاشراف میں مذکور ہے:

---

(۱) طبقات ابن سعد، طبع یورپ، ج۱، ص۴۱، ۴۲۔ (۲) تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۲۳۹۔۲۴۱، طبع بیروت، ۱۳۷۹ھ۔

قُصی نے کہا: اگر میری دولت ان تمام چیزوں کیلئے کافی ہوتی تو تمہاری مدد کے بغیر انھیں انجام دیتا(۱)

۳۔ سیرۂ حلبیہ میں خلاصہ کے طور پر اس طرح مذکور ہے:

جب حج کا وقت نزدیک آیا تو قُصی نے قریش سے کہا:

حج کا موقع آچکا ہے اور جو کچھ تم نے انجام دیا ہے عرب نے سنا ہے اور وہ لوگ تمہارے احترام کے قائل ہیں. اور میں کھانا کھلانے سے بہتر عرب کے نزدیک کوئی اور احترام واکرام نہیں جانتا لہٰذا تم میں سے ہر شخص اس کام کے لئے ایک مبلغ عنایت کرے۔

ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور کافی مبلغ اکٹھا ہوگیا، جب حاجیوں کا سب سے پہلا گروہ پہونچا تو انھوں نے مکّہ کے ہر راستہ پر ایک اونٹ ذبح کیا اور مکّہ کے اندر بھی ایک اونٹ ذبح کیا اور گوشت کا سالن تیار کیا اور میوے کے پانی سے ملا ہوا میٹھا پانی اور دودھ حجاج کو پلایا۔

قُصی وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ''مزدلفہ'' میں آگ روشن کی تا کہ شب میں لوگ عرفہ سے نکلتے وقت اندھیرے کا احساس نہ کرسکیں۔

اُنھوں نے مکّہ کی تمام قابل اہمیت اور لائق افتخار چیزوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور سقایت (سیرابی) حجاج کی مدد، کعبہ کی کلید برداری، مشاورتی اجلاس کی جگہ دار الندوہ، علمبرداری اور امارت وحکومت اپنے اختیار میں رکھی۔

''عبد الدار'' قُصی کی اولاد میں سب سے بڑے تھے اور ''عبد مناف'' اُن سب میں شریف ترین، اُنھوں نے شرافت کو اپنے باپ (قُصی) کے زمانے ہی میں اپنے سے مخصوص کرلیا تھا اور ان کی شرافت کا شہرہ، آفاق میں گونج رہا تھا ان کے بھائی ''مطلب'' کا مرتبہ بھی علو مقام اور بلندی رتبہ کے لحاظ سے ان کے بعد ہی تھا اور لوگ ان دونوں بھائیوں کو بدران (دو چاند) کہتے تھے. قریش نے عبد مناف کو ان کی جود و بخشش کی وجہ سے فیّاض کا لقب دیا تھا۔

قُصی نے اپنے بیٹے عبد الدار سے کہا:

میرے بیٹے: خدا کی قسم تمھیں تمہارے بھائیوں عبد مناف اور جناب عبد المطلب کے ہم پلّہ دوں گا، اگر چہ وہ لوگ مرتبہ کی بلندی اور رفعت کے لحاظ سے تم پر فوقیت رکھتے ہیں۔

(۱) انساب الاشراف۔ ۱، ص ۵۲. نکلنے کی راہ دیکھ سکیں.

قرار کوئی مرد بھی کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوگا مگر یہ کہ تم اس کا دروازہ کھولو تم کعبہ کے پردہ دار ہوگے قریشیوں کا کوئی پرچم جنگ کے لئے اس وقت تک سمیٹا نہیں جائے گا جب تک کہ تم اجازت نہیں دوگے تم قریش کے علمبردار ہو۔

مکہ میں کوئی آدمی بھی تمہاری اجازت کے بغیر سیراب نہیں ہوگا مگر یہ کہ تم پلاؤ کیونکہ سقایت کا منصب تم سے مخصوص ہے۔

کوئی بھی حج کے ایام میں کچھ نہیں کھائے گا مگر یہ کہ تم اسے کھلاؤ، تم حاجیوں کے میزبان ہو قریش کا کوئی کام قطعی اور یقینی مرحلہ تک نہیں پہونچے گا مگر یہ کہ تمہارے گھر میں، تم دارالندوہ کے ذمہ دار ہو تمہارے سوا کوئی اس قوم کی رہبری نہیں کرے گا تم اس قوم کے رہبر ہو اور یہ سارے فخر و مباہات قُصیٰ کے عطا کردہ ہیں۔

جب قُصیٰ کی موت کا زمانہ قریب آیا تو انھوں نے اپنے فرزندوں سے کہا: شراب سے پرہیز کرو۔(۱)

گزشتہ مباحث میں ہم نے حضرت ابراہیمؑ کی سنت میں دو واضح اور آشکار خصوصیتوں کا درج ذیل عنوان کے ساتھ تحقیقی جائزہ لیا ہے:

۱۔ بیت اللہ الحرام کی تعمیر اور انجام حج کے لئے لوگوں کو دعوت دینا اور اس کے شعائر کا قائم کرنا۔

۲۔ مہمانوں کو کھانا کھلانے اور ان کی تعظیم و تکریم کی جانب ان کی توجہ۔

ان دو خصلتوں کو ہم حضرت ابراہیمؑ کی ذریت قُصیٰ اور ان لوگوں میں جن کی خبریں اس کے بعد آئیں گی واضح انداز میں ملاحظہ کرتے ہیں کہ ان دو خصلتوں کے وہ لوگ مالک تھے۔

انبیاء اور مرسلین کے اوصیاء (اُس پیغمبر کی سنتوں کا احیاء کرنے میں جس کی شریعت کی حفاظت اور تبلیغ کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔) ایسے ہی ہوتے ہیں۔

لیکن یہ بات کہ قُصیٰ نے اپنے دو فرزندوں کا نام (عبد مناف) اور (عبد العزیٰ) رکھا ایک ایسا مطلب ہے کہ انشاء اللہ جناب عبد المطلب کی جہاں سیرت اور روش کے بارے میں گفتگو کریں گے وہاں اس کے بارے میں بھی بیان کریں گے۔

---

(۱) سیرۂ حلبیہ، ج ۱، ص ۱۳۔ کہ اُن میں سے بعض کا ذکر اُس کے حاشیہ سیرۂ نبویہ زینی دحلان کی تالیف میں ہوا ہے۔

قُصیٰ کی وفات

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

قُصیٰ انتقال کر گئے اور ''حجون'' میں سپرد لحد ہوئے ان کے بعد ان کے فرزند ''عبد مناف'' نے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی اور ریاست حاصل کی اور ان کی قدر و منزلت بڑھ گئی اور ان کے شرف و مرتبہ میں اضافہ ہو گیا۔(۱)

عبد مناف بن قُصیٰ

سیرۂ حلبیہ اور نبویہ میں مذکور ہے:

عبد مناف کا نام مغیرہ تھا اور پتھر پر لکھی ایک تحریر ہاتھ لگی جس میں تحریر تھا قُصیٰ کے فرزند مغیرہ نے تقوای الٰہی اختیار کرنے اور صلہ رحم کرنے کی وصیت کی ہے۔(۲)

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

(قُصیٰ کے بعد) ''عبد مناف بن قُصیٰ'' کو ریاست ملی انھوں نے بھی اپنی حیثیت اور قدر و منزلت بڑھالی اور اپنے شرف و مرتبہ میں اضافہ کیا۔

جناب ہاشم بن عبد مناف

عبد مناف کے فرزند ہاشم کا نام ''عمرو العلیٰ'' تھا۔

ا۔طبقات ابن سعد اور تاریخ یعقوبی میں خلاصہ کے طور پر مذکور ہے:

اپنے باپ کے بعد جناب ہاشم نے مرتبت و منزلت حاصل کی اور ان کا نام اور چرچہ شہرہ آفاق ہو گیا اور قریش نے موافقت کی کہ سقایت (سیراب کرنا)، ریاست اور رفادت (حاجیوں کی مدد کرنا) جناب ہاشم بن عبد مناف کے اختیار میں ہو گی۔

---

(۱) تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۲۴۱ جو ہم نے جرہم، خزاعہ اور قُصیٰ کے بارے میں مفصل گفتگو کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں اس بات کا علم ہو جائے کہ جنھوں نے ابراہیم کے دین حنیف کو بدلا ہے وہ حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کی اولاد کے علاوہ تھے۔

(۲) سیرۂ حلبیہ، ج ۱، ص ۷ اور سیرۂ نبویہ، ج ۱، ص ۱۷؛ سبل الھدیٰ، ۱، ۲۷۴۔

جناب ہاشم مراسم حج کی انجام دہی کے موقع پر قریش کے درمیان کھڑے ہو کر فرماتے تھے:

اے قریش والو! تم لوگ خدا کے پڑوسی اور اس کے اہل خانہ ہو. اس موسم میں خدا کے زوّار تمہارے پاس آئیں گے تا کہ اُس کے گھر کی حرمت کی تعظیم کریں. وہ لوگ خدا کے مہمانوں میں سے ہیں لہٰذا احترام کے زیادہ حق دار ہیں۔

خدا نے تمھیں اس کام کے لئے منتخب کیا ہے اور تمھیں اسی وجہ سے بزرگ بنایا ہے خدا نے تمہاری ہمسائگی کی رعایت ونگہداشت ہر ہمسایہ سے کہیں بہتر کی اور ہر پڑوسی سے بہتر اپنے پڑوسی کو محفوظ رکھا ہے اب تم لوگ اس کے مہمانوں اور زائرین کا اکرام کرو. کہ وہ لوگ الجھے ہوئے بالوں، غبار آلود صورتوں میں ہر شہر وعلاقہ سے اونٹ پر سوار ہو کر جو کہ لاغر ہونے کے لحاظ سے تیر کی لکڑیوں کے مانند ہے راستہ سے پہنچنے ہی والے ہیں اس حال میں کہ وہ تھکے ماندے ہیں، بدبودار، کثیف، گرد میں اٹے اور نادار لوگ ہیں لہٰذا ان کی مہمانی کے لئے اٹھ کھڑے ہو اور ان کی بے نوائی اور احتیاج کو دور کرو۔

جناب ہاشم نے کافی مال اکٹھا کیا اور حکم دیا کہ کھال سے حوض تیار کریں اور زمزم کے پاس رکھ دیں پھر پانی سے ان کنوؤں کو پُر کرتے تھے جو مکّہ میں پائے جاتے تھے اور حاجیوں کو ان سے پلاتے تھے اور مکّہ منی، مشعر اور عرفات میں لوگوں کو غذا دیتے تھے، روٹی گوشت، گھی اور آٹا ان کے لئے فراہم کرتے تھے اور ان کے لئے منیٰ تک پانی اٹھا کر لیجاتے تا کہ وہ پئیں؛ یہاں تک کہ حاجی لوگ منیٰ سے پراگندہ ہو کر اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے جاتے تھے۔(۱)

۲۔ کتاب سیرۂ حلبیہ ونبویہ میں مذکور ہے:

جب ذی الحجہ کا چاند نمودار ہوتا تھا تو جناب ہاشم صبح کے وقت اُٹھتے اور در کی طرف سے دیوار کعبہ سے ٹیک لگاتے اور اپنے خطبہ میں کہتے:

اے قریش کی جماعت! تم لوگ عرب کے سردار ہو اور سب سے زیادہ نیک نام ہو اور سب سے زیادہ عقلمند اور تمام قبیلوں سے زیادہ شریف اور عربوں میں عرب سے رحم کے لحاظ سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

اے قریش کی جماعت! تم لوگ خداوند متعال کے گھر کے پڑوسی ہو، خداوند عالم نے تمھیں اپنی ولایت سے نوازا ہے اور تمہارے بعد اپنی ہمسائگی کو اسمٰعیل کے فرزندوں میں تم سے مخصوص کیا ہے۔

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۴۶؛ تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۲۴۲، طبع بیروت ۱۳۷۹ھ ہم نے ان دونوں کی باتوں کو جمع کیا ہے۔

اب خدا کے زائر جو اُس کے گھر کو عظیم سمجھتے ہیں تمہارے نزدیک آرہے ہیں وہ اس کے مہمان ہیں اور خدا کے مہمانوں کی قدردانی کے لئے سب سے زیادہ لائق تم ہو۔

لہٰذا اس کے زائروں اور مہمانوں کی قدردانی کرو، کہ وہ لوگ الجھے ہوئے غبار آلود بالوں کے ساتھ ہر شہر اور ہر علاقے سے ایسے اونٹوں پر سوار ہو کر جو کہ تیز کی لکڑیوں کے مانند لاغر اور دبلے پتلے ہیں، پہنچنے ہی والے ہیں؛ لہٰذا اس کے گھر کے زائرین اور مہمانوں کی قدردانی اور ضیافت کرو. اس کعبہ کے ربّ کی قسم اگر ہمارے پاس اتنا مال ہوتا کہ ان تمام امور کے لئے کفایت کرتا تو تم سے مدد نہیں مانگتے. اب میں اپنے پاک وحلال مال سے کہ جس میں قطع رحم کا شائبہ تک نہیں اور نہ ہی کوئی مال ظلم وستم سے حاصل کیا گیا ہے اور نہ اُس میں کسی حرام کی آمیزش ہے (کچھ ان امور میں مصرف کے لئے) کنارے رکھتا ہوں (جدا کرتا ہوں) اور تم میں سے جو ایسا کرنا چاہتا ہے ایسا کرے۔

تم میں سے اس گھر کی حرمت کے ذریعہ چاہتا ہوں کہ تم سے کوئی مرد بیت اللہ کے زائروں کا اکرام کرنے اور انھیں تقویت پہنچانے کے لئے حلال اور پاک مال کے سوا جدا نہ کرے؛ اُس میں ایک دینار بھی ظلم وستم کے ذریعہ نہ لیا گیا ہو اور کسی سے قطع رحم نہ ہوا ہو اور زور زبردستی سے نہ لیا گیا ہو۔

ان لوگوں نے بھی تعمیل حکم کرتے ہوئے وقت سے کام لیتے ہوئے اپنے مال میں سے حلال مال کو الگ کر کے دارالندوہ میں رکھ دیتے تھے۔(۱)

۳۔ انساب الاشراف اور ابن ہشام کی سیرہ اور المحبّر میں مذکور ہے (اور ہم انساب الاشراف کی بات نقل کرتے ہیں):

ایک سال قریش کو قحط (خشک سالی) کا سامنا ہوا اور ان کے اموال تباہ ہو گئے اور بے چارگی وتنگدستی سب پر چھا گئی. یہ خبر جناب ہاشم کو جو کہ شام کے غزہ نامی (۲) علاقے میں تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے پہنچی تو جناب ہاشم نے حکم دیا کہ روغنی روٹی (کیک) اور سادہ روٹی فراہم کریں ان کے دستور کے اجراء کے ساتھ ہی اس سے کہیں زیادہ چیزیں فراہم ہو گئیں. پھر انھیں تھیلوں میں رکھ کر اونٹوں پر لاد کر مکّہ کی طرف روانہ ہو گئے. جب مکّہ پہونچے تو حکم دیا کہ انھیں توڑ توڑ کر سالن میں بھگو دیں اور جو اونٹ اپنے ہمراہ لائے تھے انھیں نحر کر ڈالا اور مکّہ کے رہنے والوں کو سیر کر کے انھیں گرسنگی اور بھوک سے نجات دی۔

(۱) سیرۂ حلبیہ ج ۱، ص ۶، سیرۂ نبویہ ج ۱، ص ۱۹. (۲) غزہ مصر کی سمت شام کی انتہا میں ایک شہر ہے؛ معجم البلدان.

عبداللہ ابن زبعریٰ نے اس قحط کے بارے میں جس نے مکّہ والوں کو زحمت و مشقت میں مبتلا کر رکھا تھا اس طرح یاد کیا ہے۔(۱)

عمرو العلیٰ هشم الثّرید لقومه و رجال مکّه مسنتون عجاف

وهو الّذی سنّ الرحیل لقومه رحل الشتاء ورحلة الاصیاف

''عمرو علیٰ'' نے اپنی قوم کے لئے سالن دار گوشت تیار کیا جبکہ مکّہ والے قحط سے دوچار تھے۔

اُس نے اپنی قوم کے لئے کاروانی تجارت کی سنت قائم کی۔ جاڑے کے کاروان اور گرمی کے کاروان کے عنوان سے۔

اسی سال، تمام مکّہ والوں کو قحط نے اپنی گرفت میں لے لیا اور جناب ہاشم نے جو کچھ کیا اس سے تھوڑی ہی مدّت تک ان کی فریادرسی ہوئی لیکن اس تاریخ کے بعد مکّہ والوں کے درمیان کچھ ایسے بھی افراد تھے جو گرسنگی کے سامنے کوئی چارہ کار نہیں رکھتے تھے سوائے یہ کہ (اعتفاد) کریں اور ''اعتفاد'' یہ تھا کہ گھر اور خاندان کے تمام افراد صحرا کی طرف چلے جاتے تھے اور وہاں جا کر کسی سایہ میں موت کے انتظار میں بیٹھ جاتے تھے تاکہ یکے بعد دیگرے بھوک سے مرجائے اور خاندان کی کوئی فرد باقی نہ بچے۔

جناب ہاشم ابن عبد مناف نے اس ناموافق امر کے بارے میں چارہ جوئی کی کہ اس کے بعد مکّہ میں پھر کوئی پیدا نہیں ہوا کہ جو (اعتفاد) پر مجبور ہو۔ داستان اس طرح ہے:

''اعتفاد'' سے متعلق جناب ہاشم کی چارہ جوئی اور راہ حل۔

قرطبی نے ابن عباس سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

قریش کی ایسی عادت تھی کہ اُن میں سے جب کوئی بھوک سے دوچار ہوتا اور کوئی راہ چارہ نہ ہوتی تو خود اور اپنے اہل و عیال کو مشہور و معروف جگہ پر لے جاتا اور خیمہ لگا کر وہاں قیام کرتا تاکہ سب مرجائیں۔

یہ حالت ''عمرو بن عبد مناف'' کے زمانے تک جو کہ اپنے زمانے کے سید و سردار تھے باقی رہی، عمرو کا ''اسد'' نامی ایک فرزند تھا اور وہ بنی مخزوم قبیلہ کے ایک لڑکے کا دوست تھا کہ اس کے ساتھ کھیلتا کودتا تھا اور اسے بہت دوست رکھتا تھا۔

---

(۱) انساب الاشراف۔ ج ۱، ص ۵۸؛ اور سیرۂ ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۴۷؛ اور المحبر، تالیف ابن حبیب، ص ۱۴۶۔

ایک دن اسد کے دوست نے اسد سے کہا: ہم لوگ کل ''اعتفاد'' کریں گے، اس دردناک بات کا مطلب یہ تھا کہ: ہم لوگ ایک ساتھ صحرا کی طرف جائیں گے اور ایک خیمہ کے نیچے جمع ہو جائیں گے تا کہ یکے بعد دیگرے بھوک کی شدت سے ہر ایک مرتا رہے یہاں تک کہ سب کے سب مر جائیں۔

اسد یہ بات سن کر اپنی ماں کے پاس روتا ہوا آیا اور جو کچھ اس کے دوست نے کہا تھا اُس نے اپنی ماں سے کہہ سنایا، اسد کی ماں نے بھی ان کے لئے تھوڑا آٹا اور چربی بھیجی انھوں نے چند دن اس پر گذارے پھر چند روز بعد اسد کا دوست اس کے پاس آیا اور کہا: ہم لوگ کل اعتفاد کریں گے۔

اسد اس بار بھی روتا ہوا باپ کی خدمت میں پہونچا اور اپنے دوست کا واقعہ اُن سے بیان کیا. یہ بات عمرو ابن عبد مناف پر گراں گذری لہٰذا انھوں نے قریش کے ان افراد کو جو ان کے حکم کی تعمیل کرتے تھے آواز دی اور ان کے درمیان خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور کہا:

تم لوگوں نے ایسا کام کیا ہے جس سے اپنی تعداد کم کر دی ہے جب کہ قبائل عرب کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور وہ کام تمہاری ذلت وخواری اور دوسرے عرب کی عزت کا باعث ہو رہا ہے۔

تم لوگ آدم کی اولاد میں سب سے زیادہ محترم اور حرم الٰہی کے ساکن اور رہنے والے ہو اور لوگ تمہارے تابع فرمان ہیں اور تمہاری باتیں سنتے ہیں. اور قریب ہے کہ یہ اعتفاد تمھیں ہلاک کر ڈالے اور نابود کر دے؛ قریش نے کہا: ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں؛ (یعنی جو آپ کا حکم ہوگا ہم ماننے کو تیار ہیں) جناب ہاشم نے کہا: سب سے پہلے اس مرد (اسد کے دوست کے باپ) کو کچھ دو اور انھیں اعتفاد سے بچاؤ انھوں نے حکم کی تعمیل کی اور ایسا ہی کیا۔(۱)

پھر جناب ہاشم نے قریش کے مختلف قبیلوں کو دو تجارتی سفر کے لئے تیار کیا؛ جاڑے میں یمن کی جانب اور گرمی میں شام کی جانب اور یہ طے کیا کہ دولت مند جو فائدہ حاصل کرے اسے فقیر پر تقسیم کرے؛ یہاں تک کہ وہ فقراء مالداروں کے ہم پلہ ہو گئے۔

یہ صورت حال اسی طرح باقی رہی یہاں تک اسلام کا ظہور ہوگا۔

اس طرح سے عرب میں کوئی قبیلہ ثروت وعزت کے لحاظ سے قریش کا ہم پلہ اور ہم شان نہ ہو سکا کہ ایک شاعر قریش نے کہا:

---

(۱) لسان العرب میں (عفد) کی لفظ کے بارے میں اور تفسیر قرطبی ج ۲۰، ص ۲۰۴ ملاحظہ ہو۔

والخا لطون فقیر هم بغنّهمْ حتّیٰ یصیر فقیر هم کا لکافی

''فقیر اور دولت مند آپس میں اس طرح مخلوط ہو گئے کہ ان کے فقراء مالداروں کے مانند بے نیاز ہو گئے''۔

یہ صورت حال حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کی طرف سے مبعوث بہ رسالت ہونے تک باقی رہی۔

بلاذری نے اپنی کتاب انساب الاشراف میں قریش کے ان دونوں تجارتی قافلوں کے جناب ہاشم کے ذریعہ متحرک ہونے کے بارے میں اس طرح ذکر کیا ہے:

جناب ہاشم بن عبد مناف قریش کے تجارتی سفر کے موجد اور اس کے بانی ہیں اور اس کی داستان اس طرح ہے:

جناب ہاشم نے ابتدا میں قریش کے تجارتی قافلہ کے روانہ ہونے کے لئے شام کے بادشاہوں سے امنیت اور حفاظت کی ضمانت لی کہ قریش کے تجار سالم، محفوظ اور مطمئن رہیں۔

پھر ان کے بھائی ''عبد شمس'' نے حبشہ کے حاکم سے اپنے اُن تاجروں کی حفاظت کی ضمانت جو وہاں جنس لے کر جاتے تھے، دریافت کی اور ''مطلب ابن عبد مناف'' نے یمن کے بادشاہ سے اور ''نوفل بن عبد مناف'' نے عراق کے حاکم سے امنیت اور حفاظت کا عہد و پیمان لیا۔

اس طرح سے دو تجارتی سفر میں جاڑے کے موسم میں یمن، حبشہ اور عراق کی طرف اور گرمی کے موسم میں شام کی طرف روانہ ہوتے تھے۔(۱)

خداوند عالم اس سے متعلق سورۂ قریش میں اس طرح فرماتا ہے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ ☆ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ☆ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ ☆ الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ ☆﴾

قریش کے انس والفت کی خاطر۔ ان کی الفت جاڑے اور گرمی کے سفر میں. لہٰذا (اس دوستی کے

(۱) انساب الاشراف، بلاذری، ج ۱، ص ۵۹.

شکرانہ کے طور پر) اس گھر کے ربّ کی عبادت کریں. وہ جس نے اُنھیں شدید بھوک میں سیر کیا اور انھیں زبردست خوف سے مامون ومحفوظ رکھا ہے۔

عرب عربی معاشرہ اور سماج میں افتخار اور نیک نامی حاصل کرنے کی خاطر مہمانوں کی دیکھ ریکھ، ان کے اکرام اور اطعام (کھانا کھلانے) میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے تھے، خواہ جو مال وہ اس راہ میں خرچ کرتے وہ چاپلوسی، لوٹ کھسوٹ، غصب، ربا، جوے اور اس طرح کی چیزوں سے کیوں نہ حاصل ہوا ہو۔

لیکن جناب ہاشم نے اس مال سے اپنی رضایت کا اظہار نہیں کیا۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کی خواہش تھی کہ انفاق خداوند سبحان کی خوشنودگی اور رضا کے لئے ہونا چاہئے اسی لئے وہ خشک سالی اور گرانی کی وجہ سے بھوکوں کو سیر کرتے اور تجارتی قافلوں کو غذا ڈھونے والے قافلوں سے بدل دیتے تھے، مکّہ میں وہی اونٹ جو ان کے تجارتی سامان اور اجناس ڈھوتے تھے انھیں اونٹوں کو نحر کر کے اُن سے مکّہ والوں کے لئے غذا کا بندوبست کرتے تھے۔

اس سے اہم یہ بات ہے کہ انھوں نے اعتقاد کے مسئلہ کو اپنی قوم کے درمیان سے ہمیشہ کے لئے جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

اور اس سے بھی اہم یہ بات ہے کہ انھوں نے قریش کے لئے تجارتی قافلے تشکیل دیئے اور آباد اور مملو (جہاں آبادی زیادہ ہو) جگہوں کی طرف روانہ کیا.

اور چونکہ تجارتی قافلوں کے لئے جزیرۃ العرب میں حرمت والے مہینوں کے علاوہ روانہ ہونا عرب کے مختلف قبائل کی غارت گری اور لوٹ مار کی وجہ سے ناممکن تھا. (کیونکہ ان کی عادت ہو چکی تھی کہ ہر مسافر اور مال پر حملہ کریں اور غارت گری اور لوٹ مچائیں). اس لئے جناب ہاشم اور ان کے بھائیوں نے شام، ایران، حبشہ اور ان عربی قبیلوں کے سرداروں سے عہد و پیمان لیا جن کی سرزمین سے قافلے گذرتے تھے۔

اس طرح سے وہ گرمی میں شام اور ایران کی طرف اور جاڑے میں یمن اور افریقا کی جانب تجارتی سفر کرتے ایسی چیز کی اختراع وایجاد عرب اور غیر عرب کی تاریخ میں کبھی نہیں پائی گئی. حتیٰ کہ حاتم جیسے جوانمرد، سخی وجواد انسان نے بھی ایسے کاموں کا اقدام نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور نے ایسا کیا کہ جس کی سخاوت اس سے کم یا زیادہ رہی ہو۔

جناب ہاشم بن عبد مناف اپنی قوم کے اقتصادی، معاشی اور اُخروی معاملہ میں اپنے ان کارناموں کی

وجہ سے اپنی قوم کے پیشرو شمار ہوتے ہیں۔

ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ خداوند عالم پیغمبروں کو لوگوں کے معاش اور معاد سے متعلق امور کی ہدایت کے لئے مبعوث کرتا ہے۔

انھوں نے اپنے دور اور اپنے بعد والے دور میں مکّہ والوں کو عرب کے لوگوں میں سب سے زیادہ مال دار بنا دیا۔

جناب عبدالمطلب بن جناب ہاشم

۱۔ سیرۂ ابن ہشام اور تاریخ طبری جیسی کتابوں میں بطور خلاصہ یوں نقل کیا گیا ہے:

''جناب عبدالمطلب'' کی ماں نے سر میں سفید بال کی وجہ سے ان کا ''شیبہ'' نام رکھا تھا۔(۱)

لیکن جس وقت ان کے چچا (مطلب) مدینہ گئے اور انھیں ان کی ماں سے لے کر مکّہ واپس آئے، چونکہ آپ کو اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا تو قریش نے انھیں دیکھ کر یہ خیال کیا کہ وہ بچہ جناب عبدالمطلب کا غلام ہے۔

اس وجہ سے ان کا نام ''عبدالمطلب'' رکھا اور یہی نام ان کے اصلی نام کی جگہ مشہور ہو گیا۔

یہیں سے یہ استنباط کیا جا سکتا ہے کہ پیغمبر اکرم اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض آباء واجداد کی نام گذاری اسی طرح سے ہوئی ہے۔

جیسے ''جناب ہاشم'' چور کرنے والے کے معنی میں ہے کہ یہ نام انھیں مکّہ میں قحط سالی کے زمانے میں اپنی قوم کے بے نوا افراد کے لئے سالن دار گوشت میں روٹی چور چور کرنے کی وجہ سے دیا گیا ہے اور ان کا اصلی نام ''عمرو العلیٰ'' تھا جو فراموشی کی نذر ہو گیا۔(۲)

یا ''عبد مناف'' کا نام دراصل مغیرہ تھا کہ قریش نے انھیں عبد مناف کہا ہے(۳) یا قُصیٰ کو مُجمع کہتے تھے کیونکہ انھوں نے قریش کو مکّہ میں جمع کیا تھا۔(۴)

---

(۱) عبدالمطلب کی سوانح حیات جاننے کے لئے ابن ہشام کی سیرہ کی پہلی جلد، ص ۱۴۵ اور تاریخ طبری، ج ۲، ص ۳۳۵_۳۳۶، طبع بیروت، دارالفکر، ملاحظہ ہو۔ اور ایک شاعر نے شعر کے جناب عبدالمطلب کو شیبۃ الحمد کہا ہے، جیسا کہ ص ۲۹۶ پر ملاحظہ کریں گے۔

(۲) اس سے پہلے ذکر شدہ ان کے حالات زندگی میں ملاحظہ ہو۔ (۳) اس سے پہلے ذکر شدہ ان کے حالات زندگی میں ملاحظہ ہو۔

(۴) اس سے پہلے ذکر شدہ ان کے حالات زندگی میں ملاحظہ ہو۔

ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے:

قریش میں جناب عبدالمطلب چہرہ کے اعتبار سے حسین ترین، جسم کے لحاظ سے بہترین، نہایت خوبصورت ڈیل ڈول کے مالک، حلم و بردباری کے اعتبار سے سب سے زیادہ صابر اور جود و بخشش کے اعتبار سے سب سے زیادہ کریم اور جوادانسان تھے۔

وہ لوگوں میں ایسے امور سے بہت دور تھے جو لوگوں میں بدنامی اور فساد کا باعث ہوتے ہیں وہ نہایت خداپرست انسان تھے۔

ظلم اور ناپسندیدہ افعال کو ناپسند کرتے تھے. کوئی بادشاہ ایسا نہیں تھا جو انھیں دیکھے اور ان کا احترام نہ کرے اور ان کی خواہشوں کو پورا نہ کرے اور جب تک وہ زندہ رہے قریش کے آقا و مولا رہے۔(۱)

۳۔ مروج الذھب میں مذکور ہے:

جناب عبدالمطلب بن ہاشم ایک خداشناس اور توحید کا اقرار کرنے والے اور وعدۂ روز جزا (قیامت) کے معترف انسان تھے اور انھوں نے سماج کے غلط رسم و رواج کو ترک کر دیا تھا، وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنھوں نے مکہ میں لوگوں کو خوش ذائقہ پانی پلایا۔(۲)

چاہ زمزم کی کھدائی

تاریخ طبری اور سیرۂ ابن ہشام میں (کہ ہم اس بات کو انھیں مصادر سے ذکر کر رہے ہیں) ابن اسحٰق سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت امام علیؑ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:

جناب عبدالمطلب نے کہا: میں حجرِ اسماعیل میں سویا ہوا تھا کہ اس عالم میں کوئی شخص میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: طیبہ (۳) کی کھدائی کرو۔

میں نے سوال کیا طیبۃ کیا ہے؟

پھر یہ موضوع میرے ذہن سے نکل گیا، دوسرے دن اسی جگہ میں سویا ہوا تھا کہ وہی شخص آکر کہتا ہے: کنواں کھودو۔

---

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۱ ص ۵۰۔۵۱؛ طبع یورپ۔ (۲) مروج الذھب، مسعودی، ج ۲، ص ۱۰۳، ۱۰۴۔

(۳) طاب طیبۃ: پاکیزہ ہوگیا، اچھا ہوا، لذیذ ہوگیا۔

میں نے پوچھا کون سا کنواں؟

پھر موضوع میرے ذہن سے نکل گیا. جب تیسرے دن پھر اسی جگہ پر سویا ہوا تھا کہ پھر وہی شخص آتا ہے اور کہتا ہے: مضنونہ(۱) کی کھدائی کرو!

میں نے سوال کیا مضنونہ کیا ہے؟

اور وہ چلا گیا اور جب میں چوتھے دن بھی اسی جگہ سویا ہوا تھا کہ وہی شخص آیا اور بولا: زمزم کی کھدائی کرو. میں نے پوچھا زمزم کیا ہے؟

اُس نے کہا: ایسا کنواں جس کا پانی کبھی تمام نہیں ہوگا اور انتہا کو نہیں پہونچے گا اور کبھی سوکھے گا نہیں اور تم اس پانی سے حاجیوں کو سیراب کروگے۔

اُس کی جگہ خون اور سرگین کے درمیان ہے(۲) جہاں سرخ چونچ والا کوا زمین پر چونٹیوں کے آشیانوں کے نزدیک چونچ مارے گا۔

ابن اسحٰق سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب کوے کی ماموریت جناب عبدالمطلب پر واضح ہوئی اور کنویں کی جگہ کی جانب راہنمائی ہوئی اور اطمینان ہوگیا کہ بات صحیح ہے. دوسری صبح کدال اٹھائی اور اپنے بیٹے حارث کو کہ اس وقت تک ان کے علاوہ ان کا کوئی اور بیٹا پیدا نہیں ہوا تھا، اپنے ہمراہ لے گئے اور کھدائی شروع کردی. جب کنویں کا حلقہ (دائرہ) نمایاں ہوگیا تو جناب عبدالمطلب نے تکبیر کہی اور قریش کو معلوم ہوگیا کہ وہ اپنی مراد کو پہنچ گئے ہیں۔

لہٰذا اُن کے پاس جاکر بولے: اے جناب عبدالمطلب! یہ کنواں ہمارے باپ اسمٰعیل کا ہے اور ہمارا بھی اس میں ایک حق ہے ہمیں بھی اس میں اپنا شریک قرار دو۔

جناب عبدالمطلب نے کہا: میں ایسا کام نہیں کرسکتا، یہ کنواں صرف ہم سے مخصوص ہے اور تم لوگوں کے درمیان صرف ہمیں دیا گیا ہے۔

---

(۱) الضنن الضنۂ: اس چیز کو کہتے ہیں جس کے بارے میں بخل کیا جاتا ہو اور اُسے کسی کو نہ دیتے ہوں، زمزم کو مضنونہ کہتے ہیں اس لئے کہ اُس سے مومن افراد کے علاوہ کسی کو پلانے سے بخل کرتے ہیں اور منافق اس سے سیراب نہیں ہوتا، مضنونہ گراہبا اور قیتی شی کو کہتے ہیں.

(۲) خون اور سرگین (گوبر) کے درمیان ایک مقام تھا جہاں وہ لوگ اپنے خدا کے لئے قربانی ذبح کرتے تھے اور اسی سے قریب چیونٹیوں کا آشیانہ بھی تھا صبح کے وقت جناب عبدالمطلب خانہ خدا کی طرف گئے اسی وقت سرخ چونچ والا کوا زمین پر بیٹھا اور جہاں بیٹھا تھا اُسی جگہ چونچ ماری اس طرح سے جناب عبدالمطلب چاہ زمزم کی جگہ سے آشنا ہوئے.

ان لوگوں نے کہا:

اُسے ہم سب میں تقسیم کرو ورنہ ہم تمھیں اُس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ تم سے ہم لوگ جنگ وجدال نہ کریں۔

جناب عبد المطلب نے کہا: اگر ایسا ہے تو ہمارے اور اپنے درمیان اپنی مرضی کے مطابق کوئی حَکَم انتخاب کرو تا کہ وہ ہمارے درمیان قضاوت کرے۔

انھوں نے کہا: بنی سعدِ ھذیم کی کاہنہ (۱)

آپ نے کہا: بہتر ہے۔

یہ کاھنہ شام کی بلندیوں کی طرف سکونت پذیر تھی۔

پھر اُس کے انتخاب کے بعد جناب عبد المطلب عبد مناف کی اولاد میں سے اپنے چند اہل خاندان کے ساتھ اور قریش کے دیگر قبائل سے چند افراد کے ساتھ سوار ہوئے اور روانہ ہو گئے۔

راوی کہتا ہے: ان کا گذر بے آب و گیاہ اور شورہ زار زمینوں سے تھا ابھی حجاز اور شام کے درمیان کا کچھ حصہ ہی طے کیا تھا کہ جو پانی جناب عبد المطلب اور ان کے ساتھی لئے ہوئے تھے تمام ہو گیا اور سخت پیاس کا غلبہ ہوا یہاں تک کہ موت کا یقین ہو گیا۔

ان لوگوں نے قریش کے قبیلوں سے پانی طلب کیا تا کہ پیاس بجھائیں لیکن انھوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا اور کہا: ہم بیابان میں پھنسے ہوئے ہیں اور جو مصیبت تم پر پڑی ہے اسی مصیبت کا خطرہ ہم لوگ اپنی جان کے لئے بھی محسوس کر رہے ہیں۔

جب جناب عبد المطلب نے اپنے قریشی ساتھیوں کی خست و پست ذہنی دیکھی، تو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان کے لئے خوفزدہ ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا: تم لوگ کیا بہتر سمجھتے ہو؟

انھوں نے جواب دیا: ہم لوگ آپ کی رائے کے تابع ہیں جو آپ کا حکم ہو گا ہم انجام دیں گے۔

جناب عبد المطلب نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ہم میں ابھی ہر ایک قوی اور بحال ہے اپنے لئے ایک گڑھا کھودے اور ہم میں سے جب کوئی مر جائے تو دوسرے لوگ اسے گڑھے میں ڈال کر اس کے اوپر مٹی

(۱) اُس کاھنہ کا نام تاریخ طبری میں اسی طرح ہے، لیکن باقی دیگر منابع وماٰخذ میں اس کا نام "سعد بن ھذیم" لکھا گیا ہے، یہ نام غلط اور تحریف شدہ ہے کیونکہ ھذیم کاھنہ کا باپ نہیں تھا بلکہ اس کے باپ کے بعد اس کی سرپرستی اس کے ذمہ تھی لہٰذا کاھنہ ھذیم کے نام کے ساتھ پہچانی جاتی ہے۔

ڈال دیں یہاں تک کہ صرف ایک آدمی بچے گا ایسی صورت میں ایک آدمی کا ضایع ہونا سب کے ضایع ہونے سے بہتر ہے۔

جناب عبدالمطلب کے ساتھیوں نے کہا آپ کا فرمان اور دستور بہتر اور بجا ہے. پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنے لئے ایک گڑھا کھودا اور اس کے کنارے بیٹھ گیا، سبھی پیاس سے مرنے کا انتظار کرنے لگے. پھر کچھ وقفہ کے بعد جناب عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سے خطاب کر کے کہا: خدا کی قسم ہم اپنے لئے جائز نہیں سمجھتے کہ عاجزی اور ناتوانی کے باعث اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاک کر ڈالیں۔

خدا سے بعید نہیں ہے کہ اس سرزمین میں کسی جگہ ہمارے لئے پانی کا انتظام کر دے. اٹھو اور حرکت کرو۔

ساتھیوں نے حکم کی تعمیل کی اور روانہ ہو گئے، یہاں تک کہ سبھی، قبیلہ قریش کے افراد سے آگے ہو گئے اور قریشیوں نے ان کا نظارہ کرنا شروع کیا کہ دیکھیں کیا کرتے ہیں۔

جناب عبدالمطلب اپنے اونٹ کے قریب گئے اور سوار ہو گئے جیسے ہی اپنی سواری کو حرکت دی اس اونٹ کے قدم کے نیچے خوشگوار پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔

جناب عبدالمطلب نے تکبیر کہی اور ان کے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہی پھر اتر کر خود اور ان کے ساتھیوں نے اُس پانی سے اپنے آپ کو سیراب کیا اور اپنی مشکوں کو بھی پانی سے بھر لیا۔

جناب عبدالمطلب نے اس کے بعد قریش کے افراد کو آواز دی اور کہا: پانی کے نزدیک آؤ کہ خداوند عالم نے ہمیں سیراب کیا ہے۔

وہ لوگ آ گئے اور پانی نوش کیا اور اپنے برتنوں کو بھی پانی سے بھر لیا اور اس وقت کہا: اے عبدالمطلب! خداوند عالم نے تمہارے فائدہ کی خاطر ہمارے برخلاف حکم کیا ہے، خدا کی قسم ہم زمزم کے معاملہ میں تم سے کبھی جھگڑا نہیں کریں گے جس ذات نے تمہیں اس چٹیل میدان میں پانی دیا ہے، اسی نے تمہیں زمزم بھی عنایت کیا ہے. سرفراز اور کامیاب اس کی طرف لوٹ جاؤ۔

جناب عبدالمطلب اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس ہو گئے اور اُس کاہن عورت کے پاس نہیں گئے اور اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

ابن اسحٰق کہتا ہے: یہ ایک ایسی چیز ہے جو حضرت علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کی گفتگو سے ہم

تک زمزم کے بارے میں پہونچی ہے۔(۱)

یعقوبی نے تحریر فرمایا ہے:

جب حبشہ کا بادشاہ ابرھہ کعبہ کو ڈھانے کی غرض سے اپنے ہاتھی سواروں کے ساتھ مکہ آیا، قریش پہاڑوں کی چوٹیوں پر فرار ہوگئے جناب عبدالمطلب نے ان سے کہا: کاش ہم لوگ اکٹھا اور ایک قوت ہوتے اور اس فوج کو خانہ خدا سے بھگا دیتے۔

انھوں نے کہا: اس کے مقابل ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔

اس لئے جناب عبدالمطلب حرم میں باقی رہے اور کہا: میں خدا کے گھر سے باہر نہیں جاؤں گا اور خدا کے علاوہ کسی سے پناہ نہیں مانگوں گا۔

ابرھہ کے سپاہیوں نے جناب عبدالمطلب کے اونٹوں کو پکڑ لیا. جناب عبدالمطلب ابرھہ کے پاس گئے جب انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی، تو ان لوگوں نے ابرھہ سے کہا عرب کے سید وسردار، قریش کے بزرگ، لوگوں میں معزز انسان تمہارے پاس آئے ہوئے ہیں۔

آپ اُس کے پاس گئے، ابرھہ نے ان کا احترام واکرام کیا اور جمال وکمال اور ان میں پائی جانے والی شرافت کی بناء پر انھوں نے اُس کے دل میں جگہ بنالی، اس نے اپنے مترجم سے کہا:

جناب عبدالمطلب سے کہو: تم جو چاہتے ہو درخواست کرو۔

جناب عبدالمطلب نے کہا: اپنے ان اونٹوں کو تم سے مانگتا ہوں جو تمہارے ساتھیوں نے پکڑ لیا ہے۔

ابرھہ نے کہا:

تم کو دیکھنے کے بعد میں نے، تمھیں ایک جلیل القدر، عظیم المرتبت انسان خیال کیا اور تم دیکھ رہے ہو کہ میں تمہاری عظمت وشرافت، شان وشوکت کو درہم برہم کرنے آیا ہوں اور تم مجھ سے میرے واپس جانے کا مطالبہ نہیں کرتے کہ واپس چلا جاؤں اور کعبہ کو اس کے حال پر چھوڑ دوں، ایسے میں تم مجھ سے اپنے اونٹوں کے بارے میں گفتگو کر رہے ہو؟!

جناب عبدالمطلب نے جواب دیا:

میں ان اونٹوں کا مالک ہوں اور اس گھر کا جس کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ منہدم کردو گے اس

(۱) سیرۂ ابن ہشام، ج۱، ص۱۵۴۔۱۵۵، طبع مطبع حجازی، قاہرہ، ۱۳۵۶ھ۔

کا بھی ایک مالک ہے کہ تم کو اس کام سے روک دے گا. ابرھہ نے جناب عبدالمطلب کے اونٹوں کو واپس کر دیا اور ان کی باتوں سے اس کے دل میں خوف پیدا ہو گیا۔

جب جناب عبدالمطلب ابرھہ کے پاس سے واپس آئے اپنے فرزندوں اور ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور کعبہ کے دروازہ تک گئے اور اُس سے لپٹ کر بولے:

لهم!ان تعف فا نهم عيالك (۱)

يا ربّ انّ العبد يمنعُ رحلهُ فامنع رحالك

لايغلبنّ صليبهم و محا لهم ابداً محالك

''ابرھہ نے ہمیں نابود کرنے کا ارادہ کیا ہے. خدایا اگر تو نے انھیں معاف کر دیا تو وہ تیرے عیال ہیں....

خدایا! ہر بندہ اپنے گھر کا دفاع اور بچاؤ کرتا ہے، لہٰذا تو بھی اپنے گھر کا دفاع اور تحفظ کر. کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی صلیب اور اُن کی طاقت از روی ظلم و بیداد تیری طاقت پر غالب آ جائے''۔

کہ خداوند عالم نے ابابیلوں کا لشکر اُس سے جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا۔ (۲)

بحار الانوار میں خلاصہ کے ساتھ اس طرح مذکور ہے:

جناب عبدالمطلب نے اپنے بیٹے جناب عبداللہ کو بھیجا تا کہ ابرھہ کے سپاھیوں کی خبر لائے، پھر اس وقت خود خانہ خدا کی طرف گئے اور سات بار اس کا طواف کیا، پھر صفا و مروہ کی جانب رخ کیا اور وہاں کی بھی سات بار سعی کی۔

جناب عبداللہ ابوقبیس نامی پہاڑ پر چڑھ گئے اور دیکھا کہ پرندوں (ابابیل) نے ابرھہ کے لشکر کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے. لہٰذا واپس آئے اور اس کی خوشخبری اپنے باپ کو دی۔

جناب عبدالمطلب بیٹے کی خبر سن کر باہر آئے اور کہہ رہے تھے: اے مکّہ والو! دشمن کے پڑاؤ کی طرف غنائم حاصل کرنے جاؤ۔

---

(۱) ہم نے یعقوبی کی باتوں کا خلاصہ اس کی تاریخی کتاب کی ج۱، ص ۲۵۰۔۲۵۴ سے ذکر کیا ہے، یہ خبر دوسرے لفظوں میں سیرۂ ابن ہشام کی پہلی جلد کے ۵۴ اور ۱۶۸ صفحہ اور طبقات ابن سعد، طبع یورپ، ج۱، ص ۴۸۔۵۶ پر بھی مذکور ہے.

(۲) مروج الذھب مسعودی، ج۲، ص ۱۰۵؛ سیرۂ ابن ہشام، ج۱، ص ۵۱.

لوگ دشمن کی پڑاؤ کی طرف روانہ ہوئے اور دیکھا کہ ابرھہ کے سپاہی ٹوٹے پھوٹے تختوں کے مانند درہم برہم ہوکر ریزہ ریزہ ہو چکے ہیں. سارے پرندوں کی چونچ اور چنگل میں تین سنگریزے تھے کہ ہر ایک سے اس لشکر کے ایک ایک سپاہی کی حالت تباہ کر رہے تھے جب سب کو تباہ کر ڈالا تو واپس چلے گئے. ایسی چیز کسی نے نہ اس سے پہلے دیکھی تھی اور نہ بعد میں۔

جب سارے سپاہی ہلاک ہوگئے، جناب عبدالمطلب کعبہ کی طرف واپس آئے اور کعبہ کا پردہ پکڑ کر کہا:

یا حابس الفیل بذی المغمس حبسته کأنّه مکوّس

فی مجلس تزهق فیه الأنفس

''اے وہ ذات جس نے ہاتھی کے لشکر کو ذی مغمس (۱) نامی جگہ پر روک دیا.

اسے اس طرح روک دیا کہ گویا سرنگو ہو گیا تھا، وہ ایسے مخمصہ میں گرفتار ہو گیا جس میں جان نکل جاتی ہے''۔

پھر واپس آئے اور حبشہ کے سپاہیوں سے قریش کے فرار کرنے اور ان کی بے تابی کے بارے میں کہا:

طارت قریش اذرأت خمیساً فظللت فرداً لا أریٰ أنیساً

و لا أحسّ منهم حسیساً الّا اَخاًلی ماجداً نفیساً

مسوّداً فی اهله رئیسا (۲)

''جب قریش کی ابرھہ کے لشکر پر نظر پڑی تو داہنے بائیں سے فرار ہو گئے اور میں تن تنہا بے ناصر و مددگار رہ گیا حتی کہ ان کی دھیمی آواز بھی میں نے نہیں سنی، سوائے ایک بھائی کے جو میرا تھا، وہ عظیم اور نیک انسان تھا. وہ اپنے اہل (اور قوم) کے درمیان سید و سردار، صاحب فضل و شرف اور عظیم المرتبت انسان ہے''۔

مسعودی کی مروج الذھب میں مذکور ہے:

جس وقت خداوند سبحان نے ابرھہ اور اُس کے لشکر کو مکّہ میں داخل ہونے سے روک دیا (اور انھیں نیست و نابود کر دیا) اس وقت جناب عبدالمطلب نے اس طرح شعر ارشاد فرمایا:

---

(۱) ذی مغمس مکّہ سے نزدیک طائف کے راستہ پر ایک مقام ہے، معجم البلدان. (۲) بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۱۳۲، مجالس شیخ مفید کی نقل اور شیخ طوسی کے فرزند کی امالی کی نقل کے مطابق ص ۴۹ اور ۵.

انّ للبیت لرباً مانعاً من یرده بأثامٍ یصطلم

(گھر کا رد کنے والا ایک مالک ہے کہ جو بھی اس کی طرف برا قصد کرے گا تو وہ اسے نابود کر دے گا)

رامه تُبّع فی من جندت حمیر و الحی من آل قدم.(۱)

(تبع انھیں میں سے ایک تھا کہ جس نے لشکر کشی کی، اسی طرح حمیر اور اس کے قبیلہ والے)

فانثنیٰ عنه و فی او داجه جارح امسك منه بالکظم

(کہ لوٹنے کے بعد اس کی گردن میں کچھ زخم تھے جو سانس لینے سے مانع تھے)۔

قلت و الأشرم تردی خیله اِنّ ذا الاشرم غرّ بالحرم

(اور اس کان کٹے (ابرھہ) سے جو اپنے لشکر کو ہلاکت میں ڈال رہا تھا میں نے کہا: بیشک یہ گوش بریدہ (کان کٹا) حرم کی بہ نسبت نہایت مغرور ہے)۔

نحن آل الله فی ما قد مضی لم یزل ذاك علی عهد ابرهم

(ہم گزشتہ افراد کی آل اللہ ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے ہمیشہ ایسا رہا ہے)۔

نحنُ دمّرنا ثموداً عَنوة .ثم عادا قبلها ذات الارم

(ہم نے ثمود کی سختی کے ساتھ گوشمالی کی اور انھیں ہلاک کر ڈالا اور اس سے پہلے شہارم والی قوم عاد کو)

نعبد الله وفینا سُنّة صلة القربیٰ وایفاء الذمم

(ہم خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ہمارے درمیان صلہ رحم اور عہد کا وفا کرنا سنت رہا ہے)۔

لم تزل للهِ فینا حجّة یدفع الله بها عنّا النّقم

(ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی ایک حجت رہی ہے کہ اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے)۔

اشعار کی تشریح

۱۔آثام:

گناہ اور اسی طرح گناہوں کی سزا کو بھی کہتے ہیں۔

---

(۱) ایک دوسرے نسخہ میں ,,من آل قرم،، ذکر ہوا ہے۔

۲۔یصطلم:

اصطلمه وصلمه الدهر والموتُ اوالعدُوّ: انھیں بے چارہ کردے، انھیں نابود کرے۔

۳۔تُبَّع:

یمن کے بادشاہوں کو کہا جاتا ہے، جس طرح روم کے بادشاہوں کو قیصر اور ایران کے بادشاہوں کو کسریٰ کہا جاتا ہے اور وہ تُبَّع حِمْیَرْ کہ جس نے خانۂ کعبہ کے ساتھ برا قصد کیا تھا انھیں میں سے ایک تھا۔

۴۔جارح:

زخم۔

۵۔کظم:

سانس کی نالی۔

۶۔اشرم:

کان یا ناک کٹا ہوا (یعنی وہ شخص جس کا کان یا ناک شگافتہ ہو) اور حضرت عبدالمطلب کے کلام سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ابرھہ ایسا ہی تھا۔

۷۔تردیٰ:

ہلاکت میں ڈال دے۔

۸۔غُرَّ:

غرَّ غرّا وغروراً: اسے دھوکہ دیا، اسے مجبور کیا کہ وہ ایک باطل چیز کی خواہش کرے، ایسا شخص مغرور اور فریب خوردہ ہے۔

۹۔اِبْرَھَم:

ابراہیم ہے کہ ضرورت شعری کی بناء پر مخفف ہوگیا ہے۔

۱۰۔عنوۃ:

اخذ الشئ عنوۃً: یعنی کوئی چیز زبردستی اور مجبور کر کے لینا۔

۱۱۔ایفاء الذمم:

عہد کا وفا کرنا یعنی ہم ذریت حضرت ابراہیمؑ کے درمیان صلۂ رحم اور وفاء عہد کا رواج عام رہا ہے۔

یا ہمارے درمیان آل اللہ یعنی انبیاء جیسے ہود، صالح اور ابراہیم تھے اور یہ کہنا بجا ہے کہ جناب عبد المطلب نے لفظ" فینا" سے دونوں گروہ کو نظر میں رکھا ہے۔

کیونکہ حضرت ابراہیم کی ذریت میں آل اللہ اور اس کی حجتیں رہی ہیں، جیسا کہ حضرت ابراہیم سے پہلے انبیاء تھے جیسے ہود اور صالح۔

جناب عبد المطلب ان اشعار میں یہ فرماتے ہیں کہ اس گھر کا ایک مالک ہے جو ہر اس شخص کو روکے گا جو گناہ کے ارادے سے اس کی طرف قدم بڑھائے گا اور اسے مسمار کرنا چاہے گا۔ اسی طرح ان اشعار میں تبع حمیری کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جس نے خانہ خدا پر دست دارزی کی، پھر بات کو ابرھہ تک لے جاتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب اُس کان کٹے یا ناک کٹے شخص نے خانہ خدا پر حملہ کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: یہ کان کٹا حرم کے ساتھ تجاوز کرنے میں بہت زیادہ مغرور اور فریب خوردہ ہے۔

جناب عبد المطلب اس مطلب کے ذکر کے بعد خبر دیتے ہیں کہ خود ان کا اور ان کے آباء واجداد کا سلسلہ حضرت اسمٰعیل کی ذریت سے ہے اور حضرت ابراہیم کے زمانے ہی سے وہ آل اللہ ہیں، جس طرح ہود اور صالح جیسے لوگ آل اللہ تھے؛ یہ ہود اور صالح ایسے آل اللہ ہیں جنھوں نے قوم عاد (ارم شہر والوں) اور اس کے بعد قوم ثمود کو اکھاڑ پھینکا ہے۔

خداوند عالم نے ابرھہ کی داستان اپنی کتاب قرآن کریم میں اس طرح بیان کی ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الفِيلِ ☆ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُم فِيْ تَضْلِيلٍ ☆ وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيراً اَبَابِيلَ ☆ تَرمِيْهِم بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ ☆ فَجَعَلَهُم كَعَصفٍ مَاْكُولٍ﴾

بخشنے والے اور مہربان خدا کے نام

(اے ہمارے رسول!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے ربّ نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا؟!

کیا ان کے مکر وحیلہ کو بیکار نہیں کیا؟! اور ان کے ہلاک کرنے کے لئے ابابیل پرندوں کو بھیجا. انھیں کھرنجوں کی کنکریاں مار رہے تھے. پھر انھیں چبائے ہوئے بھوسے کے مانند بنادیا۔

اسی طرح خداوند عالم نے جناب عبدالمطلب کی تعبیر میں قوم ثمود اور اُن کے صالح آل اللہ سے مقابلے کے متعلق اس طرح خبر دی ہے:

﴿وَاِلیٰ ثَمُودَ اَخَاهُمْ صَالِحاًقَالَ یَاقَومِ اعبُدُوا اللّٰهَ مَالَکُمْ من اِلٰهٍ غَیرُه... ☆قَالُوا یٰاصَالِحُ قَدْ کُنتَ فِینَا مَرجوّاً قَبلَ هٰذا اَتَنهانَا اَن نَعبُدَ مَا یَعبُدُ اٰبَاؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِی شَکٍّ مِمَّاتَدْعُونَااِلَیهِ مُرِیبٍ ☆قَالَ یَا قَومِ اَرَایتُم اِنْ کُنْتُ عَلیٰ بَیِّنَةٍ مِنْ رَبِّی وَآتَانِی مِنْهُ رَحْمَةً... ☆فَلَمَّاجَاءَ اَمْرُنَا نَجَّینَا صَالِحاً وَالَّذِینَ آمَنُوا معهُ... ☆وَ أَخَذَ الَّذِینَ ظَلَمُوا الصَّیحَةُ فَأَصْبَحُوا فِی دِیَارِهِمْ جَاثِمِینَ☆ ...اَلَا بُعداً لِثَمُود﴾(۱)

ہم نے صالح پیغمبر کو قوم ثمود کی طرف بھیجا. صالح نے کہا: اے میری قوم! اُس خدا کی عبادت کرو جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے... (قوم نے) کہا: اے صالح! تم اس سے پہلے ہمارے درمیان امید کا مرکز تھے. کیا تم ہمیں اس کی پرستش سے روکتے ہو جس کی ہمارے آباء واجداد نے عبادت کی ہے؟ ہم اس چیز سے جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو سخت بدگمان ہیں. صالح نے کہا: اے میری قوم! اگر ہم اپنے دعویٰ پر خدا کی طرف سے ایک دلیل اور معجزہ رکھتے ہیں اور اُس سے مجھے ایک رحمت ملی ہو تو اس وقت تمہاری کیا رائے ہوگی؟ جب ہمارے قہر کا حکم پہنچا تو، صالح اور وہ لوگ جو ایمان لائے تھے ان کو ہم نے نجات دی... اور ظالموں کو آسمانی صیحہ (چنگھاڑ) نے اپنی گرفت میں لے لیا اور صبح کے وقت اپنے دیار میں (ہمیشہ کے لئے) بے حس وحرکت پڑے رہ گئے... آگاہ رہو کہ ثمود رحمت خداوندی سے دور ہیں۔

اسی طرح ان کے اخبار اور حکایات قرآن کریم میں دوسری جگہ ۲۷ مقام پر ذکر ہوئی ہیں (۲)

پھر اس کے بعد جناب عبدالمطلب اپنی گفتگو میں خبر دیتے ہیں:

ثمَّ عاداً قبلها ذات الارم. قوم عاد کہ انھیں خداوند عالم نے ہلاک کر ڈالا جو کہ قوم ثمود سے پہلے زندگی گذار رہے تھے آپ کی یہ گفتگو سورۂ اعراف کی ۶۵ ویں تا ۷۲ ویں اور سورہ ہود کی ۵۰ ویں تا ۶۸ ویں آیات سے یا دیگر سوروں میں جو بیان ہوا ہے اس سے مطابقت رکھتی ہے۔ (۳)

---

(۱) سورۂ ہود، آیت ۶۱ تا ۶۳، ۶۶ اور ۶۸. (۲) لفظ ثمود کے لئے الفاظ قرآن کریم سے متعلق المعجم المفہرس ملاحظہ ہو.
(۳) لفظ عاد کے لئے الفاظ قرآن کریم سے متعلق المعجم المفہرس ملاحظہ ہو.

اسی طرح انھوں نے شہرارم کو قوم عاد سے متعارف کرایا ہے، یہ بات خداوند عالم کی سورۂ فجر کی چھٹی تا نویں آیات سے مطابقت رکھتی ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ☆ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ☆ الَّتِی لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ☆ وَ ثَمُودَ الَّذِینَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ﴾

(اے ہمارے رسول!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے ربّ نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا؟! شہرارم میں جو کہ بلند و بالا اور عالی شان محلوں والا تھا؟!

ایسا شہر کہ جس کا مثل دوسرے شہروں میں نہیں پیدا ہوا. اور قوم ثمود کے ساتھ جو وادی میں پتھروں کو کاٹ کر اپنے لئے پتھروں سے قصر تعمیر کرتے تھے؟!

اس طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عبدالمطلب کا شعر قرآن کریم میں مذکور پیغمبروں اور ہلاک شدہ امتوں کی خبروں سے مطابقت رکھتا ہے۔

وہ جہاں پر اپنے اجداد کی توصیف کرتے ہیں اور انھیں اللہ کے نبیوں کی ردیف میں، پسندیدہ اخلاق، جیسے صلہ رحم اور عہد کے وفا کرنے والی صفت سے متصف ہونے کی بناء پر، قرار دیتے ہیں، وہیں ان کی بات کی سچائی ان کے اجداد کی سیرت کے بارے میں ثابت ہو جاتی ہے، جو کہ گزشتہ فصلوں میں مفصل طور پر بیان کی گئی ہے۔

اور آپ کی یہ بات کہ: وہ لوگ حضرت ابراہیم کے زمانے سے ہی آج تک آل اللہ اور خدا پرست ہیں اور خداوند عالم ہمیشہ ان کے ذریعہ (یعنی جن لوگوں کو وہ آل اللہ اور حجت خدا کے عنوان سے متعارف کرتے ہیں) برائی اور ناگوار چیزوں کو دور کرتا ہے، یہ ایک ایسا مطلب ہے جو صحیح اور درست ہے. کیوں کہ ان کے خدا پرست ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ خدا کے سوا کسی کی عبادت اور پرستش نہیں کرتے اور ہم ان کی بات کی صداقت کو اس بات سے درک کرتے ہیں کہ پیغمبر کے آباء و اجداد میں حضرت اسمٰعیل تک کسی کو ایسا نہیں پایا کہ بُت کو سجدہ کیا ہو یا بُت کے لئے قربانی کی ہو، یا بت کے نام پر حج کا تلبیہ کہا ہو یا بت کی قسم کھائی ہو یا بت کی کسی بیت یا کسی شعر میں مدح و ستائش کی ہو، بلکہ ان تمام موارد میں برعکس دیکھا ہے کہ انھوں نے خدا کا سجدہ کیا ہے اور خدا سے تقرب حاصل کرنے کے لئے قربانی کی ہے اور خداوند عالم کی قسم کھائی اور اُس کی تعریف و توصیف کی ہے. اس لحاظ سے حضرت عبدالمطلب کی بات کا صادق ہونا روشن و آشکار ہے۔

رہی ان کی یہ بات کہ ان کے درمیان ہمیشہ خدا کی کوئی حجت رہی ہے، تو اس کے متعلق یا یہ کہیں کہ پروردگار عالم نے اپنے گھر کے ساکنوں کو مکہ میں کہ جسے ام القری کہتے ہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے یعنی اس ام القریٰ اور اس کے اطراف میں رہنے والے اور وہ لوگ جو حج ادا کرنے کے لئے اس کے محترم گھر کی طرف آتے ہیں پانچ سو سال سے زیادہ مدت تک انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے اور کسی ایسے شخص کو جس کے پاس شریعت اسلام وہ لوگ حاصل کر سکیں ان کے درمیان قرار نہیں دیا ہے کہ اس بات کا غلط ہونا واضح اور آشکار ہے؛ اور ہم نے اس کتاب کی ربوبیت کی بحث میں تشریح کی ہے کہ پروردگار عالم اس طرح کی چیزوں سے منزہ اور مبرا ہے۔

یا یہ کہیں کہ:

پروردگار عالم نے مسلسل نسلوں کو پانچ سو سال سے زیادہ ام القریٰ اور اس کے اطراف میں ان کے حال پر نہیں چھوڑا ہے اور اُن کے درمیان ایسے افراد کو قرار دیا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی دینی احکام سیکھنا چاہے تو وہ سکھانے کی صلاحیت رکھتا ہو؛ اس آیۂ شریفہ کے مصداق کے مطابق کہ خدا فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾

''اور وہ لوگ جو کہ ہماری راہ میں سعی و تلاش کرتے ہیں، ہم خود ہی انھیں اپنی راہ کی راہنمائی کرتے ہیں''۔

اس بناء پر خداوند عالم نے انھیں افراد کے درمیان ایسے لوگوں کو قرار دیا ہے کہ جو اُسی نسل کے سارے افراد پر حجت تمام کرتے ہیں. ایسی صورت میں دین خدا کی طرف ہدایت کرنے والا جناب عبدالمطلب اور آپؑ کے آباء واجداد کے علاوہ حضرت ابراہیم تک کون ہوسکتا ہے؟ پروردگار عالم کی قسم کہ خداوند متعال نے ان کے درمیان ذریت حضرت ابراہیم سے حجتیں قرار دیں اور ان پر حجت تمام کی ہے اور ان کے ذریعہ بُرائی اور عذاب کو ان سے دور کیا ہے. اور جناب عبدالمطلب نے سچ کہا ہے کہ:

نحنُ آل الله فی ما قد مضیٰ　　لم یزل ذاك علی عهد ابرهم

لم تزل الله فینا حجة　　یدفع الله بها عنّا النقم

جناب عبدالمطلب کے شاعرانہ اسلوب میں بالخصوص مذکورہ بالا ابیات میں کہ آپ نے اپنے شکست خوردہ دشمن (ابرھہ اور اس کے سپاہی) پر فخر ومباہات کے موقع پر کہا ہے اور جن فضائل ومناقب کو شمار کیا ہے

گزشتہ اور موجودہ عرب کی شاعرانہ روش سے واضح اور آشکار فرق پایا جاتا ہے۔

کیونکہ آپؑ نے اپنے باپ ہاشمؑ کے وجود ذی جود پر افتخار نہیں کیا ایسا سخی اور جواد باپ جس نے خشک سالی کے زمانے میں مکہ والوں کو کھانا کھلانے کا بندوبست کیا اور اونٹوں پر تجارتی اجناس بار کرنے کے بجائے مکہ والوں کے لئے شام سے غذا لائے اور. پھر انھیں اونٹوں کو جن پر لوگوں کے لئے غذا لاد کر لائے تھے، نحر کیا اور گرسنہ (بھوکے) لوگوں کو سیر کیا. یہ ایسا کارنامہ انجام دیا ہے کہ اُن سے پہلے نہ کسی عرب نے ایسا کیا اور نہ ہی حاتم طائی نے اور نہ ہی ان سے پہلے یا بعد میں کسی اور نے انجام دیا اور نہ ہم نے گزشتہ امتوں کی داستان میں کوئی ایسا کارنامہ ملاحظہ کیا ہے. اور اپنے باپ کے اقدام کو جو کہ اعتقاد کی رسم کو ختم کرنے کے لئے تھا کہ کوئی گھرانہ مجبوری اور گرسنگی (بھوک) کے زیر اثر موت سے دوچار نہ ہو اپنے لئے فخر شمار نہیں کرتے اور اس وقت عرب کو تجارت کے آداب سکھانے اور اجناس کو آباد سرزمینوں میں لے جانے کو اپنی فوقیت و برتری کا معیار نہیں سمجھتے۔

جناب عبد المطلب نے ان تمام فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو اپنے لئے افتخار کا باعث نہیں سمجھا، جب کہ تمام لوگوں کے درمیان مذکورہ بالا فضائل صرف اور صرف ان کے باپ ھاشمؑ سے مخصوص تھے. اس طرح کے امور میں جو کہ خدمت خلق کا پتہ دیتے ہیں خود پر فخر و مباہات نہ کرنا اللہ کے نبیوں اور اس کی حجتوں کے واضح اور نمایا صفات میں سے ہے. یعنی یہ لوگ لوگوں کے ساتھ جود و بخشش کر کے اور معاشی امور میں ان کی خدمت کر کے لوگوں پر احسان نہیں جتاتے بلکہ صرف لوگوں کو اس منصب سے جو خدا نے اُن سے مخصوص کیا ہے اور لوگوں کو ہدایت کا وسیلہ قرار دیا ہے آگاہ کرتے ہیں. یہ کام جناب عبد المطلب نے اپنے اشعار میں انجام دیا ہے جس میں فرماتے ہیں کہ ''ہم قدیم زمانے سے ہی آل اللہ تھے...''۔

جناب عبد المطلب اور پیغمبر اکرمؐ کی ولادت

انساب الاشراف میں ختمی مرتبت حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے متعلق اختصار کے ساتھ یوں ذکر کیا گیا ہے:

جب آمنہ کے بطنِ مبارک میں حضرت پیغمبرؐ کا نور استقرار پایا تو خواب میں کوئی ان کے دیدار کو آیا اور اُس نے کہا:

اے آمنہ! تم اس امت کے سید وسردار کی حامل ہو، جب تمہارا بچہ پیدا ہو جائے تو کہو: (أعیذك بالواحد مِن شرّ کُلّ حاسدٍ)۔

یعنی ''تمھیں ہر حاسد کے شر سے خداوند واحد کی پناہ میں دیتی ہوں'' اور اس کا نام احمد رکھو! اور ایک روایت کے مطابق محمد رکھو. جب پیغمبر اکرمؐ کی ولادت ہوگئی تو آمنہ نے جناب عبدالمطلب کو پیغام بھیجا کہ آپ کے لئے ایک بچہ پیدا ہوا ہے. جناب عبدالمطلب شاد وخرم اٹھے اور گھر آئے (اس حال میں کہ ان کی اولاد اُن کے ہمراہ تھی) اور انہوں نے اپنی نگاہیں نومولود فرزند کی طرف جمائیں، آمنہ نے اپنے خواب کو اُن سے بیان کیا اور یہ کہ اُن کے حمل کی مدت سہل اور آسان رہی ہے اور ولادت آسانی سے ہوگئی ہے، جناب عبدالمطلب نے بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹا اور اُسے اپنے سینے سے لگا کر کعبہ میں داخل ہو گئے اور یہ اشعار پڑھے:

اَلحَمدُ لِلّٰہ الّذِیْ اَعطَانِی هٰذا الْغُلٰامَ الطَّیِّبَ الْاَردانِ

اُعیذہ بالبیتِ ذی الارکان من کل ذی بغی و ذی شنآنِ

و حاسدٍ مضطرب العنان

تمام تعریف اس خدا کی ہے جس نے ہمیں یہ پاک و پاکیزہ اور مبارک ونورانی بچہ عنایت کیا ہے. میں اسے خداوند عالم کے گھر کی پناہ میں دیتا ہوں تا کہ ظالموں، بدخواہوں اور بے لگام حاسدوں کے شر سے محفوظ رہے۔

تاریخ ابن عساکر اور ابن کثیر میں کچھ ابیات کا اضافہ کیا ہے کہ جو ان کے آخر میں ذکر ہوئے ہیں! مندرجہ ذیل اشعار جو آخر میں اضافہ کے ساتھ مذکور ہیں:

انت الذی سُمّیت فی الفرقان فی کتب ثابتة المبان

احمد مکتوب علی اللسان (۱)

''تو وہی ہے جس کا نام فرقان اور محکم غیر تحریف شدہ کتابوں میں اور زبانوں پر ''احمد'' ہے۔

ان اشعار میں جناب عبدالمطلب خبر دیتے ہیں کہ آسمانی کتابوں میں ان کے پوتے کا نام احمد ہے۔

طبقات ابن سعد میں اختصار کے ساتھ اس طرح مذکور ہے:

---

(۱) انساب الاشراف، ج ۱، ص ۸۰۔۸۱ کلمات میں اختلاف کے ساتھ؛ طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۱۰۳؛ تاریخ ابن عساکر، ج ۱ ص ۶۹؛ ابن کثیر، ج ۲، ص ۲۶۴۔۲۶۵؛ اسی طرح دلائل بیہقی، ج ۱، ص ۵۱ بھی ملاحظہ کیجئے۔

حلیمہ: حضرت پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے والی دایہ پیغمبر خداؐ کی جان کے بارے میں خوفزدہ ہوئیں اسی وجہ سے کہ انھیں پانچ سال کے سن میں مکّہ واپس لے آئیں تا کہ ان کی ماں کے حوالے کر دیں، لیکن لوگوں کی بھیڑ کے درمیان انھیں گم کر گئیں اور جتنا بھی تلاش کیا کوئی نتیجہ نہ نکلا اور آپؐ نہ ملے۔ لہٰذا حضرت عبد المطلب کی خدمت میں دوڑی ہوئی آئیں اور واقعہ سے انھیں آگاہ کیا. جناب عبد المطلب کی جستجو بھی فرزند کے حصول میں نتیجہ خیز نہ ہوئی ناچار وہ کعبہ کی طرف رخ کر کے کہنے لگے۔

لاهُمّ أدّ راكبى محمّدا أدّ هُ الىّ وَاصطنع عندى يدا

انت الذى جعلتَهُ لى عضدا لا يبعد الدّهرُ به فيبعدا

انت الّذى سمّيتَهُ مُحمّداً (۱)

(خدایا! ہمارے شہسوار محمدؐ کو واپس کر دے، اُسے لوٹا دے اور اسے میرا ناصر و مددگار قرار دے. تو نے ہی اُس کو میرا باز و قرار دیا ہے، زمانہ کبھی اس کو مجھ سے دور نہ کرے، تو نے ہی اس کا نام محمدؐ رکھا ہے)۔

یہاں بھی جناب عبد المطلب تصریح کرتے ہیں کہ یہ خدا ہے جس نے اُن کے پوتے کا نام محمدؐ رکھا ہے۔

مروج الذھب نامی کتاب میں مذکور ہے:

جناب عبد المطلب اپنے فرزندوں کو صلۂ رحم اور کھانا کھلانے کی وصیت اور انھیں تشویق کرتے تھے اور ڈرایا کرتے تھے تا کہ ان لوگوں کی طرح جو معاد، بعثت اور حشر و نشر کے معتقد ہیں، عمل کریں۔

انھوں نے سقایت (سقائی) اور رفادت کی ذمہ داری اپنے فرزند ''عبد مناف'' یعنی ''جناب ابوطالب'' کو دی اور پیغمبر اکرمؐ سے متعلق وصیت بھی انھیں سے کی (۲)

سیرۂ حلبیہ و نبویہ نامی کتابوں میں مذکور ہے:

جاہلیت کے زمانے میں جناب عبد المطلب اُن لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اپنے اوپر شراب حرام کر دی تھی وہ مستجاب الدعوت انسان تھے (یعنی ان کی دعائیں بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوتی تھیں) انھیں ان کی جود و بخشش کی وجہ سے ''فیاض'' کہتے تھے اور چونکہ پرندوں کے لئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر کھانے کا انتظام کرتے تھے انھیں لوگوں نے ''مطعم طير السماء'' (آسمان کے پرندوں کو غذا دینے والے کا) لقب دے رکھا تھا۔

---

(۱) طبقات ابن سعد، طبع یورپ، ج ۱، ص ۷۰۔۷۱، خبر میں اور لفظ کے اختلاف کے ساتھ انساب الاشراف۔ ج ۱، ص ۸۲؛ اسی طرح سبل الھدی والارشاد، ج ۱، ص ۳۹۰ بھی ملاحظہ ہو؛ (۲) مروج الذھب، ج ۲، ص ۱۰۸۔۱۰۹

رواى کہتا ہے! قریش میں صابر اور حکیم شمار ہوتے تھے۔

پھر سبط جوزی کی نقل کے مطابق اختصار سے ذکر کیا ہے:

جناب عبدالمطلب اپنے بیٹوں کو ظلم وستم اور طغیانی وسرکشی کے ترک کرنے کا حکم دیتے تھے اور انھیں مکارم اخلاق کی رعایت کی تشویق اور تحریک کرتے اور انھیں اس پر آمادہ کرتے تھے اور نازیبا حرکتوں اور ناپسندیدہ افعال کے انجام دینے سے روکتے تھے وہ کہتے تھے: کوئی ظالم اور ستمگر دنیا سے نہیں جائے گا مگر یہ کہ اس کے ظلم کا انتقام لوگ اُس سے لے لیں گے اور وہ اُس کی سزا بھگتے گا۔

قضاء الٰہی سے ایک ظالم انسان جو کہ شام کا رہنے والا تھا بغیر اس کے کہ وہ دنیا میں اپنے سیاہ کارناموں اور بُرے افعال کی سزا بھگتے انتقال کر گیا. اس کی داستان جناب عبدالمطلب سے نقل کی گئی۔

انھوں نے تھوڑی دیر غور وفکر کیا اور آخر میں کہا: خدا کی قسم اس دنیا کے بعد ایک دوسری دنیا ہے جس میں نیک لوگوں کو ان کے نیک عمل کی جزا اور بدکاروں کو اُن کے بُرے عمل کی سزا دی جائے گی۔

یہ بات اس معنی میں ہے کہ ستمگر وظالم انسان کا دنیا میں نتیجہ یہ ہے. اور اگر مر گیا اور اُسے کوئی سزا نہ ملی تو پھر اس کی سزا آخرت کے لئے آمادہ اور مہیا ہے۔

ان کی بہت ساری سنتیں ایسی ہیں جن میں اکثر وبیشتر کی تائید قرآن کریم نے کی ہے جیسے نذر کا پورا کرنا، محارم سے نکاح کی ممانعت، چور کا ہاتھ کاٹنا، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے روکنا، زنا اور شراب کو حرام کرنا اور یہ کہ برہنہ خانہ خدا کا طواف نہیں کرنا چاہئے۔(۱)

سیرۂ بنویہ نامی کتاب میں مذکور ہے کہ:

جناب ہاشم کے فرزند جناب عبدالمطلب، قریش کے حکیموں اور بہت زیادہ صبر کرنے والوں اور مستجاب الدعوۃ انسان میں شمار ہوتے تھے. اُنہوں نے اپنے اوپر شراب حرام کر رکھی تھی۔ وہ سب سے پہلے انسان ہیں جو اکثر شبوں میں کوہ حرا میں عبادت (تحنث) کرتے تھے. وہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو فقراء کو کھانا کھلاتے اور پہاڑوں کی بلندی پر جا کر اس کے ایک گوشہ میں خلوت اختیار کرتے اس غرض سے کہ لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے ذاتِ خداوندی کی عظمت اور بزرگی کے بارے میں غور وخوض کریں۔(۲)

---

(۱) سیرۂ حلبیہ، ج۱ ص۴؛ سیرۂ نبویہ، ج۱، ص۱۲۱. (۲) سیرۂ نبویہ، ج۱، ص۱۲۰ اسی مضمون سے ملتی جلتی عبارت انساب الاشراف کی پہلی جلد کے صفحہ ۸۴ پر مذکور ہے۔

تاریخ یعقوبی اور انساب الاشراف بلاذری میں اختصار کے ساتھ اس طرح ذکر ہوا ہے (اور ہم نے اس مطلب کو تاریخ یعقوبی سے لیا ہے)۔

قریش پر مصیبت کے سالہا سال قحط اور گرانی کے ساتھ گذر گئے یہاں تک کہ کھیتیاں برباد ہوگئیں اور دودھ پستانوں میں خشک ہوگئے قریشیوں نے عاجزی اور درماندگی کے عالم میں جناب عبدالمطلب سے پناہ مانگی اور کہا: خداوند عالم نے تمہارے وجود کی برکت سے بارہا ہم پر اپنی رحمت کی بارش کی ہے اس وقت بھی خدا سے درخواست کرو تا کہ وہ ہمیں سیراب کرے۔

جناب عبدالمطلب رسول خداؐ کے ہمراہ اُن ایام میں جب کہ وہ اپنے جد کی آغوش میں تھے (اور اپنے جد کے سہارے راستہ طے کرتے تھے) باہر نکلے اور اس طرح دعا کی۔

"اَللّٰھم سادَّ الخلّۃ ،وَ کاشِفَ الکُربۃِ،اَنت عَالم غَیر مُعَلَّم، مَسؤولٌ غیرُ مُبَخَّل وَ ھؤلاءِ عبادُک وَ اماؤک بِعذراتِ حرمک یَشکُون اِلیکَ سَنیھم الَّتی أقحلتِ الضَرع وَ أذھبتِ الزَّرعَ،فاسمعنَّ اللّٰھمّ وَ أمطرنَّ غَیثاً مَریعاً مغدقاً)

خدایا! اے ضرورتوں کو پورا کرنے والے اور کرب وبیچینی کو دور کرنے والے تو بغیر تعلیم کے عالم ہے اور بخل نہ کرنے والا مسئول ہے یہ لوگ تیرے بندے اور کنیزیں ہیں جو تیرے حرم کے اردگرد رہتے ہیں۔

تجھ سے اس قحط کی شکایت کرتے ہیں جس سے پستانوں میں دودھ خشک ہوگیا ہے اور کھتیاں تباہ و برباد ہوگئیں ہیں۔

لہٰذا خدایا! سُن اور ان پر زوردار موسلا دھار بارش نازل فرما۔

قریش ابھی وہاں سے حرکت بھی نہیں کر پائے تھے کہ آسمان سے ایسی موسلا دھار بارش ہوئی کہ ہر طرف جل تھل ہوگیا۔

ایک قریش نے ایسے موقع پر اس طرح شعر کہا:

بشیبۃ الحمد اسقیٰ اللہُ بلدتنا وقد فقدنا الکریٰ واجلّوذ المطرُ

"خداوند عالم نے شیبۃ الحمد (جناب عبدالمطلب) کی برکت سے ہماری سرزمینوں کو سیراب کیا جب کہ ہم عیش وعشرت کھو چکے تھے اور بارش کا دور دور تک سراغ نہیں تھا"۔

منّاً من اللہِ بالمیمونِ طائرہ وخیر من بشّرت یوماً بہ مُضرُ

''خداوند عالم نے مبارک فال انسان کے وجود سے، ہم پر احسان کیا ہے اور وہ سب سے اچھا انسان ہے کہ ایک دن مضر قبیلہ والے اُس سے شاد و خرم ہوئے ہیں''۔

مُبارك الامرِ يُستقىٰ الغمامُ به ما فى الأنام له عدلٌ و لاخطرُ(۱)

''وہ مبارک مرد (جناب عبدالمطلب) جس کی وجہ سے بادل نے برسنا شروع کیا؛ لوگوں کے درمیان وہ بے نظیر و بے مثال ہے''۔

بحارالانوار میں مذکور ہے:

لوگ رسول خدا کے جد جناب عبدالمطلب کے لئے کعبہ کے پاس فرش بچھاتے تھے تا کہ اس پر وہ تشریف فرما ہوں اور اس پر ان کے احترام میں ان کے سوا ان کی کوئی اولاد بھی نہیں بیٹھتی تھی، لیکن جب پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتے تھے تو اُس پر بیٹھتے تھے، آنحضرتؐ کے چچا حضرات جا کر انھیں اس کام سے روکنے کی کوشش کرتے لیکن جناب عبدالمطلب اُن سے مخاطب ہو کر کہتے!

میرے بیٹے کو چھوڑ دو اسے نہ روکو۔

پھر آنحضرتؐ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر کہتے: میرے اس بیٹے کی خاص شان اور منزلت ہے۔(۲)

تاریخ یعقوبی نامی کتاب میں مذکور ہے کہ:

جناب عبدالمطلب نے کعبہ کی حکومت اور ذمہ داری اپنے بیٹے زبیر کے حوالے کی اور رسولخداؐ کی سرپرستی اور زمزم کی سقائی جناب ابوطالب کے سپرد کی اور کہا: میں نے تمہارے اختیار میں ایسا عظیم شرف اور بے مثال افتخار قرار دیا ہے جس کے سامنے عرب کے بزرگوں کے سر خم ہو جائیں گے۔

پھر اس وقت جناب ابوطالب سے کہا:

أوصيك يا عبد مناف بعدى بمُفردٍ بعد أبيه فردِ

''اے عبدمناف! تم کو اپنے بعد ایک یتیم کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ جو اپنے باپ کے بعد تنہا رہ گیا ہے''۔

فارقهٗ و هُو ضجيع المهد فَكُنت كالأُمّ له فى الوجد

(۱) یہاں تک بلاذری کی انساب الاشراف کے صفحہ ۱۸۲ تا ۱۸۵ پر حالات پراگندہ طور پر مذکور ہیں لیکن ہم نے تاریخ یعقوبی کی ج ۲، ص ۱۲ اور ۱۳ سے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ (۲) بحارالانوار، ج ۱۵، ص ۱۴۴ اور ۱۴۶ اور ۱۵۰۔

''اس کا باپ اس سے اس وقت جدا ہو گیا جب وہ گہوارے میں تھا اور تمہاری حیثیت اس کے لئے ایک دل سوز اور مہربان ماں کی تھی''۔

تُدنیه من أحشائها و الکبد فأنت مِن أرجیٰ بنیّ عِندی

لدفع ضیمٍ أو لشدّ عقد (۱)

''کہ اسے دل و جان سے آغوش میں لیتی ہے۔ میں تم سے مشکلات اور پریشانیوں کے برطرف کرنے اور رشتہ کو مضبوط بنانے کے لحاظ سے اپنے تمام فرزندوں سے زیادہ امید رکھتا ہوں''۔

بحار الانوار میں، واقدی کی زبانی اس واقعہ کے نقل کے بعد اختصار کے ساتھ اس طرح روایت ہے:

اوصیک أرجیٰ اهلنا بالر فدی یابن الذی غیبته فی اللحدِ

بالکره منّی ثمّ لا بالعمدی وخیرة الله یشاء فی العبدِ

جناب عبد المطلب نے کہا: اے ابو طالب! میں اپنی وصیت کے بعد تمہارے ذمہ ایک کام سپرد کر رہا ہوں۔ جناب ابو طالب نے پوچھا کس سلسلہ میں؟

کہا: میری تم سے وصیت میرے نور چشم محمدؐ کے متعلق ہے کہ تم میرے نزدیک اس کی عظمت اور قدر و منزلت کو جانتے ہو، لہٰذا اس کی مکمل طور پر تعظیم کرو اور جب تک زندہ ہو روز و شب کسی بھی وقت بھی اس سے الگ نہ ہونا؛ خدارا، خدارا، حبیب خدا کے بارے میں۔

پھر اُس وقت اپنے دیگر بیٹوں سے کہا: محمد کی قدر دانی کرو کہ بہت جلد ہی عظیم اور گراں قدر امر کا اس میں نظارہ کرو گے اور بہت جلد اس کے انجام کار کو جس سلسلے میں میں نے اس کی تعریف و توصیف کی ہے وقت آنے پر سمجھ جاؤ گے۔

جناب عبد المطلب کے فرزندوں نے ایک آواز ہو کر کہا: اے بابا! ہم مطیع اور فرمانبردار ہیں اور اپنی جان و مال اُس پر فدا کر دیں گے۔

پھر اس وقت جناب ابو طالب نے جو پہلے سے ہی پیغمبرؐ کے دیگر چچا کے مقابلے سب سے زیادہ ان کی بہ نسبت مہربان اور دلسوز تھے۔ کہا: میرا مال اور میری جان محمد پر فدا ہے، میں ان کے دشمنوں سے جنگ کروں گا اور دوستوں کی نصرت کروں گا۔

(۱) تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۳۔

واقدی نے کہا ہے:

پھر جناب عبدالمطلب نے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور دوبارہ آنکھ کھولی اور قریشیوں کی جانب نظر کی اور بولے: اے میری قوم! کیا تم پر میرے حق کی رعایت واجب نہیں ہے؟

سب نے ایک ساتھ کہا: بیشک، تمہارے حق کی رعایت چھوٹے بڑے، سب پر واجب ہے تم ہمارے نیک رہبر اور بہترین رہنما تھے۔

جناب عبدالمطلب نے کہا: میں اپنے فرزند محمدؐ بن عبداللہ کے بارے میں تم سے وصیت کرتا ہوں اس کی حیثیت اپنے درمیان ایک محترم اور معزز شخص کی طرح سمجھنا اس کے ساتھ نیکی کرنا اور اس پر ظلم روا نہ رکھنا اور اس کے سامنے ناپسندیدہ افعال بجا نہ لانا۔

جناب عبدالمطلب کے فرزندوں نے ایک ساتھ کہا: ہم نے آپ کی بات سنی اور ہم اس کی اطاعت و پیروی کریں گے۔(۱)

ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے:

جب جناب عبدالمطلب کی موت کا وقت قریب آیا، تو انھوں نے جناب ابو طالب کو پیغمبر اکرمؐ کی محافظت ونگہداری کی وصیت کی۔(۲)

جناب عبدالمطلب کا اس وقت انتقال ہوا جب رسول خداؐ آٹھ سال کے تھے اور وہ خود ایک سو بیس سال کے تھے کہ اس سن میں دنیا کو وداع کہہ کر رخصت ہوئے۔

خداوند عالم نے جناب عبدالمطلب کو جسمی اعتبار سے قوی وتوانا بنایا تھا اور صبر وتحمل اور جود وسخا کے اعتبار سے بڑا حوصلہ دیا تھا اور آپ کا ہاتھ بہت کھلا ہوا تھا. انھیں توحید پرست، روز قیامت کی سزا کا معتقد اور جاہلیت کے دور میں خدا پرست بنایا اور بتوں کی پرستش اور تمام ہلاکت بار چیزوں سے جو لوگوں کی تباہی کا باعث ہوتی ہیں ان سے انھیں دور رکھا تھا. وہ ظلم وستم اور گناہوں کے ارتکاب کو سخت ناپسند کرتے تھے. وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے غار حرا میں عبادت کے لئے خلوت نشینی کی تاکہ خدا کی عظمت وجلالت کے بارے میں تفکر کریں اور اس کی عبادت کریں وہ رمضان کے مہینے میں عبادت میں مشغول ہوتے اور فقراء و مساکین کو اس ماہ میں کھانا کھلاتے تھے. آپ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے مکہ میں خوش ذائقہ پانی سے

(۱) بحار الانوار: ج ۱۵، ص ۱۵۲، ۱۵۳. (۲) طبقات ابن سعد، ج ۱ ص ۱۱۸.

لوگوں کو سیراب کیا اور خواب میں زمزم کا کنواں کھودنے پر مامور ہوئے در آپ نے اس حکم کی تعمیل کی اور صرف اپنے فرزند حارث کے ساتھ مذکورہ کنویں کی کھدائی کی۔

اور جب ابرھہ اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے سپاہیوں کے ہمراہ خانہ کعبہ کو ڈھانے کے ارادہ سے مکّہ کے اطراف میں پہنچا، تو جناب عبدالمطلب نے ابرھہ کے لشکر سے مقابلہ کرنے کے لئے قریش کو آواز دی لیکن ان لوگوں نے سنی اَن سنی کر دی اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر فرار کر گئے؛ لیکن جناب عبدالمطلب نے خدا کے گھر کو نہیں چھوڑا اور خدا کو مخاطب کر کے اس طرح شعر پڑھا:

یا ربّ انّ العبد یمنعُ رحلهٗ فامنع رحالك

خدایا! ہر بندہ اپنے گھر کا دفاع اور بچاؤ کرتا ہے، لہٰذا تو بھی اپنے گھر کا دفاع اور تحفظ کر۔

اور جب خداوند متعال نے ابرہہ اور اس کے لشکر کو ہلاک کر ڈالا تو انھوں نے یہ اشعار کہے:

انّ للبیت لرباً مانعاً من یرده بأثامٍ یصطلم

(اس گھر کا روکنے والا ایک مالک ہے کہ جو بھی اس کی طرف گناہ کا قصد کرے گا تو وہ اسے نابود کر دے گا)۔

رامه تُبّع فی من جندت حمیر و الحی من آل قدم

(تبع انھیں میں سے ایک تھا کہ جس نے لشکر کشی کی، اسی طرح حمیر اور اس کے قبیلہ والے)۔

فانثنیٰ عنه و فی اوداجه جارح امسك منه بالکظم

(کہ لوٹنے کے بعد اس کی گردن میں کچھ زخم تھے جو سانس لینے سے مانع تھے)۔

قلت والأشرم تردی خیله انّ ذا الأشرم غرّ بالحرم

(اور اس کان کٹے (ابرھہ) سے جو اپنے لشکر کو ہلاکت میں ڈال رہا تھا میں نے کہا: بیشک یہ گوش بریدہ (کان کٹا) حرم کی بہ نسبت نہایت مغرور ہے)۔

نحن آل الله فی ما قد مضی لمن یزل ذاك علی عهد ابرهم

(ہم گزشتہ افراد کی آل اللہ ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے ہمیشہ ایسا رہا ہے)۔

نحنُ دمّرنا ثموداً غنوة ثم عادا قبلها ذات الارم

(ہم نے ثمود کی سختی کے ساتھ گوشمالی کی اور انھیں ہلاک کر ڈالا اور اس سے پہلے شہر ارم والی قوم عاد کو)

نعبد الله و فينا سُنّة صلة القربىٰ و ايفاء الذمم

(ہم خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ہمارے درمیان صلہ رحم اور عہد کا وفا کرنا سنت رہا ہے)۔

لم تزل للهِ فينا حجّة يدفع الله بها عنّا النّقم

(ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی ایک حجت رہی ہے کہ اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے)۔

یہی سال تھا کہ آپ کے پوتے خاتم الانبیاءؐ پیدا ہوئے تو جناب عبدالمطلب نے انہیں ایک کپڑے میں لپیٹا اور انہیں اپنے سینے سے لپٹا کر کعبہ میں داخل ہو گئے اور اس طرح شعر پڑھا:

انت الّذی سُمّیت فی الفرقان فی کُتب ثابتة المثان

احمد مکتوب علی اللسان

''تو وہی ہے جس کا نام فرقان اور محکم غیر تحریف شدہ کتابوں میں ''احمد ہے''۔

ان اشعار میں جناب عبدالمطلب خبر دے رہے کہ آسمانی کتابوں میں ان کے پوتے کا نام احمد ہے۔

جناب عبدالمطلب مستجاب الدعوات تھے، جس وقت قریش پر بارش نہیں ہوتی تھی اُن سے دعا کی درخواست کرتے تھے کہ آپ خدا سے دعا کریں تو خدا آپ کی دعا کے نتیجے میں موسلا دھار بارش نازل کرتا تھا آخری بار پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ جب آپ کم سن بچہ تھے رحمت باراں طلب کرنے کے لئے باہر گئے ابھی لوگ اپنی جگہ سے ہلے تک نہیں تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔

جناب عبدالمطلب نے کچھ ایسی سنتیں قائم کی ہیں کہ اسلام نے ان کی تائید اور تثبیت کی ہے جیسے:

۱۔ نذر کا پورا کرنا؛ سورۂ انسان، آیت ۷ اور سورۂ حج، آیت ۲۔

۲۔ محارم سے ازدواج کی ممانعت؛ سورۂ نساء، آیت ۲۳۔

۳۔ چور کا ہاتھ کاٹنا؛ سورۂ مائدہ، آیت ۳۸۔

۴۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی ممانعت؛ سورۂ تکویر، آیت ۸، سورۂ انعام، آیت ۱۵۱، سورۂ اسراء، آیت ۳۔

۵۔ شراب کا حرام کرنا؛ سورۂ مائدہ، آیت ۹۰۔۹۱۔

۶۔ زنا کی حرمت سورۂ فرقان آیت ۶۸، سورۂ ممتحنہ آیت ۱۲، سورۂ اسراء، آیت ۳۲۔

۷۔ خانہ کعبہ کے گرد عریاں اور برہنہ حالت میں طواف کرنے سے روکنا۔

پیغمبر خدا نے ۹ھ میں جب انھوں نے اپنے چچازاد بھائی علیؑ کو حاجیوں کے سامنے سورۂ برائت

کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرنے پر مامور کیا تھا تب یہ بھی حکم دیا تھا کہ یہ موضوع بلند آواز سے لوگوں کو ابلاغ کریں۔

۸۔ صلۂ رحم کی رعایت، خاندان والوں اور رشتہ داروں سے ارتباط رکھنا؛ سورۂ نساء، آیت ۱۔

۹۔ کھانا کھلانا؛ سورۂ مائدہ آیت ۸۹ اور سورۂ بلد آیت ۱۴، سورۂ الحاقہ آیت ۳۴۔

۱۰۔ ظلم نہ کرنا اور ستمگری کو ترک کرنا؛ سورۂ ابراھیم آیت ۲۲ اور بہت سی دیگر آیات۔

وہ غار حرا میں کنج تنہائی اختیار کرتے تھے اور کئی کئی راتیں خدا کی عبادت میں مشغول رہتے تھے (کہ جس کو کہتے ہیں) یہی روش آپ کے پوتے خاتم الانبیاءؐ نے بھی اپنائی تھی. وہ روز جزا (قیامت) پر ایمان واعتقاد رکھتے تھے اور اس بات کی دوسروں کو بھی تبلیغ کرتے تھے۔

بحار الانوار میں اپنی سند کے ساتھ امام جعفر صادق سے انھوں نے اپنے والد اور انھوں نے اپنے جد سے انھوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے انھوں نے حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلمؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے اپنی وصیت میں فرمایا: اے علیؑ! جناب عبدالمطلب نے دور جاہلیت میں پانچ سنتیں قائم کی ہیں کہ خداوند عالم نے اسے اسلام میں اجرا کیا اور اس پر عمل کرنے کو ضروری سمجھا ہے۔

انھوں نے باپ کی بیوی سے ازدواج حرام کیا ہے؛ اور خداوند رحمٰن نے یہ آیت نازل فرمائی:

(لَا تَنْكِحُوا مَانَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ)

جن عورتوں سے تمہارے آباء واجداد نے نکاح کیا ہے اُن سے نکاح نہ کرو۔

جناب عبدالمطلب نے ایک خزانہ پایا، تو اس کا خمس نکال کر جدا کر دیا اور راہ خدا میں صدقہ دیا، خدوند عالم نے بھی فرمایا:

﴿ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ ... ﴾

جان لو کہ تمھیں جس چیز سے بھی فائدہ حاصل ہو یقیناً اس میں اللہ اور ... کے لئے خمس ہے۔

اور جب زمزم کا کنواں کھودا تو اُسے حاجیوں کے پینے کے لئے مخصوص کر دیا. اور خداوند عالم نے بھی فرمایا: ﴿أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ﴾ حجاج کو پانی پلانا...؟

آپ نے اونٹ کی دیت سو اونٹ معین کی تو خداوند عالم نے بھی اسی کو اسلام میں معین کر دیا، پہلے خانہ خدا کے گرد طواف کرنے کی کوئی حد معین نہیں تھی جناب عبدالمطلب نے سات چکر طواف معین کیا اور خداوند

عالم نے اسی کو اسلام میں باقی رکھا۔

اے علی! جناب عبدالمطلب نے ازلام (پانسوں) کے تیروں کے مطابق تقسیم نہیں کی، کسی بُت کی پوجا نہیں کی اور نہ ہی بُت کے لئے قربانی کیا ہوا گوشت کبھی نہیں کھایا اور کہتے تھے میں اپنے باپ ابراہیم کے دین کا پابند ہوں۔(۱)

قابل توجہ بات یہ ہے کہ جناب عبدالمطلب کے اونٹ کے سم کے نیچے سے پانی کا ابلنا (کہ جس کی حکایت پہلے بیان کی جا چکی ہے) ایک کرامت تھی خدا نے جس کے ذریعہ ان کو محترم بنایا۔

جس طرح ان کے جد اسمٰعیل کو اس سے پہلے ان کے قدم کے نیچے سے آب زمزم کے جاری ہونے کی وجہ سے مکرم اور محترم بنایا تھا۔

خداوند عالم نے اسی طرح کی کرامت سے اُن کے پوتے حضرت محمد مصطفیٰؐ کو گرامی قدر بنایا جب جنگ تبوک میں آنحضرتؐ کی تیر کے پاس سے چشمہ پھوٹ پڑا۔(۲)

جو کچھ اس حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ جناب عبدالمطلب نے زمانۂ جاہلیت میں پانچ سنتیں قائم کیں اور اسلام نے اس کی تائید اور تثبیت کی، وہ اس سے پہلے ذکر کی گئی باتوں سے منافات نہیں رکھتا کیونکہ کسی چیز کا ثابت کرنا دوسری چیزوں کے نہ ہونے پر دلیل نہیں بن سکتا۔

بحث کا خلاصہ

حضرت ابراہیمؑ نے اسمٰعیل کو وصیت کی کہ ان کی حنیفیہ شریعت کے ستونوں کو بیت اللہ الحرام کی تعمیر اور مناسک حج کی ادائیگی سے قائم رکھیں تو اسمٰعیلؑ نے اپنی پوری زندگی اپنے باپ کی وصیت کا پاس ولحاظ رکھا یہاں تک کہ مکّہ میں انتقال کر گئے اور اپنی مادر گرامی (ہاجرہ) اور اپنے بعض فرزندوں کے پاس حجر اسمٰعیل میں سپرد لحد کئے گئے۔(۳)

---

(۱) بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۱۲۷ شیخ صدوقؒ کی خصال ج ۱، ص ۱۵۰ کی نقل کے مطابق۔

(۲) بحار الانوار، ج ۲۱، ص ۲۳۵، خرائج کی نقل کے مطابق ص ۱۸۹، باب غزوۂ تبوک۔

(۳) ملاحظہ کیجئے: اسلام میں دو مکتب، ج ۱، ص ۸۲ تا ۸۵ اور معالم المدرستین، طبع ۴، ج ۱، ص ۶۰ تا ۶۴۔

خدا نے اسحٰق کے فرزند یعقوب جو کہ اسرائیل سے مشہور تھے ان کی اولاد کے لئے بھی مخصوص احکام وضع کئے جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کی شریعت میں رائج ہوئے ہیں۔

حضرت عیسیٰ بن مریم کے بعد رسولوں کی فترت کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے. یعنی خداوند عالم نے اس مدت میں کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا رسول نہیں بھیجا. جز ان نبیوں کے جو بعض لوگوں کے لئے ہدایت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے. انھیں عیسیٰ کی شریعت پر عمل کرنے کی دعوت دی. جیسے خالد بن سنان اور حنظلہ جن کا شمار اوصیاء شریعت عیسیٰ میں ہوتا ہے۔

رہا سوال ام القریٰ (مکہ) اور اس کے اطراف وجوانب کا تو حضرت اسمٰعیلؑ کے پوتوں میں کوئی نہ کوئی بزرگ یکے بعد دیگرے حضرت ابراہیم کی حنیفیہ شریعت کے قیام اور حضرت کی سنتوں کو زندہ کرنے کے لئے اُٹھے کہ اب مختصر طور سے ہم ان کا تعارف کراتے ہیں:

۱۔ مضر کے فرزند الیاس

مضر کے فرزند الیاس حضرت اسمٰعیل کے قبیلہ کے اُن افراد پر بہت ناراض ہوئے اور نکتہ چینی کی جنھوں نے اپنے آباء واجداد کی روش اور سنتوں کو بدل ڈالا تھا. انھوں نے ان کی نئے سرے سے تجدید کی یہاں تک کہ تحریف سے قبل والی حالت کے مانند ان پر عمل ہونے لگا۔

الیاس وہ پہلے آدمی ہیں جو اپنے ہمراہ قربانی کا اونٹ مکہ لے گئے، نیز وہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد پہلے آدمی ہیں جنھوں نے رکن کی بنیاد ڈالی۔

۲۔ الیاس کے پوتے خزیمہ بن مدرکہ

خزیمہ کہتے تھے: ایک ''احمد'' نامی پیغمبر کے خروج کا زمانہ قریب آچکا ہے. وہ لوگوں کو خدا، نیکی، احسان اور مکارم الاخلاق (اخلاق کی بلندیوں) کی دعوت دے گا تم سب اس کی پیروی کرنا اور اس کی کبھی تکذیب نہ کرنا کیونکہ وہ جو کچھ لائے گا حق ہوگا۔

۳۔ کعب بن لوی

کعب خزیمہ کے پوتوں میں سے ہیں وہ حج کے ایام میں خطبہ دیتے اور کہتے تھے: زمین وآسمان اور

ستارے لغو اور بیہودہ خلق نہیں کئے گئے ہیں اور روز قیامت تمہارے سامنے ہے. وہ اس کے ذریعہ لوگوں کو پسندیدہ اخلاق اور بیت اللہ الحرام کی تعظیم وتکریم پر آمادہ کرتے تھے. اور انھیں آگاہ کرتے تھے کہ خاتم الانبیاء خدا کے گھر سے مبعوث ہوں گے اور اس بات کی موسیٰ اور عیسیٰ نے بھی اطلاع دی ہے اور شعر پڑھتے تھے:

علیٰ غفلةٍ یاتی النبی محمد فیخبرا خباراً صدوقاً خبیرها

اچانک محمد پیغمبر آئیں گے اور وہ سچی خبر دیں گے۔

اور کہتے تھے: اے کاش میں ان کی دعوت اور بعثت کو درک کرتا..

۴۔ جناب قُصیّ

بعد اس کے کہ خزاعہ قبیلہ کے رئیس نے مکہ میں بُت پرستی کو رواج دیا حضرت اسمٰعیل کی نسل سے قُصیّ ان کے مقابلے کے لئے اُٹھے اور انھیں مکہ سے باہر نکال دیا. انھوں نے بُت پرستی سے منع کیا اور ابراہیم کی سنت جو مہمانوں کو کھانا کھلانے سے متعلق تھی اس کی دوبارہ بنیاد ڈالی. وہ حج کا موسم آنے سے پہلے ہی قریش قبیلہ کے درمیان اٹھے اور ایک خطبہ کے ضمن میں فرمایا:

اے جماعت قریش! تم لوگ خدا کے ھمسایہ (پڑوسی) اس کے حرم اور گھر والے ہو اور حجاج خدا کے مہمان اور اس کے گھر کے زائر ہیں. اور احترام وتکریم کے سب سے زیادہ لائق اور سزاوار ترین مہمان ہیں. لہٰذا حج کے ایام میں جب تک کہ تمہارے علاقے سے اپنے گھر واپس نہیں چلے جاتے اس وقت تک ان کے لئے غذا اور کھانے پینے کی چیزیں فراہم کرو، اگر میرا مال ان تمام امور کے لئے کافی ہوتا تو تن تنہا اور تمہاری شمولیت کے بغیر اس کام کے لئے اقدام کرتا. لہٰذا تم میں سے ہر ایک اس کام کے لئے اپنے مال کا ایک حصّہ مخصوص کرے۔

قریش نے حکم کی تعمیل کی اور کافی مقدار میں مال جمع ہو گیا، جب حاجیوں کے آنے کا زمانہ قریب ہوا، تو مکہ کے ہر راستے پر ایک اونٹ نحر کیا اور مکہ کے اندر بھی ایسا کیا اور ایک جگہ کا انتخاب کیا تا کہ وہاں روٹی اور گوشت رکھا جائے اور خوش ذائقہ اور میٹھا پانی اور دوغ (چھاچھ) حاجیوں کے لئے فراہم کیا، وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے مزدلفہ میں آگ جلائی تا کہ رات کے وقت حجاج عرفات سے باہر آئیں تو اپنا راستہ پہچان سکیں، انھوں نے خانہ خدا کے لئے کلید بردار اور پردہ دار کا تقرر کیا اور اپنے بیٹے عبد الدار کے گھر کو دار

الندوہ (مجلس مشاورت) کا نام دیا، اس طرح سے کہ قریش وہاں کے علاوہ کہیں فیصلہ نہ کریں. انھوں نے اپنی موت کے وقت اپنے فرزندوں سے وصیت کی کہ شراب سے پرہیز کریں۔

۵۔ جناب عبد مناف

قُصیٰ کے بعد، ان کے فرزند عبد مناف کہ جن کا نام مغیرہ تھا ان کے جانشین ہوئے اور قریش کو تقوائے الٰہی، صلہ رحم اور پرہیز گاری کی تعلیم دی۔

۶۔ جناب ھاشم

عبد مناف کے بعد، ان کے فرزند جناب ہاشم ان کے جانشین ہوئے اور قُصیٰ کی سنت وروش کی پیروی میں حجاج کی مہمان نوازی کے لئے قریش کو آواز دی وہ اپنے خطبہ میں کہتے تھے:

خدا کے مہمانوں اور اس کے گھر کے زائرین کا احترام کرو اس گھر کے ربّ کا واسطہ، اگر میرے پاس اتنا مال ہوتا جو ان کے اخراجات کے لئے کافی ہوتا تو تمہاری مدد سے بے نیاز ہوتا، میں اپنے پاک وحلال مال سے کہ جس میں قطع رحم نہیں ہوا، کوئی چیز ظلم وستم سے نہیں لی گئی اور جس میں حرام کا گذر نہیں ہے (حجاج کے اخراجات کے لئے) ایک مبلغ الگ کرتا ہوں اور جو بھی چاہتا ہے کہ ایسا کرے وہ ایک مبلغ جدا کردے، تمھیں اس گھر کے حق کی قسم تم میں سے جو بھی بیت اللہ کے زائر کا احترام کرنے اور ان کی تقویت کے لئے کوئی مال پیش کرے وہ اُس مال سے ہو جو پاک اور حلال ہو، جسے ظلم کے ذریعہ اور قطع رحم کر کے نہ لیا گیا ہو اور نہ زور اور زبردستی سے حاصل کیا گیا ہو، قریش نے بھی اس سلسلے میں کافی احتیاط سے کام لیا اور اموال کو دار الندوہ میں رکھ دیا۔

جیسا کہ ہم ملاحظہ کرتے ہیں، جناب ہاشم کا کام خدا کی خوشنودی حاصل کرنے میں انبیاء جیسا ہے انھوں نے نہ تو شہرت حاصل کرنے کے لئے اور نہ ہی اس لئے ان امور میں ہاتھ لگایا کہ دوسرے لوگ ان کی اور ان کی قوم کی تعریف وتوصیف کریں؛ جیسا کہ اُس زمانے میں جاہل عرب کی روش تھی۔

ان کا قریش کے تجارتی قافلوں کے لئے پروگرام بنانا بھی خدا کی رضا وخوشنودی کے لئے تھا جبکہ وہ لوگ پہاڑوں اور بے آب وگیاہ سرزمینوں میں زندگی گذارتے تھے اور امرار معاش کے لئے دودھ کے علاوہ کچھ نہیں رکھتے تھے۔

جناب ہاشم اپنے امور میں دیگر انبیاء اور پیغمبروں کی طرح دور اندیش اور اپنی قوم کے دنیاوی معاش اور اخروی معاد کے بارے میں غور وخوض کرنے والے ایک معزز انسان تھے۔

۷۔ جناب عبدالمطلب بن ہاشم

وہ توحید کا اقرار کرنے والے اور دنیا وآخرت میں ہر کام کی جزا یا سزا ملنے پر ایمان واعتقاد رکھتے تھے، وہ جاہلیت کے دور میں خداشناس اور خداپرست تھے۔ انھوں نے زمزم کا کنواں کھودا۔

جناب عبدالمطلب ایک مستجاب الدعوات شخص تھے، انھوں نے خدا سے بارش کی دعا کی تو خداوند عالم نے ان کے لئے بارش نازل کی انھوں نے خبر دی کہ خدا نے پیغمبر کا آسمانی کتابوں میں نام احمد رکھا ہے اور رسول خدا کے آباء واجداد کے سلسلہ میں حضرت ابراہیمؑ کے دَور سے خدا کی کوئی نہ کوئی حجت رہی ہے جس کی وجہ سے خدا نے برائیوں کو ان سے دور کیا ہے۔

جناب عبدالمطلب نے چند سنتوں کی بنیاد رکھی جس کی اسلام نے تائید اور تثبیت کی ہے۔

تاریخ یعقوبی میں رسول خداؐ سے اختصار کے ساتھ ذکر ہوا ہے:

خداوند عالم قیامت کے دن ہمارے جد جناب عبدالمطلب کو پیغمبروں کے جلوہ کے ساتھ امت واحدہ کی صورت میں مبعوث کرے گا۔(۱)

اس سے پہلے ان کی سیرت میں دیکھ چکے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے فرزندوں اور اپنی قوم سے عہد و پیمان لیا کہ جب پیغمبر خداؐ مبعوث بہ رسالت ہوں تو وہ لوگ ان کی نصرت کریں جیسا کہ دیگر انبیاء اپنی قوم کے ساتھ ایسا ہی عہد و پیمان لیتے تھے۔

رسول اکرمؐ کے باپ جناب عبداللہ اور چچا جناب ابوطالب

۱۔ جناب عبداللہ خاتم الانبیاءؐ کے والد

جناب عبداللہ اور جناب ابوطالب کی ماں فاطمہ، عمرو بن عائذ بن عمران مخزومی کی بیٹی ہیں۔(۲)

(۱) تاریخ یعقوبی۔ ج ۲، ص ۱۲ تا ۱۴؛ بحار الانوار جلد ۱۵، ص ۱۵۷ کافی کی نقل کے مطابق، ج ۱، ص ۴۴۶، ۴۴۷، حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ: آپ نے فرمایا: جناب عبدالمطلب امت واحدہ کی صورت میں محشور ہوں گے اس حال میں کہ پیغمبروں کی جھلک اور باشاہوں کی صورت کے حامل ہوں گے۔ (۲) سیرۂ ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۲۰۔

جناب عبداللہ اپنے باپ جناب عبدالمطلب کی سب سے چھوٹی اولاد ہیں۔

جیسا کہ اخبار سیرت سے اندازہ ہوتا ہے نوفل کی بیٹی رقیہ نے اپنے بھائی ''ورقہ بن نوفل'' سے پیغمبر خداؐ کے مبعوث ہونے کی خبر سنی تھی لہٰذا اس نے خود کو جناب عبداللہ کے لئے رسول اکرمؐ کی ماں آمنہ سے ازدواج سے پہلے پیش کیا تھا، لیکن جناب عبداللہ نے اس پر توجہ نہیں دی، اُس سے شادی نہیں کی اور اس کی مراد پوری نہیں کی۔

رقیہ بھی جناب عبداللہ کے آمنہ سے شادی کرنے کے بعد آپ سے متعرض نہ ہوئی؛ ایک مرتبہ جناب عبداللہ نے اس سے کہا تھا کہ جس چیز کی مجھ سے کل خواہش کر رہی تھی (مجھ سے شادی کرنے کی) آج کیوں نہیں چاہتی ہو؟ رقیہ نے جناب عبداللہ کے جواب میں کہا تھا! جو نور کل تمہارے ہمراہ تھا وہ تم سے جدا ہو گیا ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں مذکورہ بالا داستان کی طرح کا واقعہ کسی دوسری عورت کے بارے میں آیا ہے کہ اُس نے کہا:

جناب عبداللہ جب کہ ان کی پیشانی سے ایک سفید نور ضوفشاں تھا، جیسے گھوڑے کی پیشانی پر سفیدی چمکتی ہے، اس عورت کے سامنے سے گزرے تھے۔(۱)

رسول اکرمؐ کے والد جناب عبداللہ کے اخبار کے بارے میں اتنے ہی پر اکتفاء کرتے ہیں، انشاء اللہ حضرت ابوطالب پیغمبر کے چچا کی شخصیت کے متعلق بیان کر رہے ہیں۔

۲۔ اسلام کے ناصر اور پیغمبرؐ کے سرپرست، جناب ابوطالب

۱۔ ابوطالب:

مروج الذہب میں مذکور ہے:

''جناب ابوطالب'' کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان کا نام ''عبد مناف'' ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔ اور ایک گروہ کا خیال ہے کہ وہی کنیت ان کا نام ہے، اس دلیل سے کہ حضرت علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے پیغمبر کے املاء کرانے پر جب خیبر کے یہودیوں

(۱) سیرۂ ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۴۹، ۱۷۰۔

کے لئے خط لکھا، تو خط کے آخر میں اپنے نام اور جناب ابوطالب کے نام کے درمیان ابن سے ''الف'' کو حذف کر دیا اور اس طرح لکھا: ''کتب علی بن ابی طالب'' لہٰذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوطالب اسم ہے نہ کہ کنیت۔(۱)

جناب عبدالمطلب نے پیغمبر کے متعلق وصیت میں جناب ابوطالب سے ایک شعر کے ضمن میں اس طرح بیان کیا ہے:

اوصیتُ من کنیتهٗ لطالب بابن الّذی قد غاب لیس آئِب

میں نے اس شخص کو جس کی کنیت میں نے ''طالب'' رکھی ہے، اس شخص (عبداللہ) کے فرزند کے بارے میں جو جا کے واپس نہیں آئے گا، اُس سے وصیت کی ہے۔

۲۔ جناب ابوطالب کی سیرت اور روش

تاریخ یعقوبی میں اختصار کے ساتھ ذکر ہوا ہے:

جناب عبدالمطلب نے اپنی وصیت میں مکّہ کی حکومت اور کعبہ کے امور اپنے فرزند ''زبیر'' کے حوالے کئے اور رسول خداؐ کی سرپرستی اور زمزم کی سقائی ''جناب ابوطالب'' کے ذمّہ کی۔

جناب عبدالمطلب کا جب انتقال ہوا تو پیغمبر اکرمؐ اس وقت آٹھ سال کے تھے۔(۲)

سیرۂ حلبیہ میں مذکور ہے:

''سقایت'' اس طرح سے تھی کہ چمڑے کے حوض دیوار کعبہ کے پاس رکھ دیئے جاتے تھے اور زمزم کی کھدائی سے پہلے خوش ذائقہ اور میٹھا پانی دیگر کنوؤں سے، مشکوں اور ظروف میں بھر کر اونٹ کی پشت پر لاد کر لاتے تھے اور ان کو حوض میں ڈال دیتے تھے اور بسا اوقات ایام حج میں حاجیوں کے پینے کے لئے اس میں انگور کا رس اور کھجور ڈال دیتے تھے. حاجیوں کے واپسی تک یہی صورت حال رہتی تھی. یہ پانی کا پہنچانا اور حاجیوں کی مہمان نوازی ''عبد مناف'' کے بعد ان کے فرزند ''جناب ہاشم'' اور ان کے بعد ان کے فرزند ''جناب عبدالمطلب'' اور ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند جناب ابوطالب تک پہنچی اور انھوں نے ان

(۱) عربی املا کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ ''ابن'' کا الف جب بیٹے کا نام اور باپ کے نام کے درمیان واقع ہو تو گر جاتا ہے جیسے ''الحسن بن علی'' یہاں پر بھی ابن اور علی کا الف ابی طالب کے درمیان حذف ہو گیا ہے اور ذکر ہوا ہے ''علی بن ابی طالب'' یہ اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ابوطالب اسم ہے نہ کہ کنیت۔ (۲) تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۳۔

تمام امور کی انجام دہی کے لئے ہمت کی یہاں تک کہ فقر و ناداری نے جناب ابو طالب کا پیچھا کیا لہٰذا اپنے بھائی جناب عباس سے آیندہ سال موسم حج تک کیلئے دس ہزار درہم قرض لیا اور سارا پیسہ حاجیوں تک آب رسانی میں اُسی سال خرچ کر دیا۔

جب دوسرا سال آیا تو، جناب ابو طالب کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس سے ''جناب عباس'' کا قرض ادا کرتے تو اپنے بھائی سے کہا: ۱۴ ہزار درھم ہمیں مزید دے دو تا کہ آیندہ سال سب ایک ساتھ دے دوں جناب عباس نے کہا میں قرض دوں گا مگر اس شرط کے ساتھ کہ اگر اس قرض کو بھی ادا نہ کر سکے تو تم حجاج کی سقایت سے کنارہ کشی اختیار کر لو گے اور اُسے میرے حوالے کر دو گے. جناب ابو طالب نے قبول کر لیا یہاں تک کہ اس کے بعد تیسرا سال بھی آ پہنچا اور اس دفعہ بھی جناب ابو طالب کے پاس کچھ نہیں تھا کہ اپنے بھائی جناب عباس کا قرض ادا کرتے۔

اس وجہ سے سقائی کا فریضہ ''جناب عباس'' کے حوالے کر دیا. جناب عباس کے بعد سقایت ان کے فرزند جناب عبد اللہ تک پہنچی اسی طرح جناب عباس بن جناب عبد المطلب کے فرزندوں میں دست بہ دست منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ ''سفاح'' عباسی کا دور آ گیا لیکن اس کے بعد بنی عباس نے اس فریضہ کو چھوڑ دیا۔(۱)

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

حضرت علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا: ہمارے والد نے فقر و ناداری کی حالت میں سروری اور سرداری کی ہے. اور ان سے پہلے کوئی فقیر و نادار سیادت اور قیادت کو نہیں پہونچا ہے۔(۲)

۳۔ جناب ابو طالب کا عقیدہ اور ایمان

مروج الذھب میں مذکور ہے کہ:

جناب ابو طالب تمام گزشتہ اور اپنے ہم عصر لوگوں میں سب سے زیادہ خالق عالم کا اقرار کرتے تھے اور اپنے اس عقیدہ پر ثابت قدم تھے اور خالق ہستی کے وجود پر دلیل و برہان پیش کرتے تھے۔(۳)

انشاء اللہ آیندہ بحثوں میں اس سے متعلق زیادہ گفتگو کریں گے. جو کچھ ہم نے یہاں تک ذکر کیا ہے وہ

(۱) سیرۂ حلبیہ، ج ۱، ص ۱۴؛ سیرۂ نبویہ، ج ۱، ص ۱۶؛ اور انساب الاشراف، ج ۱، ص ۵۷. (۲) تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۴، طبع بیروت.
(۳) مروج الذھب، مسعودی، ج ۲، ص ۱۰۹۔

جناب ابوطالب کی خاص سیرت تھی اور ہم انشاء اللہ جب جناب ابوطالب کے عصر میں رسول خداؐ کی سیرت سے متعلق اخبار کی چھان بین کریں گے تو اسی کے ساتھ ساتھ رسول خداؐ کی حفاظت اور ان کا دفاع اور اسلامی عقائد کا تحفظ کرنے میں ان کی روش کی تحقیق کریں گے۔

نتیجہ گیری

جزیرۃ العرب میں حضرت اسمٰعیل، حضرت ابراہیم کی حنفیہ شریعت پر وصی، نبی اور رسول تھے، ان کے اور حضرت عیسیٰ کے بعد فترت کے زمانے میں بہت سے مبشرین اور منذرین مبعوث ہوئے تھے، ان میں سے بعض انبیاء واوصیاء حضرت عیسیٰ کی شریعت کے اپنی قوم کے درمیان مبلغ تھے، جیسے حنظلہ، خالد اور وہ راہب جن کی حضرت سلیمان نے شاگردی اختیار کی تھی۔

ام القریٰ (مکہ) میں بھی پیغمبرؑ کے اجداد کو یکے بعد دیگرے ہم دیکھتے ہیں کہ خانہ کعبہ کی تعمیر میں مراسم حج کے برقرار کرنے کے لئے اہتمام کرنا، مہمان نوازی اور کھانا کھلانا، بیت اللہ کے زائروں کی ہر طرح سے دیکھ بھال کرنا اور خدا کے مہمانوں تک پانی پہونچانا، مراسم حج کے آخر تک انھوں نے ان تمام امور میں حضرت ابراہیم کی سنت کی اقتداء کی ہے. موسم حج میں خانہ خدا کے زائروں کی مہمان نوازی میں اہتمام کرنا نہ فخر ومباہات اور اپنی شخصیت کے لئے تھا اور نہ اپنے قوم وقبیلہ کی شان بڑھانے کے لئے. بلکہ اس کے سائے میں وہ خدا کی خوشنودی کے خواہاں تھے. یہی وجہ تھی کہ اُس ضیافت اور مہمان نوازی پر خرچ ہونے والے اموال کے لئے شرط لگادی تھی کہ مال حرام سے نہ ہو. یہ اُس حال میں ہے کہ خداوند عالم نے مشرکین کے بارے میں اس طرح خبر دی ہے:

﴿ وَ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ﴾ (۱)

وہ لوگ (مشرکین) اپنے اموال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور خداوند عالم اور روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔

ان بزرگوں نے لوگوں کو قیامت اور اس کے نتیجۂ اعمال سے ڈرایا؛ جبکہ خداوند عالم عصر جاہلیت کے مشرکین اور ان کی گفتگو کے بارے میں اس طرح خبر دیتا ہے:

---

(۱) سورۂ نساء، آیت: ۳۸

﴿وَقَالُوا مَاهِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَ مَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ.﴾(۱)

(مشرکین نے) کہا: ہماری اس دنیاوی زندگی کے علاوہ کوئی حیات نہیں ہے، اسی میں مرتے ہیں اور اسی میں جیتے ہیں اور ہمیں تو صرف زمانہ ہلاک کرتا ہے۔

﴿وَ قَالُوا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِيْنَ﴾(۲)

اور (مشرکین نے) کہا: ہماری دنیاوی زندگی کے علاوہ کوئی چیز وجود نہیں رکھتی اور نہ ہی ہم محشور کئے جائیں گے۔

﴿...وَلَئِن قُلتَ اِنَّكُم مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعدِ الْمَوتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ﴾(۳)

...اور اگر تم کہو کہ مرنے کے بعد زندہ کئے جاؤ گے، تو کفار کہیں گے: یہ صرف کھلا ہوا جادو ہے۔

انھیں آیات کے مانند سورۂ اسراء کی ۴۹ ویں اور ۹۸ ویں آیات اور سورۂ مومنون کی ۳۷ ویں اور ۸۲ ویں آیات اور سورۂ صافات کی ۱۶ ویں اور سورۂ واقعہ کی ۴۷ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے۔

اور سورۂ یٰس کی ۷۸ ویں ۷۹ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَ نَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَن يُحْيِي العِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ☆ قُل يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ﴾

ہمارے لئے اس نے ایک مثال دی اور اپنی خلقت کو بھول بیٹھا اور کہا: ان ہڈیوں کو جو بوسیدہ ہو چکی ہیں کون زندہ کرے گا؟! کہو: وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انھیں خلق کیا تھا اور وہ ہر نوع خلقت کے بارے میں آگاہ ہے۔

خداوند سبحان نے سورۂ واقعہ کی ۴۶ تا ۴۸ ویں آیات میں ان جاہلوں کے جو اوصاف بتائے ہیں وہ اس طرح ہیں:

﴿وَ كَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الحِنْثِ العَظِيمِ☆ وَكَانُوا يَقُولُونَ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَاباً وَعِظَاماً أَإِنَّا لَمَبعُوثُونَ☆ أَوَآبَاؤُنَا الأَوَّلُونَ﴾

---

(۱) سورۂ جاثیہ، آیت: ۲۴۔

(۲) سورۂ انعام، آیت: ۲۹۔ (۳) سورۂ ہود، آیت: ۷۔

اور وہ لوگ بڑے گناہوں پر اصرار کرتے ہیں. اور کہتے ہیں: کہ جب ہم مر کر خاک اور ہڈی ہو جائیں گے، تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟! آیا ہمارے گزشتہ آباء واجداد بھی دوبارہ (زندہ ہو جائیں گے)؟!

منجملہ ان امور کے کہ جن کو اجداد پیغمبر (یکے بعد دیگرے) انجام دیتے تھے، وان کے معاشرے اور سماج میں رائج رسم ورواج کی مخالفت تھی جیسے شراب وزنا کی حرمت پوری تاریخ میں وہ بھی ایسے سماج میں جس میں شراب نوشی اور زنا کاری کا ارتکاب ان کے درمیان مختلف صورتوں اور شکلوں میں رائج تھا۔

اس طرح سے کہ مکہ اور طائف میں اس حرام کاری کے لئے مخصوص گھر ہوتے تھے کہ ان کی بلندیوں پر مخصوص نشانات اور خاص قسم کے جھنڈے لگے ہوتے تھے جو اسی بات کی عکاسی کرتے تھے۔

اسی طرح لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے نہی کرتے تھے، وہ بھی ایسے زمانے میں کہ خداوند سبحان سورۂ نحل کی ۵۸ ویں اور ۵۹ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ۚ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۬ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ...﴾

اور ان میں سے جب کسی کو لڑکی کی ولادت کا مژدہ سنایا جاتا ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور غصہ سے بھر جاتا ہے. اور جو کچھ اُسے مژدہ دیا گیا اس کی قباحت اور برائی کی وجہ سے وہ لوگوں سے پوشیدہ ہو جاتا تھا (اور فکر کرتا تھا) کہ آیا اسے ذلت وخواری کے ساتھ محفوظ رکھے یا زمین میں اسے چھپا دے۔

ہاں، ان لوگوں (اجداد پیغمبر) نے اس کے علاوہ کہ ناپسندیدہ امور کو ترک کرتے، دوسروں کو بھی ان کے کرنے سے منع کرتے تھے، اپنی قوم کے درمیان رائج رسم ورواج کی جنھیں قرآن کریم کے مکی سوروں میں انھیں بُرے عنوان سے یاد کیا گیا ہے، مخالفت کرتے تھے۔

اسی طرح مکارم اخلاق پر بہت توجہ دیتے تھے جو کہ ان سے مخصوص تھے اور لوگوں کو اس بات کی دعوت دیتے کہ خدا کے مہمانوں اور حاجیوں کو کھانا کھلانے کے لئے حلال طریقہ سے کمائی ہوئی رقم سے انفاق کریں. وہ بھی ایک ایسے معاشرہ میں جہاں ربا اور قمار بازی (جوا) کے ذریعہ کمائی ہوتی ہو. اور چوری، ڈکیتی اور لوگوں کے اموال کی لوٹ کھسوٹ جس طریقہ سے بھی ممکن ہو اور جس شخص سے بھی ممکن ہو لوٹ لیتے تھے۔

اعتقادی اعتبار سے بھی، تاریخ نے یہ پتہ نہیں دیا کہ پیغمبر کے اجداد میں سے کسی ایک فرد نے بھی بُت پرستی کی ہو، یا بُت کے لئے قربانی کی ہو، یا کسی بُت سے مدد مانگی ہو، کسی بُت سے طلب باراں کی ہو یا بُت

کے نام پر حج کا لبیک کہا ہو، یا کسی بُت کے نام سے قسم کھائی ہو۔

اور وہ بھی ایسے حالات میں کہ جب مکّہ اور اس کے اردگرد اور اطراف کے علاقوں میں لوگوں کے عقائد اور ان کے یقین کی بنیاد بتوں پر استوار تھی اور ان کی گفتگو اور ان کا کلام انھیں کے محور سے پُر ہوتا تھا۔

اور ان کا لوگوں کو قیامت کے دن اعمال کی سزا سے خوف دلانا، وہ بھی ایسے معاشرہ میں جہاں اخروی زندگی کے معتقد افراد کی عقل و خرد کا مذاق اڑایا جاتا تھا اور ان کی توہین کرتے تھے، یہ ایک قابل غور مسئلہ ہے۔

اور عقل سلیم اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ تمام مذکورہ امور ان تمام صدیوں اور زمانوں میں اتفاقی تھے. وہ بھی حضرت اسمٰعیل کے فرزندوں کے زمانے سے حضرت عبدالمطلب کے زمانے تک یعنی پانچ سو سال سے زیادہ کی مدت میں ایسا اتفاق ہوا ہو. یعنی اجداد پیغمبر ان تمام صدیوں میں اتفاقی طور پر ان صفات کے حامل ہو گئے تھے، اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ ان کا نسب اخلاقی پستیوں کی آلودگی سے پاک تھا اور یہ طہارت اُس وقت تھی جب مکّہ اور طائف میں زنا اور دوسری اخلاقی برائیاں عام تھیں۔

جہاں تک اس حقیر نے سیرت اور انساب سے متعلق کتابوں کا مطالعہ کیا ہے کوئی مشہور اور شناختہ شدہ گھرانہ نہیں ملا جس کا نسب اخلاقی گراوٹ اور اس جیسی آلودگی سے پاک ہو. اور یہ کہنا کہ یہ سب اتفاقی اور حادثاتی طور پر تھا تو یہ غیر معقول بات ہے۔

ان تمام باتوں کے علاوہ یہ بات بھی اہم ہے کہ، پیغمبرؐ کے اجداد اپنی قوم کو خاتم الانبیاء کی بعثت کے بارے میں مکّہ میں مژدہ دیتے تھے اور بتاتے تھے کہ آنحضرت کا آسمانی کتابوں میں محمد اور احمد نام ہے۔

وہ اپنی قوم سے مطالبہ بھی کیا کرتے تھے کہ آنحضرت مبعوث ہو جائیں تو ان کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی نصرت کریں۔

اجداد پیغمبرؐ کا یہ کارنامہ خداوند عالم کی اس بات کا مصداق ہے کہ وہ سورۂ آل عمران آیت ۸۱ میں فرماتا ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِنْ كِتَابٍ وَ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَ لَتَنصُرُنَّهُ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَ أَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَ أَنَا مَعَكُم مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾

اور جب خداوند عالم نے پیغمبروں سے عہد و پیمان لیا کہ جب بھی ہم تمھیں کوئی کتاب یا حکمت دیں، پھر تمہاری طرف جب وہ پیغمبر آئے جو تمہارے دین کی تصدیق کرتا ہو، تو قطعی طور سے اس پر ایمان لاؤ اور

اس کی نصرت کرو (اُس وقت خدا نے پیغمبروں سے) کہا: آیا تم نے اقرار کیا اور اُس کا عہد و پیمان کیا؟ سب نے کہا: ہم نے اقرار کیا فرمایا؛ پھر گواہ رہنا میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

اور یہ رسول وہی محمد بن جناب عبداللہؑ ہیں۔

وہ تمام باتیں جو ہم نے اجداد پیغمبر کے عقائد کے بارے میں بیان کی ہیں سب سے زیادہ جناب عبد المطلب سے صادر ہوئی ہیں جیسے ان کا پیغمبر کی ولادت کے موقع پر یہ شعر کہنا۔

انت الذّی سُمّیت فی الفرقان فی کتب ثابتة المبان

احمد مکتوب علی اللّسان

''تم وہی ہو کہ فرقان اور غیر تحریف شدہ اور استوار کتابوں میں تحریر اور زبان پر جس کا ''احمد'' نام ہے۔

اور ان کا یہ شعر کہنا کہ جب حلیمہ نے انھیں گم کر دیا تھا:

انت الذّی سمّیتهٔ محمداً .....

''خدایا!'' یہ تو ہے کہ اس کا نام ''محمد'' رکھا ہے۔

اور ان اشعار میں جو ابرھہ اور اس کے لشکر کی ہلاکت کے بعد پڑھے ہیں تصریح کرتے ہیں کہ خود وہ اور ان کے آباء و اجداد خدا کی حجتیں ہیں:

نحن آل الله فی ما قد مضی لم یزل ذاك علی عهد ابرهم

(ہم گزشتہ افراد کی آل اللہ ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے ہمیشہ ایسا رہا ہے)۔

لم تزل للهِ فینا حجة یدفع الله بها عنّا النّقم

(ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی ایک حجت رہی ہے کہ اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے)۔

یہ کوئی اتفاق نہیں ہے کہ اسلام نے جناب عبد المطلب کی بعض سنتوں کی تائید کی ہے. کیونکہ وہ حضرت ابراہیم کے دین حنیف پر تھے اور جو کچھ انھوں نے سنت چھوڑی ہے وہ ان کی شریعت کی پیروی کی بنیاد پر تھی۔

اسی وجہ سے جناب عبد المطلب کی سنتیں اسلام میں داخل ہوئیں اور خدا نے فرمایا:

﴿ثُمَّ اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِیمَ حَنِیفاً...﴾(۱)

(۱) سورۂ نحل، آیت ۱۲۳۔

پھر ہم نے تم پر وحی کی کہ (خدا پرستی اور توحید اور معارف الٰہی کے نشر کرنے کے بارے میں) ابراہیم کے پاکیزہ آئین کی پیروی کرو۔

﴿قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيفاً...﴾(۱)

(اے پیغمبر) کہو کہ خدا کا قول سچا ہے (نہ تمہارا دعویٰ) تمھیں ابراہیم کے پاک و پاکیزہ آئین کی پیروی کرنا چاہئے کیونکہ صاف ستھرا اور پاک و پاکیزہ ہے۔

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ دِيناً مِمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَ اتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيمَ حَنِيفاً...﴾(۲)

(دنیا میں) اس دین سے کون دین بہتر ہے جس نے لوگوں کو خدا کے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم کر دیا ہے اور نیک کردار ہونے کے علاوہ حق کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں اور ابراہیم کے دین حنیف کی پیروی کرتے ہیں...؟

اس لحاظ سے پیغمبر کے تمام اجداد ابراہیم کی حنفیہ شریعت کے پابند تھے اور بے شک خداوند عالم کی گفتگو انتہائی صداقت کی حامل ہے جیسا کہ سورۂ شعراً کی ۲۱۹ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ تَقَلُّبَكَ فِي السّٰاجِدِينَ﴾

خداوند متعال تمہارے سجدہ گذاروں کے درمیان کروٹیں بدلنے (تمہارے اصلاب شامخہ سے ارحام مطہرہ میں منتقل ہونے) کے بارے میں آگاہ ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے کہا: پیغمبر اکرمؐ کا نور مسلسل پیغمبروں کے صلبوں میں ایک پشت سے دوسری پشت تک منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ ان کی ماں نے انھیں جنم دیا۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے اس کی تفسیر سے متعلق فرمایا:

آنحضرتؐ کے نور کا انبیاء کی پشت سے منتقل ہونا ایک نبی سے دوسرے نبی تک مکمل واضح اور معلوم ہے۔ یہاں تک کہ خدا نے انھیں ان کے باپ کی صلب سے پیدا کیا اور یہ کام حضرت آدم کے زمانے سے ہی نکاح کے ذریعہ سے تھا نہ کہ غیر شرعی اور ناجائز راستوں سے۔

---

(۱) سورۂ آل عمران، آیت ۹۵۔

(۲) سورۂ نساء، آیت ۱۲۵ اور انعام ۱۶۱۔

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ نے انبیاء کی توصیف میں نہج البلاغہ کے ۹۲ ویں خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے:

''خداوند عالم نے انھیں بہترین جائے امن میں بطور امانت رکھا اور سب سے اچھی جگہ پر انھیں قرار دیا اور انھیں نیک صلبوں سے پاک رحموں میں منتقل کیا اور جب بھی ان میں سے کوئی مرجاتا تھا تو دوسرا دین کی تبلیغ کے لئے قیام کرتا تھا، یہاں تک کہ خدا کے قیمتی دین کی تبلیغ خداوند سبحان نے محمدؐ کے حوالے کی، پھر خدا نے انھیں سب سے زیادہ قابل قدر اور قیمتی معدنوں، سب سے بہتر صلبوں اور گراں قدر درختوں سے وجود بخشا وہی شجرۂ طیبہ کہ جس سے دیگر پیغمبروں کو اُس نے پیدا کیا ہے. اور امانت داروں اور اوصیاء کو اسی سے انتخاب کیا ہے ان کی عترت بہترین عترت اور ان کا خاندان بہترین خاندان ہے اور ان کا شجرہ سب سے اچھا شجرہ ہے جو حرم ہی میں اگا ہے اور کرامت و بزرگی کے سائے میں بلند ہوا ہے۔

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں: ''جب بھی ان میں سے کوئی مرجاتا تھا تو ان میں سے کوئی دوسرا دین کی تبلیغ کے لئے قیام کرتا تھا،، یہ ارشاد اس بات کی دلیل ہے کہ دین خدا کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کے لئے یکے بعد دیگرے قیام کرنے والے (انبیاء واوصیاء) آتے رہے اور حضرت آدمؑ کے زمانے سے حضرت خاتمؐ تک ان کا سلسلہ جاری رہا وہ بھی اس طرح سے کہ کبھی دنیا ان کے وجود سے خالی نہیں رہی۔

حضرت علیؑ نے دوسری جگہ فرمایا ہے:

''دین خدا کو قائم کرنے والی حجت سے زمین کبھی خالی نہیں رہے گی؛ خواہ ہویدا اور آشکار ہو یا خائف اور پوشیدہ'' تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کی حجتیں اور دلیلیں تباہ و برباد ہو جائیں، وہ لوگ کتنے آدمی ہیں؟ اور کہاں ہیں؟ خدا کی قسم وہ لوگ گنتی کے لحاظ سے بہت تھوڑے ہیں اور خدا کے نزدیک قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت ہی عظیم اور باعظمت ہیں۔

خداوند سبحان اپنی آیات و بینات کی ان کے ذریعہ حفاظت و نگہداری کرتا ہے. جب تک کہ اُن کو اپنے ہی جیسوں کے حوالے نہ کر دیں اور ان کا تخم (بیج) اپنے ہی جیسے افراد کے دلوں میں نہ بو دیں'' (۱)۔

جی ہاں، خدا کی ربوبیت کا اقتضا یہی ہے کہ ہر عصر اور ہر زمانے میں انسانوں کے لئے امام و پیشوا قرار دے تا کہ اس کی طرف رجوع کر کے دین خدا کے معالم کو حاصل کریں. یہ امر اس طرح ہونا چاہئے کہ اگر وہ

(۱) نہج البلاغہ، باب احادیث، حدیث، ۱۴۷۔

لوگ جستجو اور کوشش کریں تو دینی مسائل سے آگاہ ہو جائیں، جیسا کہ وہ اپنی روزی اور رزق کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور حاصل کرتے ہیں جیسا کہ خداوند متعال فرماتا ہے:

﴿ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ﴾

جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں تو ہم ضرور انھیں اپنی راہوں کی ہدایت کرتے ہیں. جس طرح سلمان فارسی محمدی نے راہ حق کے حصول کے لئے اصفہان کے ''جی'' نامی علاقہ سے باہر قدم نکالا اور ہجرت اختیار کر لی اور شام، موصل اور عراق کے راہبوں کے دیر تک پہنچے۔

ہم اس بحث میں اس بات کی کوشش کریں گے کہ پیغمبرؐ کے اجداد کی سیرت کے کچھ نمونے جنھوں نے ابراہیمؑ کی حنفیہ شریعت کی تبلیغ کی ہے، بیان کریں۔

جبکہ لوگوں کا اس سلسلہ میں غلط نظریہ ہے کہ خداوند تبارک وتعالیٰ نے فترت کے زمانے کے لوگوں کو اسی طرح مہمل اور بے کار چھوڑ دیا تھا اور ان کے لئے کوئی امام اور پیشوا معین نہیں کیا تھا تا کہ دین کے معالم اور اُس کے دستورات اُن سے یاد کریں۔

معاذ اللہ۔ کیا حرج ہے کہ جناب عبد المطلب بھی منجملہ انبیاء میں سے ایک ہوں جن کا قرآن میں نام نہیں ذکر ہے؟ جبکہ پیغمبر اکرمؐ کی حدیث میں ابوذر سے منقول ہے کہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور مرسلین کی تعداد ۳۱۵ رہے کہ اس تعداد میں صرف ۲۵ رنبی اور رسول کا نام قرآن میں ذکر ہوا ہے(۱) لیکن یہ کہ پیغمبر کے اجداد موحد (خدا کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے) تھے تو یہ ایک ایسا مطلب ہے جو مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل احادیث سے بھی معلوم ہو جائے گا:

ابن عباس نے کہا: پیغمبر اکرمؐ سے میں نے سوال کیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں. جب حضرت آدمؑ جنت میں تھے تو آپ کہاں تھے؟ اس سوال کو سنکر حضرت مسکرائے یہاں تک کہ داڑھ کے دانت نمایاں ہو گئے۔

پھر اس وقت فرمایا: میں ان کی صلب میں تھا اور جب وہ زمین پر آئے تب بھی میں ان کی صلب میں تھا، اپنے باپ نوحؑ کی صلب میں کشتی میں سوار ہوا اور ابراہیمؑ کی صلب میں آگ میں ڈالا گیا، ہمارے ماں باپ ایک دوسرے کے ساتھ خلاف شرع (شرعی نکاح کے بغیر) نہیں رہے اور خداوند عالم مجھے ہمیشہ

(۱) بحار الانوار: ج ۱۱، ص ۳۲ اور مسند احمد: ج ۵، ص ۲۶۵، ۲۶۶۔

پاکیزہ اصلاب سے پاکیزہ رحموں میں منتقل کرتا رہا کسی نسل میں جدائی اور فرقت پیش نہیں آئی مگر یہ کہ میں ان میں سے سب سے بہتر نسل میں تھا۔

خداوند عالم نے مجھ سے نبوت کا عہد لیا اور مجھے اسلام کی ہدایت کی اور میرا ذکر آشکارا طور پر توریت اور انجیل میں کیا اور میری صفتوں کو شرق و غرب عالم میں ظاہر کیا، اپنی کتاب کی مجھے تعلیم دی اور مجھے آسمان کی بلندیوں پر لے گیا اور ان کے اسماء سے مجھے بہرہ مند کیا: عرش کا خدا محمود ہے اور میں محمد ہوں، مجھے خوشخبری دی کہ مجھے حوض بخش دیا اور کوثر دیا، میں وہ پہلا شفاعت کرنے والا انسان ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی. پھر اس وقت مجھ کو بہترین مقام اور منصب کے لئے مبعوث کیا۔

اور میری امت وہ خدا کی حمد کرنے والی امت ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی ہے(۱)

سورۂ زخرف کی ۲۶ تا ۲۸ ویں آیات کی تفسیر میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ لِاَبِيهِ وَقَومِهِ اِنَّنِى بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ ☆ اِلَّا الَّذِى فَطَرَنِى فَاِنَّهُ سَيَهْدِينِ ☆ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِى عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

(اے ہمارے رسول!) اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ (یعنی اپنے چچا) اور قوم سے کہا: اے بُت پرستو! میں تمہارے معبودوں سے سخت بیزار ہوں. اور جز اس خدا کے جس نے مجھے خلق کیا ہے اور میری ہدایت کرے گا کسی کی نہیں عبادت کرتا. اور اس خدا پرستی (اور توحید) کو میری تمام ذریت میں کلمۂ باقیہ کے عنوان سے قرار دیا ہے تا کہ اس کی ذرّیت کے افراد (خداوند واحد کی طرف) رجوع کریں۔

ابن عباس نے اس طرح کہا ہے: یعنی ہمیشہ ان کی (ابراہیم) ذریت میں ایسے لوگ ضرور رہے ہیں جو کلمہ لا الہ الا اللہ کا نعرہ لگاتے رہے ہیں (۲)

ابن عباس نے کہا ہے کہ: لفظ ''فی عقبہ'' ''ان کے جانشینوں'' کے معنی میں ہے (۳)

اور دوسری روایت کی بناء پر ''ان کے فرزندوں'' کے معنی میں ہے (۴)

تفسیر قرطبی میں اختصار کے ساتھ اس طرح آیا ہے: یعنی خداوند سبحان نے اس گفتار و کلام کو ان کی نسل میں ان کے فرزند اور فرزندوں کے فرزند میں باقی رکھا ہے. یا یہ کہ ان کی نسل نے غیر اللہ کی عبادت سے

(۱) تفسیر سیوطی: ج ۵، ص ۹۹ (۲) تفسیر ابن کثیر: ج ۴، ص ۱۲۶.
(۳) تفسیر قرطبی، ج ۱۶، ص ۷۷. (۴) تفسیر سیوطی: ج ۶، ص ۱۶.

دوری کو اُن سے بعنوان میراث پایا ہے اور ہر ایک نے دوسرے کو اس امر کی وصیت کی ہے اور لفظ ''عقب'' اس شخص کے معنی میں ہے جو اس کے بعد آتا ہے۔

صحیح ترمذی اور مسند احمد میں واثلہ صحابی تک ان کی سند کے ساتھ ذکر ہوا ہے:

خداوند عالم نے اسمٰعیل کی اولاد میں کنانہ کو اور کنانہ سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم سے مجھے انتخاب کیا اور چنا ہے(۱)

سنن ترمذی میں اپنی سند کے ساتھ رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

خداوند رحمٰن نے ابراہیم کی اولاد میں اسمٰعیل کو اور اسمٰعیل کی اولاد میں کنانہ کو اور کنانہ کی اولاد میں قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم (ہاشم کی اولاد) کو اور بنی ہاشم سے مجھے چنا ہے۔

پھر ترمذی لکھتے ہیں: یہ صحیح اور اچھی حدیث ہے۔(۲)

واضح ہے لفظ قریش سے مراد منحصر طور پر پیغمبر اکرمؐ کے آباء واجداد ہی ہیں. جو کچھ گذر چکا رسول خداؐ کے آباء واجداد کی فترت کے زمانے میں بعض خبریں تھیں۔

مسعودی اپنی کتاب مروج الذھب میں لکھتا ہے:

لوگ ''جناب عبدالمطلب'' کے بارے میں اختلاف نظر رکھتے ہیں. اُن میں سے بعض انھیں مومن اور موحد (یکتا پرست) خیال کرتے ہیں اور اس بات کے معتقد ہیں کہ نہ انھوں نے اور نہ ہی پیغمبر اکرمؐ کے کسی آباء واجداد نے خدا کا کسی کو شریک قرار دیا ہے۔

اور جناب عبدالمطلب نسل در نسل پاک و پاکیزہ اصلاب سے پیدا ہوئے ہیں اور خود ہی اعلان کیا ہے کہ ان کی پیدائش صحیح ازدواجی رابطہ سے ہوئی ہے نہ کہ شرع کے خلاف طریقہ سے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو جناب عبدالمطلب اور پیغمبرؐ کے دیگر اجداد کو مشرک جانتے ہیں، جز ان لوگوں کے جن کے ایمان کی صحت اور درستگی کی تائید ہوئی ہے. یہ ایک ایسی بات ہے جو امامیہ، معتزلہ، خوارج، مرجہ اور دیگر فرقوں کے درمیان اختلاف کا باعث ہے. اور یہ کتاب اس طرح کے مطالب کی ردّ یا اثبات کی گنجائش نہیں رکھتی کہ ہر ایک فرقہ کے دلائل کو اس میں پیش کریں۔

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الفضائل، حدیث شمارہ ۱؛ مسند احمد، ج ۴، ص ۱۰۷۔

(۲) مسند احمد، ج ۴، ص ۱۰۷؛ صحیح ترمذی، ج ۱۳، ص ۹۴، ابواب المناقب، باب اوّل، حدیث اوّل۔

ہم نے ان فرقوں میں سے ہر ایک کی باتوں اور ان کے دلائل کو اپنی دوسری کتاب ''المقالات فی اصول الدیانات'' اور ''استبصار'' نامی کتاب میں نقل کیا ہے، امامت کے سلسلہ میں بھی ان کے نظریات اور اقوال کو ''الصفوۃ'' نامی کتاب میں ذکر کیا ہے۔(۱) مسعودی کی گفتگو تمام ہوئی۔

اور ہم عنقریب جناب ابوطالبؑ کی پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ سیرت اور رفتار کی تحقیق کرنے کے بعد انشاء اللہ اُن کے دلائل بھی پیش کریں گے۔

کتاب کے مطالب کا خلاصہ اور نتیجہ

اوّل:

حضرت آدمؑ کے زمانے سے حضرت خاتم الانبیاء (صلوات اللہ علیہم اجمعین) تک وصی کی تعیین کا سلسلہ ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اپنے فرزند شیث ہبۃ اللہ سے وصیت

جب شیث پیدا ہوئے تو حضرت خاتمؐ کا نور ان میں منتقل ہوا اور ان کے کامل اور پختہ جوان ہونے کے بعد حضرت آدم نے اپنی وصیت ان کے سپرد کی اور انھیں آگاہ کیا کہ میرے بعد اللہ کی حجت اور زمین پر اس کے جانشین ہیں وہی خدا کا حق اپنے اوصیاء تک پہنچائیں گے اور وہ دوسرے شخص ہیں جن میں حضرت خاتمؐ کا نور منتقل ہوا ہے۔

---

(۱) مروج الذہب، ج ۲۲، ص ۱۰۸۔۱۰۹ ان کی یہ بات اس بات کی دلیل ہے کہ ''اثبات الوصیہ'' نامی کتاب ان کی نہیں ہے ورنہ اپنی دوسری تالیفات کے ضمن میں اس کا بھی ذکر کرتے اس کے علاوہ مسعودی جب پیغمبر اکرمؐ پر درود بھیجتا ہے تو آنحضرت کی (آل) کا نام نہیں لیتا اور دیگر مکتب خلفاء کے پیروکاروں کے مانند صلی اللہ علیہ وسلم لکھتا ہے، جب کہ ''اثبات الوصیہ'' نامی کتاب میں یہ درود آل پیغمبر کو بھی شامل ہے، مگر یہ کہ ہم یہ مانیں کہ ''اثبات الوصیہ'' نامی کتاب مذکورہ کتابوں کے بعد تالیف ہوئی ہے۔
ممکن ہے کہ اثبات الوصیہ نامی کتاب علی بن حسین مسعودی کی تألیف ہو جو نعمانی کی حدیث کے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں کہ نعمانی نے ''الغیبۃ'' نامی کتاب میں ص ۱۸۸ اور ۲۴۱ اور ۳۱۲ پر اس سے روایت کی ہے اور ہم نے معالم المدرستین کی پہلی جلد کی بحث وصیت میں بعض ان اخبار کو نقل کیا ہے کہ اثبات الوصیہ کا مؤلف جن کے نقل کرنے میں دیگر متعدد اور مشہور منابع و مآخذ کیساتھ شریک ہے۔

دوسرا بیان

جب خدا نے آدم کو دنیا سے اٹھانے کا ارادہ کیا تو انھیں حکم دیا کہ اپنے بیٹے شیث کو اپنا وصی بنائیں اور جو کچھ علم حاصل کیا ہے انھیں تعلیم دیں، آدمؑ نے حکم کی تعمیل کی اور ایسا ہی کیا۔

تیسرا بیان

جب آدم کی موت کا وقت قریب آیا، تو شیث اور ان کی اولاد ان کی خدمت میں آ گی، آدم نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے دعا کی اور برکت طلب کی اور شیث کو اپنا وصی بنایا اور انھیں اپنے جسد کی حفاظت کرنے کی تاکید کی اور کہا کہ میرے مرنے کے بعد میرے جسم کو غار گنج میں رکھ دینا اور اس کے بعد وہ اپنی رحلت کے موقع پر اپنے فرزندوں اور پوتوں کو وصیت کریں اور جب پہاڑ اور اپنی سرزمین سے نیچے آجائیں تو ان کا جسم لے کر زمین کے بیچ میں رکھ دیں. جب انوش (شیث کے فرزند) دنیا میں آئے تو نور ختمی مرتبت آپ کی پیشانی میں چمکنے لگا، جب منزل رشد و کمال کو پہونچے تو آپ کو وصیت فرمائی اور اس امر سے آگاہ کیا کہ تمام شرف و کرامت اس نور کی مرہون منت ہے اور اس امر کی بھی تاکید فرمائی کہ اپنی اولاد کو بھی اس حقیقت سے باخبر رکھیں اور وصایت کا یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا رہے۔

شیث علیہ السلام کی اپنے بیٹے انوش سے وصیت

جب شیث کی موت کا وقت قریب آیا تو ان کے فرزند اور فرزندوں کے فرزند جو کہ اُس وقت موجود تھے جیسے: انوش، قینان، مہلائیل، یرد، اخنوخ، ان کی عورتیں اور ان کے بچے، یہ سب ان کے پاس جمع ہو گئے، شیث نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے دعا کی اور برکت طلب کی اور ان سے مطالبہ کیا کہ قابیل ملعون کی اولاد سے اختلاط نہ رکھیں. پھر اس وقت اپنے بیٹے انوش سے وصیت کی اور ان سے حضرت آدم کے جسد کی حفاظت کی وصیت کی اور تاکید کی کہ تقوائے الٰہی اختیار کریں اور اپنی قوم کو تقوائے الٰہی اور نیک عبادت کا حکم دیں اس کے بعد وہ دار فانی سے رخصت ہو گئے۔

انوش حضرت آدمؑ کی حیات ہی میں پیدا ہو چکے تھے. شیثؑ نے موت کے وقت اُن سے وصیت کی اور انھیں اس نور کے بارے میں آگاہ کیا جو اُن میں منتقل ہوا ہے (حضرت خاتم الانبیاء کا نور جو ان کی نسل سے

وجود میں آئیں گے) اور انھیں حکم دیا تا کہ اپنے فرزندوں کو ہر بزرگ دوسرے بزرگ کے بعد اور ہر نسل دوسری نسل کو اس نور کی عظمت و منزلت، شرف و فضیلت سے آگاہ کرے۔

انوش نے اپنے باپ کے بعد احسن طریقے سے باپ کے حکم کو پایہ تکمیل تک پہونچایا اور امور رعیت کا انتظام و اہتمام اور ان احکام و قوانین پر عمل کیا جن کے اُن کے باپ بھی پیرو تھے۔

انوش علیہ السلام کی اپنے فرزند قینان علیہ السلام سے وصیت

شیث کی وفات کے بعد، انوش نے اپنے باپ اور دادا کی وصیت پر عمل کرنا شروع کر دیا. خدا کی اچھے انداز میں پرستش و عبادت کی اور اپنی قوم کو بھی حُسن عبادت کا حکم دیا۔

جب انوش کے مرنے کا زمانہ قریب آیا، تو ان کے بیٹے اور پوتے جیسے قینان اور مہلا ئیل ان کے اردگرد جمع ہو گئے، انھوں نے حضرت قینان کو حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت و نگہداری کی وصیت کی اور سب کو حکم دیا کہ ان کے پاس نماز پڑھیں اور خدا کی زیادہ سے زیادہ پاکیزگی بیان کریں، پھر اس کے بعد رحلت کر گئے۔

ایک دیگر بیان میں

اپنے بیٹے قینان سے وصیت کی اور انھیں اُس معھود نور سے جو ان تک منتقل ہوا تھا اور وہ راز جو بطور امانت ان کے حوالے کیا گیا تھا آگاہ کیا پھر انتقال کر گئے قینان نے اپنے باپ انوش کی سیرت و روش اختیار کی۔

قینان اپنی قوم کے درمیان خدا کی اطاعت و فرمبرداری میں مشغول ہو گئے اور اس کی احسن طریقے سے عبادت کی اور حضرت آدمؑ اور شیثؑ کی وصیت کی پیروی کی۔

قینان کی اپنے فرزند مہلا ئیل سے وصیت

جب قینان کی موت کا وقت قریب آیا، بیٹے اور پوتے مہلا ئیل، یرد، متوشلح اور لمک اور ان کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے اردگرد جمع ہو گئے قینان نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے دعا کی اور برکت کی درخواست کی. پھر اس وقت مہلا ئیل کو اپنا وصی بنایا اور انھیں حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت و نگہداری کی تاکید کی اور اُس نور سے جو اُن تک منتقل ہوا تھا آگاہ کیا، مہلا ئیل نے لوگوں کے درمیان باپ کی سیرت اختیار کی۔

مہلائیل کی اپنے فرزند یورادسے وصیت

یارد (یایوارد، یایرد) مہلائیل کے فرزند ہیں جو باپ کے وصی ہوئے اور مہلائیل نے انھیں سرّ ملکنون اور حضرت خاتم الانبیاءؐ کے انتقال نور سے انھیں مطلع کیا اور صحف کی انھیں تعلیم دی اور زمین سے بہرہ مند ہونے کا طریقہ اور جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے انھیں یاد کرایا اور سرّ ملکوت نامی کتاب جسے مہلائیل فرشتہ نے آدمؑ کو تعلیم دی تھی ان کے حوالے کر دی، وہ حضرات اس کتاب کو مختوم اور مہر شدہ صورت میں یکے بعد دیگرے بعنوان میراث پاتے رہے ہیں۔

یورادکی اپنے بیٹے اخنوخ (ادریس) سے وصیت

مرآۃ الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

جب یرڈ کی موت کا زمانہ قریب ہوا تو ان کے بیٹے اور پوتے جیسے اخنوخ، متوشلح، لمک اور نوح ان کے پاس جمع ہو گئے. یرد نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے برکت کی دعا کی اور اخنوخ کو وصیت کی اور انھیں اُن تمام علوم سے آگاہ کیا جو اُن کے پاس تھے اور سرّ ملکوت نامی کتاب اُن کے حوالے کر دی اور انھیں حکم دیا کہ ہمیشہ غار گنج میں جہاں حضرت آدم کا جسد رکھا ہوا ہے نماز پڑھیں، پھر انتقال ہو گیا۔

اخنوخ پر تیس صحیفے نازل ہوئے اور ان سے پہلے حضرت آدم پر اکیس صحیفے اور شیث پر ۲۹ صحیفے نازل ہوئے کہ ان میں تسبیح و تہلیل کا ذکر تھا۔

حضرت آدم کے بعد جو سب سے پہلے پیغمبری کے لئے مبعوث ہوئے ادریس یا اخنوخ بن یرد ہیں۔

متوشلح اور دیگر چند افراد اخنوخ کی اولاد تھے، اخنون نے متوشلح سے وصیت کی لمک اور چند افراد متوشلح کے فرزند تھے کہ متوشلح نے لمکؑ سے وصیت کی، نوح پیغمبر، لمک کے فرزند ہیں۔

ادریس کی اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت

ادریس نے اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت کی، کیونکہ خداوند عالم نے ان پر وحی نازل کی کہ اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت کرو کہ ہم بہت جلد ہی ان کی صلب سے ایک پیغمبر مبعوث کرنے والے ہیں کہ اس کا کام میری مرضی کے مطابق اور میری تائید سے ہے۔

ایک دوسرے بیان میں:

ادریس نے اپنے بیٹے متوشلخ سے وصیت کی اور جب عہد و پیمان ان کے حوالے کر دیا تو انھیں اُس نور سے جو ان تک منتقل ہوا ہے (حضرت خاتم الانبیاءؐ کے نور سے) آگاہ کیا۔

متوشلخ علیہ السلام کی اپنے بیٹے لمک علیہ السلام سے وصیت

اخبار الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

جب متوشلخ کی موت کا زمانہ قریب آیا، تو انھوں نے اپنے بیٹے لمک سے وصیت کی، لمک جامع (جمع کرنے والے) کے معنی میں ہے اور وہ نوح پیغمبر کے والد ہیں۔

متوشلخ نے ان سے وصیت کی اور صحیفے اور مہر لگی کتابیں کہ جو ادریس پیغمبر کی تھیں ان کے حوالے کیں اور وصیت ان تک منتقل ہوگئی۔

لمک کی اپنے بیٹے نوح علیہ السلام سے وصیت

اور جب لمکؑ کی موت کا وقت قریب آیا تو نوحؑ، سامؑ، حامؑ اور یافثؑ اور ان کی عورتوں کو بلایا، شیثؑ کی اولاد میں صرف ان آٹھ افراد کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا تھا کیونکہ باقی پہاڑ سے نیچے آکر قابیل کی اولاد سے مخلوط ہو گئے تھے اور ان سے راہ و رسم برقرار کر لی تھی۔

لمک نے ان آٹھ افراد پر درود بھیجا اور ان کے لئے برکت کی دعا کی اور کہا:

اس خدا سے دعا کرتا ہوں جس نے آدم کو زیور تخلیق سے آراستہ کیا کہ ہمارے باپ آدم کی برکت تم پر نازل کرے اور حکومت و سلطنت تمہارے فرزندوں میں قرار دے۔ میں مر جاؤں گا اور اے نوح! تمہارے سوا ان میں سے کوئی دوسرا جو عذاب خداوندی کا مستحق ہے نجات نہیں پائے گا۔ اور جب میں مر جاؤں تو مجھے اٹھا کر غار گنج (جہاں حضرت آدم کا جسد رکھا ہوا ہے) میں رکھ دینا اور جب خدا کا ارادہ ہو کہ کشتی میں سوار ہو تو مجھے اور جسد آدم کو اٹھا کر پہاڑ کے نیچے لے آؤ اور ہمیں اپنے ساتھ ساتھ رکھو اُس وقت تک کہ جب تک کشتی سے باہر نہ آجاؤ۔

اور جب طوفان تھم جائے اور کشتی سے باہر آجاؤ اور زمین پر قدم رکھو تو حضرت آدم کے جسد کے پاس نماز پڑھو اور اپنے بڑے بیٹے سام کو تاکید کرو کہ آدم کے جسد کو اٹھا کر اپنے کسی فرزند کے ساتھ اُسے زمین

کے وسط میں سپرد خاک کردے اور... خداوند عالم فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اُس کے ہمراہ بھیجے گا تا کہ اُس کا ہمدم ہو اور وسط زمین کی راہنمائی کرے۔

خداوند عالم نے نوح پر، ان کے جد ادریس پیغمبر کے زمانے میں اور ادریس کو آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے وحی نازل کی اور انھیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو طغیانی و سرکشی کے انجام سے ڈرائیں اور انھیں ان گناہوں کے ارتکاب سے منع کریں جن کے وہ مرتکب ہوتے تھے اور انھیں عذاب سے ڈرائیں. نوح نے خدا کے حکم کی تعمیل کی اور عبادت خدا اور قوم کو خدا کی طرف دعوت دینے میں مشغول ہو گئے۔

نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے سام سے وصیت

جب حضرت نوح کشتی سے باہر آئے تو تین سو ساٹھ سال تک زندہ رہے اور جب موت کا وقت قریب آیا تو ان کے بیٹے سام، حام، یافث اور ان کی اولاد ان کے اردگرد جمع ہو گئی۔

نوح نے ان سے وصیت کی اور خداوند سبحان کی عبادت کا حکم دیا اور سام کو حکم دیا کہ جب وہ انتقال کر جائیں تو کشتی کے اندر جائے اور کسی کو اطلاع دیئے بغیر حضرت آدم کے جسد کو زمین کے وسط میں اور مقدس جگہ پر سپرد لحد کردے. پھر کہا. اے سام! جب تم ملکیزدق کے ہمراہ اس کام کو انجام دینے کے لئے روانہ ہو جاؤ گے تو خداوند سبحان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو تمہارے ساتھ کرے گا تا کہ تمہارا راہنما ہو اور وسط زمین کے بارے میں تمھیں اطلاع دے. اس ماموریت میں کسی کو اپنے کام سے باخبر نہ کرنا یہ حضرت آدم کی وصیت کا جز ہے جو انھوں نے اپنے فرزندوں سے کی تھی اور ہر ایک نے دوسرے کو اس کے انجام دینے کی وصیت کی یہاں تک کہ یہ وصیت تم تک پہونچی؛ پھر جب اس جگہ پہنچ جاؤ جہاں فرشتہ نے راہنمائی کی ہے، تو جسد آدم کو اسی جگہ خاک میں دفن کردو، پھر اس گھڑی حکم دو کہ ملکیزدق وہاں سے جدا نہ ہو اور خدا کی عبادت کے سوا کوئی کام نہ کرے۔

خداوند سبحان نے ریاست اور وہ تمام کتابیں جو پیغمبروں پر نازل ہوئی تھیں سام کے حوالے کیں اور اسے دیگر فرزندوں اور بھائیوں سے الگ نوح کی جانشینی سے مخصوص کردیا۔

سام علیہ السلام کی اپنے بیٹے ارفخشد علیہ السلام سے وصیت

سام باپ کی وفات کے بعد خدا کی عبادت اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول ہو گئے۔

انھوں نے کشتی کا دروازہ کھولا اور حضرت آدم کے جسد کو اپنے بیٹے ملکیزدق کے ہمراہ لے کر خفیہ طور پر بھائیوں اور خاندان کو اطلاع دیئے بغیر جسد کو نیچے لائے۔ فرشتہ نے ان کی راہنمائی کی ذمہ داری لی اور اس جگہ تک جہاں حکم تھا کہ حضرت آدم کے جسد کو وہاں دفن کریں ان کے ساتھ ساتھ رہا؛ اور جسد آدم کو وہیں پر سپرد لحد کر دیا۔

اور جب سام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے بیٹے ارفخشد کو وصیت فرمائی، جو کہ اپنے والد کے بعد زمین میں ان کے جانشین تھے۔

ارفخشد علیہ السلام کی اپنے بیٹے شالح علیہ السلام سے وصیت

جب ارفخشد کی موت کا وقت قریب آیا، بیٹے اور خاندان والے ان کے پاس جمع ہو گئے، انھوں نے خداوند عالم کی عبادت اور گناہوں سے دوری اختیار کرنے کی تاکید کی۔

پھر اس وقت اپنے بیٹے شالح سے کہا: میری وصیت قبول کرو اور میرے بعد خاندان کے درمیان میرے جانشین رہو اور خداوند رحمان کی اطاعت و عبادت کے لئے قیام کرو، یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

شالح علیہ السلام کی اپنے بیٹے عابر علیہ السلام سے وصیت

شالح کی موت کا وقت جب نزدیک آیا، تو اپنے بیٹے عابر سے وصیت کی اور انھیں حکم دیا کہ قابیل ملعون کی اولاد سے کنارہ کشی اختیار کریں. یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

گزشتہ فصلوں میں بھی ہم نے دیکھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کس طرح اپنے دو بیٹے اسمٰعیل و اسحٰق کو حنفیہ شریعت کی حفاظت کے لئے وصیت فرمائی ہے۔

کتاب کی اس جلد میں جو کچھ ہم نے یہاں تک ذکر کیا ہے، جانشینی اور وصایت سے متعلق اخبار کے سلسلوں کا ایک حصہ تھا۔

پہلی جلد میں ہم نے پڑھا کہ خداوند عالم نے موسیٰ کلیم اللہ کو کس طرح حکم دیا کہ یسع بن نون کو اپنی شریعت اور امت پر اپنا وصی بنائیں۔

اور حضرت داؤد نے اپنے فرزند سلیمان کو اسی امر سے متعلق وصیت فرمائی اور حضرت عیسیٰ نے اپنے

حواری شمعون یا سمعان کو اسی امر کی وصیت کی اور یہ وصیت کا سلسلہ حضرت آدم کے زمانے سے حضرت عیسیٰ کے دور تک یوں ہی جاری وساری رہا۔

واضح ہے کہ حضرت محمدؐ دیگر پیغمبروں کی بہ نسبت کوئی الگ روش نہیں رکھتے تھے اور ان کی سیرت بھی اُن سے جدا اور متفاوت نہیں تھی لہٰذا آنحضرت نے خدا کے حکم سے اپنے بعد کے لئے اپنے اہلبیت اور عترت سے بارہ وصی معین کئے کہ اُن میں سب سے پہلے ان کے چچازاد بھائی امیر المومنینؑ ہیں۔ اور ان میں آخری امام حسن عسکری کے فرزند حضرت مہدی (عج) ہیں۔

اس وصایت سے متعلق مفصل ومشروح اخبار ہمارے ماھرفن بزرگوں کی پانچ کتاب ''اثبات الوصیہ'' میں ذکر ہوئے ہیں کہ ہمارے شیخ اور استاد ''الذریعہ'' کے مؤلف نے ان کا تعارف کرایا ہے۔

اور ہم نے ان کی وصیت سے متعلق بعض روایات واخبار کو ۲۵ صفحہ سے زیادہ میں معالم المدرستین نامی کتاب کی پہلی جلد میں (پیغمبر اکرمؐ سے وارد نصوص کے ذیل میں اپنے بعد ولی امر کی تعیین سے متعلق) ذکر کیا ہے کہ یہاں پر اختصار کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کررہے ہیں۔

۱۔ اسلام کی دعوت کے آغاز میں اور آیت ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ کے نازل ہونے کے بعد پیغمبر اکرم نے جناب عبدالمطلب کے فرزندوں کو بلایا اور انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

پھر اُس مہمانی کے اختتام پر رسول خداؐ نے اپنا ہاتھ اپنے چچازاد بھائی علی بن ابی طالب کی گردن پر رکھا اور فرمایا: یہ، تمہارے درمیان میرا بھائی میرا وصی اور جانشین ہے۔

اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔ (۱)

۲۔ پیغمبر کے دو صحابی سلمان فارسی اور ابوسعید خدری نے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

میرا وصی اور میرے راز کا محافظ اور سب سے اچھا شخص جسے میں اپنے بعد اپنا جانشین بناؤں گا اور وہ شخص جو میرے امور کو انجام دے گا اور میرے قرضوں کو ادا کرے گا وہ علی بن ابی طالب ہیں۔ (۲)

---

(۱) تاریخ طبری، طبع یورپ، ج ۳، ص ۱۷۱؛ اور تاریخ ابن اثیر، ج ۲، ص ۲۲؛ تاریخ ابن عساکر میں امیر المومنینؑ کے حال کی تشریح اور شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۲۶۳ کہ جس میں اختصار کے ساتھ نقل کیا گیا ہے ۲۔ سلمان فارسی کی روایت معجم الکبیر میں، ج ۶، ص ۲۲۱ اور مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۱۳ ابوسعید کی روایت علی بن ابی طالبؑ کے فضائل سے متعلق کنز العمال، ج ۲، ص ۱۱۹ کی کتاب فضائل سے۔ اور طبرانی نے ج ۲، ص ۲۷۱ پر ذکر کیا ہے؛ ابوسعید بن مالک خراجی متوفّٰی ۵۴ھ کی سوانح حیات استیعاب اور اسد الغابہ اور اصابہ نامی کتاب میں ذکر ہوئی ہے، بعد کے صفحات میں ان تین کتابوں سے متعلق ''سہ گانہ کتابوں'' کے عنوان سے نام ذکر کریں گے۔

۳۔انس بن مالک سے (اختصار کے ساتھ) روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر خداؐ نے اُس سے فرمایا: سب سے پہلا شخص جو اس در سے داخل ہوگا امام المتقین، سید المسلمین، یعسوب الدین اور خاتم الوصیین ہے...اور اسی وقت علی اُس در سے داخل ہوئے۔(۱)

۴۔بریدہ صحابی نے کہا کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ: ہر پیغمبر کا ایک وصی اور وارث رہا ہے اور علی میرے وصی اور وارث ہیں.....(۲)

۵۔صحیح بخاری، مسلم اور دیگر منابع ومصادر میں مذکور ہے (۳) (اور ہم بخاری کی بات کو نقل کرتے ہیں):

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

﴿ یَا عَلِی اَنتَ مِنّی بِمنزِلة هَارُونَ مِنْ مُوسَیٰ اِلَّا اَنَّه لَا نَبِیَّ بَعدِی ﴾

اے علی تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے، اس فرق کے ساتھ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔

۶۔سنن ترمذی اور مسند احمد بن حنبل میں مذکور ہے: (اور ہم ترمذی کی بات کو نقل کرتے ہیں)۔(۴)

﴿ اِنِّی تَارِكٌ فِیکُم مَا اِنْ تَمَسَّکتُم بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعدِی ،اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ: کِتَابَ

---

(۱) حضرت امیر المومنینؑ کی سوانح حیات ابن عساکر اور حلیۃ الاولیاء کی پہلی جلد کے صفحہ ۶۳ پر اور زبیدی کی تالیف موسوعۂ اطراف الحدیث عن امجاد سادۃ المتقین میں ذکر ہوئی ہے، انس بن مالک اور ابو ثمامہ خزرجی کے سال وفات کے بارے میں اختلاف ہے ۹۰ سے ۹۳ ہجری تک ذکر کیا گیا ہے۔(۲) ریاض النضرہ میں امام کی سوانح حیات ج ۲، ص ۲۳۴ اور تاریخ ابن عساکر۔ بریدہ، ابو عبداللہ بن حدید بن عبداللہ الاسلمی جنگ احد کے بعد مدینہ آئے۔ اور دوسری جنگوں میں رسول اکرمؐ کے ہم رکاب ہو کر شرکت کی۔ ان کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے کے لئے سہ گانہ کتابوں کی طرف رجوع کریں۔(۳) صحیح بخاری، ج ۲، ص ۲۰۰ باب مناقب علی بن ابی طالب؛ صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۰ باب فضائل علی بن ابی طالب؛ ترمذی، ج ۱۳، ص ۱۷۱، باب مناقب علی؛ طیالسی، ج ۱، ص ۲۸۔۲۹، حدیث ۲۰۵، ۲۰۹، ۲۱۳؛ ابن ماجہ؛ باب فضائل علی بن ابی طالب، حدیث ۱۱۵؛ مسند احمد، ج ۱، ص ۱۷۰، ۱۷۳ تا ۱۷۵، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۵ اور ۳۳۰ اور ج ۳، ص ۳۲ اور ۳۳۸ اور ج ۶، ص ۳۶۹ اور ۴۳۸؛ اور مستدرک حاکم، ج ۲، ص ۳۳۷؛ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۱، ۱۴ اور ۱۵؛ مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۰۹ تا ص ۱۱۱ اور بہت سے دیگر منابع وماٰخذ۔

(۴) سنن ترمذی، ۱۳، ص ۲۰۱؛ اسد الغابہ، ج ۲ ص ۱۲؛ حضرت امام حسنؑ کی سوانح حیات کے ذیل میں۔ الدرّ المنثور سورۂ شوریٰ کی آیہ مودت کی تفسیر کے ضمن میں؛ مستدرک الصحیحین اور ان کی تلخیص ج ۳، ص ۱۰۹۔ خصائص نسائی ص ۳۰؛ مسند احمد ۳، ص ۱۷ صدر روایت میں "انی اوشک ان ادعی فاجیب" ذکر ہے کہ جس کی صفحہ ۱۴، ۲۶، ۵۹ پر بسط وتفصیل کے ساتھ شرح کی گئی ہے۔ طبقات ابن سعد ج ۲، ق ۲، ص ۲؛ کنز العمال، ج ۱ ص ۴۷ اور ۴۸ اور اس کے صفحہ ۹۷ پر اختصار کے ساتھ مذکور ہے۔

اللّٰہِ حَبلٌ مَمدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ اِلیٰ الْاَرضِ،وَ عِترتِی اَھلَ بَیتِی،وَلَنْ یَتَفَرَّقَا حَتّیٰ یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوضَ،فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلُفُوْنَنِی فِیھِمَا﴾

میں تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر ان سے متمسک رہے،تو میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہوگے اوران میں سے ایک دوسرے سے عظیم اور گرانقدر ہے ایک خدا کی کتاب جو آسمان سے زمین کی طرف کھینچی ہوئی رسی ہے اور دوسری میری عترت یعنی میرے اہلبیت. یہ دو ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں.غور کرو کہ ان دو کے بارے میں میری وصیت کا کیسے پاس ولحاظ رکھو گے۔

اور یہ بھی ارشاد فرمایا:

﴿لَا یَزَالُ ھٰذَا الدِّیْنُ قَائِماً حَتّیٰ تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ یَکُونَ عَلَیْکُمْ اِثْنَاعَشَرَ﴾

یہ دین قیامت کے دن تک،یا اُس وقت تک جب تک کہ تم پر بارہ آدمی امامت کریں گے ہمیشہ برقرار رہے گا۔

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے:

﴿لَا یَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِیاً اِلیٰ اِثْنیٰ عَشَرَ﴾

لوگوں کا کام ہمیشہ بارہ آدمیوں پر ثابت واستوار رہے گا۔

اس کے بعد دوسری روایت میں فرمایا:

ثُمَّ یَکُونُ الْمَرجُ وَالْھَرجُ

(ائمہ معصومین علیھم السلام اور حضرت صاحب الزمان (عج) کا دور گزرنے کے بعد) پھر دنیا تباہی و بربادی اور ہرج ومرج کا شکار ہوجائے گی اور آخری زمانے کا فتنہ ظاہر ہوگا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

فَاِذَا ھَلَکُوا مَاجَتِ الْاَرضُ بِاَھلِھَا

اور جب تمام ائمہ آکر کے گزر جائیں گے تو زمین اور اس کے باشندے اضطراب اور بے چینی کا شکار ہوجائیں گے۔

ایک دوسری روایت میں پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ ان کی تعداد بنی اسرائیل کے نقباء کے برابر بارہ

افراد پر مشتمل ہے۔

یہ روایات اہلبیت پیغمبر کے بارہ ائمہ کے علاوہ کسی اور پر صادق نہیں آتی ہیں؛ ایسے امام جن کے آخری فرد کی عمر خدا نے طولانی کردی ہے اور اُن کے بعد دنیا نابود ہو جائے گی۔

چونکہ مکتب خلفاء کے علماء ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے معتقد نہیں ہیں لہٰذا ان روایات کی تفسیر میں حیران وسرگرداں ہو کر رہ گئے ہیں اور وہ اپنی مرضی کے مطابق اس کے معنی اور تاویل کرنے سے عاجز و بے بس ہیں۔

پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے بارہ اوصیاء

ہم یہاں پر ان بارہ افراد کے اسماء بیان کر رہے ہیں جن کے ناموں کی تصریح پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دوسری روایات میں فرمائی ہے۔

پہلے وصی حضرت علی بن ابی طالب امیر المومنین علیہ السلام، وصی رسول ربّ العالمین۔

دوسرے وصی حضرت حسن بن علی علیہ السلام	سبط اکبر۔
تیسرے وصی حضرت حسین بن علی علیہ السلام	سبط اصغر، شہید کربلا۔
چوتھے وصی حضرت علی بن الحسین علیہ السلام	سجاد، زین العابدین۔
پانچویں وصی حضرت محمد بن علی علیہ السلام	باقر۔
چھٹے وصی حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام	صادق۔
ساتویں وصی حضرت موسی بن جعفر علیہ السلام	کاظم۔
آٹھویں وصی حضرت علی بن موسیٰ علیہ السلام	رضا۔
نویں وصی حضرت محمد بن علی علیہ السلام	جواد، تقی۔
دسویں وصی حضرت علی بن محمد علیہ السلام	ہادی، نقی۔

گیارھویں وصی حضرت حسن بن علی علیہ السلام عسکری۔

بارھویں وصی حضرت محمد بن الحسن علیہ السلام مھدی، حجت اور منتظر۔

اس طرح سے حضرت آدمؑ سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک وصی کی تعیین کا سلسلہ چلا ہے۔

دوسرے:

یہ کہ ہم نے اس کتاب میں دیکھا کہ اللہ کی حجتوں کے درمیان ''انوش'' نے زمین پر کھجور کا درخت لگایا، زراعت کی اور زمین میں بیج بویا اور زمین کی آبادکاری میں مشغول ہوئے اور اپنے فرزند قینان کو نماز قائم کرنے، زکاۃ ادا کرنے، خانہ خدا کا حج کرنے اور قابیلیوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور خود بھی باپ کے حکم کی تعمیل کی اور اس کو کمال کے تمام مراحل تک کامیابی سے ہمکنار کیا۔

اور ''یرد'' کو دیکھتے ہیں کہ استخراج معادن اور شہر کی تعمیر میں مشغول ہوئے ہیں، مسجدیں بنانے مضر درندوں کے قتل کرنے اور گائے بھیڑ کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔

ادریسؑ وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے سوئی سے خیاطی (سلائی) کی ہے اور وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے قابیل کی اولاد کو قید کیا اور انھیں اپنا غلام بنایا، وہ علم نجوم میں ماہر تھے. اور بارہ برجوں اور آسمانی سیاروں میں سے ہر ایک کا مخصوص نام رکھا ہے۔

متوشلح بھی شہروں کی تعمیر کی جانب متوجہ ہوئے ہیں وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اونٹ کی سواری کی ہے۔

یہیں سے ہم درک کرتے ہیں کہ جو لوگ خدا کی طرف سے اسلام کی تبلیغ پر مامور تھے وہ اپنے زمانے میں بشری تمدن کے بھی راہنما تھے، لوگوں کی ہدایت کے بارے میں عیسائیوں کے دعوے کے برخلاف صرف ان کی عبادت کی کیفیت اور طریقوں پر اکتفا نہیں کیا ہے۔

تیسرے:

عصر فترت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد کو دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے فرزند اسمٰعیلؑ کی دعا کے مصداق تھے جیسا کہ ان دونوں حضرات نے سورۂ بقرہ کی ۱۲۸ آیت کی نقل کے مطابق بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا:

﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ مِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ...﴾

خدایا! ہمیں اپنا مسلم مطلق قرار دے اور ہمارے فرزندوں کو بھی ایسی امت قرار دے جو تیرے سامنے خاضع اور سراپا تسلیم ہوں۔

انھیں میں سے ''خزیمہ بن مدرکہ'' بھی تھے کہ فرماتے تھے:

مکّہ سے احمد نامی پیغمبر کے خروج کا زمانہ قریب ہے اس کی خصوصیت یہ ہوگی کہ لوگوں کو خدا کی عبادت اور پرستش کی دعوت دے گا لہٰذا اس کی پیروی کرنا اور اس کی تکذیب نہ کرنا کہ وہ جو کچھ پیش کریگا وہ حق ہے۔

''کعب بن لوی'' بھی کہتے تھے آسمان وزمین بیکار خلق نہیں کیے گئے ہیں اور دار آخرت تمہارے سامنے ہے، وہ لوگوں کو مکارم اخلاق کی دعوت دیتے تھے اور کہتے تھے: اللہ کے پر امن حرم سے خاتم الانبیاء، اس امر کے لئے جس کی موسیٰ اور عیسیٰ نے خبر دی ہے مبعوث ہوں گے۔

اور اس طرح فرماتے تھے ''اچانک خدا کے پیغمبر محمد پہنچ جائیں گے جب کہ تم غافل ہوگے...'' پھر کہتے تھے: اے کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا اور پیغمبر کی دعوت وبعثت کو درک کرتا۔

اور جب ''عمرو بن لحی'' ''ہبل'' نامی بُت کو مکّہ لایا اور بُت پرستی عام ہوگئی تو، یہ ''قُصی'' تھے کہ بُت پرستی کو مردود سمجھتے ہوئے لوگوں کو خدا کی عبادت کی طرف دعوت دیتے تھے. انھوں نے حج کے شعائر کو جو کہ ابراہیمؑ کے دین حنیف کے بنیادی جز میں شامل تھے قائم رکھا اور مکّہ والوں کی مدد سے حجاج کو کھانا کھلانے اور ان کی مہمان نوازی کے لئے قدم اٹھایا۔

ان کے بعد یہی ذمہ داری ان کے فرزند ''عبد مناف'' نے سنبھالی اور انہوں نے قریش کو تقوائے الٰہی اور صلہ رحم کی رعایت کا حکم صادر کیا۔

ان کے فرزند ''جناب ہاشم'' بھی حجاج کو کھانا کھلانے اور مہمان نوازی کے لئے اٹھے، انھیں نے مکّہ میں اپنے مددگاروں سے کہا: تمھیں اس گھر کی حرمت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم لوگ اس امر کے لئے صرف اور صرف حلال مال مخصوص کرو اور خبردار وہ مال جو غصبی ہو، زور زبردستی سے چھینا گیا ہو اور قطع رحم کے ذریعہ حاصل کیا گیا ہو ایسے مال کو اس محترم کام کے لئے ہرگز مخصوص نہ کرنا۔

یہ جناب ہاشم ہی تھے کہ جنھوں نے جاڑے اور گرمی میں دو تجارتی سفر کی، شام اور ایران، یمن اور حبشہ کی جانب بنیاد ڈالی۔

ان کے فرزند ''جناب عبد المطلب'' نے بھی اپنے آباء واجداد کی راہ وروش اپنائی. ان کے بارے میں

اس طرح کہا گیا ہے:

وہ قلبی اعتبار سے توحید اور روز قیامت پر اعتقاد رکھتے تھے، خداوند عالم نے زمزم نامی کنویں کی کھدائی ان کے ہاتھوں کرائی. اور جب ابرھہ اپنے لشکر کے ساتھ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ آیا تو اُس سے جناب عبدالمطلب نے کہا: اس گھر کا ایک مالک ہے جو تجھے روک دے گا پھر اُس وقت خدا سے راز و نیاز کرتے ہوئے اس طرح شعر پڑھا:

یا ربِّ فان المرءَ یمنع رحله فامنع رحالك

''خدایا! ہر شخص اپنے گھر کا دفاع کرتا ہے، لہٰذا تو بھی اپنے گھر کا دفاع کر''۔

ابرھہ اور اس کے سپاھیوں کے مکہ پر حملہ کرنے کے بعد قریش فرار کر گئے اور جناب عبدالمطلب اور ان کا گھرانہ تنہا وہاں رہ گیا۔

اور جب خدا نے ابرھہ کے لشکر کو نیست و نابود کر دیا تو اس طرح شعر پڑھا:

طارت قریش اذ رات خمیساً فظلت فرداً لا اری انیسا

''جب قریش کی نظر ابرھہ کے لشکر پر پڑی تو داہنے بائیں سے فرار کر گئے اور میں تن تنہا بے یار و مددگار باقی رہ گیا''

''ہم قدیم الایام ہی سے آل اللہ تھے اور حضرت ابراہیمؑ کے دور سے اب تک ایسا ہی ہے۔

ہم نے قوم ثمود کو درمیان سے اکھاڑ پھینکا اور اس سے پہلے شہر ارم والی قوم عاد کو۔

ہم خدا کے عبادت گزار ہیں، صلۂ رحم اور عہد و پیمان کا پاس و لحاظ رکھنا ہماری سنت ہے۔

ہمیشہ خدا کی ہمارے درمیان ایک حجت (راہنما) رہی ہے کہ خداوند عالم اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے''۔

شیبۃ الحمد (جناب عبدالمطلب) ان اشعار میں فرماتے ہیں:

جب قریش نے ابرھہ کے لشکر کو دیکھا تو پرندوں کی طرح ہر جانب سے فرار کر گئے اور میں تن تنہا بے مونس و یاور حرم میں باقی رہ گیا. عبدالمطلب کی یہ بات اس ایمان اور اطمینان کی عکاسی کر رہی ہے جو ایمان وہ خدا پر رکھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ خدا ابرھہ کو حرم میں داخل نہیں ہونے دے گا اور اسے تباہ و برباد کر دے گا. وہ اور ان کا گھرانہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے آل اللہ ہیں اور اس بات کا مخلوق میں خدا کی

حجت کے سوا کوئی مصداق نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خدا کی یہی حجتیں تھیں کہ ثمود اور عاد قبیلہ کو ارم اور اس کے ستونوں کے ساتھ ویران کر دیا اور چونکہ ہود اور صالح جناب عبدالمطلب کے اجداد کے سلسلے میں نہیں ہیں اور ان دو پیغمبروں کی قومیں قریش سے نہیں تھیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عبدالمطلب کی یہ بات کہ ''ہم نے قوم ثمود اور عاد کو اپنے درمیان سے اکھاڑ پھینکا'' اس سے مراد یہ ہے کہ خدا کی حجتوں نے کہ اُن میں سے ایک جناب عبدالمطلب بھی تھے ثمود اور عاد کو اپنے درمیان سے اکھاڑ پھینکا، پھر خدا نے اس وقت ان کی دعا سے ابرھہ کو نابود کر دیا۔ اور اُن کا یہ کہنا کہ ''ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی حجتیں رہی ہیں کہ خدا ان کے ذریعہ ہم سے بلاؤں کو دور کرتا ہے'' یہ اس بات کی تاکید ہے کہ اپنے زمانہ میں وہ خود ہی خدا کی ایک حجت تھے، جیسا کہ حضرت ہود اور حضرت صالح اور حضرت ابراہیم اپنے زمانے میں خدا کی حجت تھے۔

جب پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے، تو جناب عبدالمطلب نے اپنے شعر میں کہا کہ ان کے پوتے کا نام آسمانی کتابوں میں ''احمد'' ہے جیسا کہ خدا نے عیسیٰ بن مریم کی زبان سے فرمایا:

﴿ وَ مُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَاتِي مِنْ بَعدِي اِسْمُهُ اَحْمَدُ ﴾

میں اپنے بعد آنے والے پیغمبر کی تمھیں بشارت دے رہا ہوں جس کا نام احمد ہوگا۔

اور جب پیغمبر کی دایہ حلیمہ سعدیہ نے جناب عبدالمطلب کو ان کے مکّہ کے پہاڑوں میں گم ہو جانے کی خبر دی، تو جناب عبدالمطلب نے اپنے ربّ سے خطاب کر کے کہا:

''خدایا! محمد کو کہ تو نے خود ہی اس کا نام محمد رکھا ہے ہمیں لوٹا دے''۔

یہ تمام باتیں اس بات کی عکاسی کر رہی ہیں کہ عبدالمطلب ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے سے قبل کی آسمانی کتابوں کے بارے میں آگاہی رکھتے تھے؛ اور یہ مکّہ جیسے جہالت سرشت شہر اور قریش کی طرح جاہل لوگوں میں ممکن نہیں ہے مگر یہ کہ اس بات کو قبول کریں کہ وہ کتابیں اُن کے اختیار میں تھیں اور جناب عبدالمطلب سلسلۂ اوصیاء ابراہیم اور اسمٰعیل کی ایک کڑی ہیں۔

اور یہ بھی کہ جناب عبدالمطلب صلۂ رحم کی رعایت محتاجوں کو کھانا کھلانے، ظلم وستم نہ کرنے اور سرکشی وطغیانی نہ کرنے کا حکم دیتے تھے اور کہتے تھے:

کوئی ستمگر دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ وہ اپنے ظلم وستم کی سزا بھگت لے اور کہتے تھے: خدا کی قسم اس دنیا کے بعد پاداش اعمال کی ایک جگہ ہے۔ جہاں اچھے یا بُرے کاموں کی جزا یا سزا ملے گی۔

جناب عبدالمطلب نے نذر پوری کرنے، چور کا ہاتھ کاٹنے، محارم سے شادی کرنے کی ممانعت اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے روکنے کی سنت قائم کی۔

اور شراب پینے، زنا کرنے اور برہنہ خانہ خدا کے اردگرد طواف کرنے سے روکا ہے۔(۱)

یہ سب کچھ خاتم الانبیاءؐ کی شریعت میں مذکور ہے۔

خداوند عالم نے مکّہ والوں کے لئے جناب عبدالمطلب کی طلب باراں سے متعلق دعا مستجاب کی ہے۔

وہ ہر سال ماہ رمضان میں غار حرا میں عبادت کے لئے جاتے تھے؛ جناب عبدالمطلب نے تمام قریش (بالخصوص جناب ابوطالب) کو پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رعایت کی تاکید فرمائی۔

آیات کی تفسیر میں عبرت کے مقامات

خداوند عالم نے بنی اسرائیل کو ان کے زمانے میں تمام عالم پر ان کو فوقیت و برتری عطا کی اُس وقت جب فرعون اور فرعون کے ماننے والوں نے ان کے لڑکوں کے سر کاٹ کر اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ کر بدترین عذاب سے انھیں دوچار کیا تو اس نے انھیں نجات دی اور سارے عالم پر انھیں برتری عطا کی اور دنیا میں عظیم فوقیت اور رفعت کا مالک بنایا۔

اسی طرح اُن کے لئے دریا کو شگافتہ کیا اور اس کے درمیان خشکی کا راستہ پیدا کیا تا کہ وہ عبور کر سکیں اور اس نے انھیں عبور کرایا۔ فرعون اور اس کے سپاہیوں نے ان کا پیچھا کیا اور اسی خشکی کے راستہ پر قدم رکھا جس سے بنی اسرائیل آگے گئے تھے اور بنی اسرائیل کی آخری فرد کے باہر آتے ہی دریا آپس میں مل گیا اور خدا نے فرعون اور اُس کے سپاہیوں کو بنی اسرائیل کی نگاہوں کے سامنے غرق کر دیا۔ پھر فرعون کی لاش کو پانی کی سطح پر لے آیا کہ آج تک مصر کے میوزیم میں سالم موجود ہے اور دنیا والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے۔

بنی اسرائیل اُسی طرح آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ ایک قوم کو دیکھا کہ وہ بتوں کی پوجا کر رہی ہے، تو پھر انھوں نے موسیٰ سے کہا: ''ہمارے لئے بھی ان کی طرح کوئی خدا قرار دو'' موسیٰ نے اُن سے کہا: ان کی روش لغو اور باطل ہے۔

---

(۱) دور جاہلیت میں بعض افراد، اپنے لباس میں اس بہانے سے طواف نہیں کرتے تھے کہ انھوں نے اس لباس میں گناہ کیا ہے لہٰذا طواف کے موقع پر یا مکّہ والوں سے عاریۃً لباس مانگتے تھے یا عریاں کعبہ کا طواف کرتے تھے۔

آیا اس خدا کے علاوہ کہ جس کا نام جلیل ہے اور اُس نے تم کو سارے عالم پر برتری وفوقیت عطا کی ہے کوئی دوسرا خدا تلاش کروں؟!

اس کے بعد خدا نے بنی اسرائیل سے فرمایا: ﴿اسکنوا الارض﴾

اس سرزمین کو اپنے تصرف میں قرار دو یہ اس حال میں خطاب تھا جب کہ ان کی ایک عمر فرعون کی غلامی میں گذر چکی تھی حتیٰ کہ اپنے مالک ومختار بھی نہیں تھے چہ جائیکہ وہ کسی زمین کے تمام خصوصیات وامتیازات کے ساتھ مالک ہوں۔

اور خداوند عالم نے بادل کو ان کے سر پر سایہ فگن قرار دیا اور آسمانی غذائیں (من وسلویٰ) انھیں کھلائیں کہ سلویٰ سب سے عمدہ گوشت کو شامل ہے اور من اصلی اور خالص شکر کو شامل ہے. ایسی حالت میں انھوں نے موسیٰ سے کہا! اے موسیٰ! ہم ایک قسم کی غذا پر اکتفاء نہیں کر سکتے. اپنے ربّ سے کہو کہ ہمیں زمین کی پیدا شدہ چیزیں، دانے، لہسن، پیاز، مسور کی دال وغیرہ سے نوازے کہ موسیٰ نے ان سے کہا: کسی ایک شہر میں داخل ہو جاؤ وہاں تمہاری آرزوئیں پوری ہو جائیں گی۔

اسی طرح خداوند عالم نے انھیں سارے عالم پر برتری دی، جب موسیٰ نے انھیں بارہ قبیلوں میں تقسیم کیا اور خدا کے حکم سے اپنا عصا پتھر پر مارا تو پانی کے بارہ چشمے اُس سے پھوٹ پڑے اور ہر قبیلہ نے اپنی اپنی پینے کی جگہ مخصوص ومعین کر لی اور ہر ایک نے اپنی اپنی پیاس بجھائی۔

خداوند جل جلالہ نے موسیٰ سے ۳۰ رشب کا وعدہ کیا کہ طور سینا پر جائیں تا کہ توریت جو کہ بنی اسرائیل کے لئے قوانین اور شریعت پر مشتمل ہے، انھیں عطا کرے. خدا نے اس وعدہ کو دس دن مزید بڑھا دیا اور اس کو چالیس دن میں کامل کر دیا لیکن اس مدت میں سامری نے (۱) حضرت موسیٰ کے طور سینا پر مناجات کے لئے جانے کے بعد قوم بنی اسرائیل کو گمراہ کر دیا. اُس نے ان کے سونے کے زیورات سے ایک گو سالہ بنایا اور جو خاک وہ اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا وہ حضرت جبرئیل کے قدموں کی خاک تھی اسے گوسالہ کے منھ میں ڈال دیا نتیجہ یہ ہوا کہ اس میں ہوا پھونکنے سے گوسالہ کی آواز نکلتی تھی. سامری نے اُن سے کہا: یہ تمہارا اور موسیٰ علیہ السلام کا خدا ہے!! تو ہارون نے ان سے کہا! تم لوگ اس کے ذریعہ امتحان اور آزمائش

(۱) سامری شمرونی کا معرب ہے جس طرح کلمہ عیسیٰ کہ یشوع جو کہ عبری زبان کا لفظ ہے، اس سے معرب ہوا ہے. شمرونی شمرون کی طرف منسوب ہے (جو کہ اسباط بنی اسرائیل میں سے یساکار کا چوتھا بیٹا ہے). اس کے لئے قاموس کتاب مقدس میں لفظ شمرون ملاحظہ ہو.

میں مبتلا ہو گئے ہو تمہارا ربّ خداوند رحمٰن ہے. انھوں نے جواب دیا: جب تک کہ موسیٰ ہمارے پاس نہیں آجاتے ہم اس گوسالہ کی پوجا نہیں چھوڑیں گے۔

خداوند عالم نے بنی اسرائیل کی اس کارستانی کی موسیٰ کو خبر دی، پھر موسیٰ انتہائی افسوس اور غم وغصہ کے ساتھ ان کے پاس واپس آئے اور اپنے بھائی ہارون کو زجر وتوبیخ کی، ہارون نے کہا: اے بھائی! اپنا ہاتھ میرے سر اور داڑھی سے ہٹالو. اس قوم نے مجھے چھوڑ دیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں۔

پھر جب بنی اسرائیل اپنی خطا پر نادم وپشیمان ہوئے. تو خداوند سبحان نے ان کی توبہ قبول کی اس شرط کے ساتھ کہ جو لوگ گوسالہ پرستی میں مشغول ہو گئے تھے وہ خود کو خدا پرستوں کے حوالے کر دیں تا کہ انھیں قتل کیا جائے. جب ان لوگوں نے اس فرمان کو قبول کیا اور امر خداوندی کے سامنے سراپا تسلیم ہو گئے، تو خداوند منّان نے انھیں معاف کر دیا لیکن تعجب ہے کہ اُس کے بعد بھی موسیٰ سے خواہش کی کہ انھیں بھی اپنے ہمراہ ربُّ العزت کی وعدہ گاہ تک لے جائیں اور وہ خود ان کو خدا سے کلام کرتے ہوئے دیکھیں۔

اس وجہ سے موسیٰ نے اُن میں سے ستر افراد کو چُنا. جب وہ لوگ میقات (وعدہ گاہ) پر پہونچے تو کہنے لگے کہ: ہم خدا کو آشکار طور پر دیکھنا چاہتے ہیں! لہٰذا (جیسا وہ خیال کرتے تھے) اسی اثناء میں ایک بجلی نے انھیں اپنے لپیٹ میں لے لیا (اور اسی جگہ مر گئے) کہ خداوند عالم نے دوبارہ انھیں موسیٰ کی درخواست پر حیات دی. پھر اس طرح سے یہ لوگ توریت پر (جسے خداوند سبحان نے چراغ ہدایت قرار دیا تھا تا کہ ان کے انبیاء اس کے مطابق حکم کریں) ایمان لائے۔

موسیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ یاد دلانے کے بعد کہ خداوند عالم نے ان پر کیا کیا نعمتیں نازل کیں ہیں اور ان کے ذریعہ سے انھیں عالمین پر فضیلت دی ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے میری قوم! مقدس سرزمین (سرزمین شام) کہ خداوند عالم نے تمھیں اس کا حکم دیا ہے داخل ہو جاؤ۔

انھوں نے کہا: اے موسیٰ! وہاں ایک ستمگر اور سرکش قوم رہتی ہے، ہم وہاں اُس وقت تک قدم نہیں رکھ سکتے جب تک کہ وہ وہاں سے باہر نکل نہ جائیں اور جیسے ہی وہ باہر جائیں گے ہم وہاں داخل ہو جائیں گے۔

اُس وقت ان کی قوم کے دو دانشوروں نے اُن سے خطاب کرتے ہوئے کہا: دروازہ سے اُن کے سامنے وارد ہو، کہ تمہارے داخل ہو جانے ہی سے تمہاری کامیابی ہو جائے گی اور اگر مومن ہو تو خدا پر توکل اور بھروسہ کرو۔

قوم نے کہا: اے موسیٰ! جب تک کہ وہ وہاں ہیں ہم ہرگز وہاں داخل نہیں ہوں گے. لہٰذا تم خود اور تمہارا خدا چلے جاؤ اور اُن سے جنگ کرو ہم یہاں بیٹھ کر انتظار کر رہے ہیں!!

اس کا جواب دیتے ہوئے خداوند سبحان نے فرمایا:

﴿فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ﴾

چالیس سال تک ان کا اس سرزمین پر تصرف کرنا حرام ہے، وہ لوگ اتنی مدت تک سینا کے جنگلوں میں اسی طرح حیران و سرگرداں رہیں گے اور تم اے موسیٰ! ستمگروں کے لئے اپنا دل نہ جلاؤ اور ان کی خاطر رنجیدہ نہ ہو۔

یہ سب حضرت موسیٰ کے زمانے میں بنی اسرائیل کی بعض داستان ہے. لیکن جو کچھ اس قوم سے موسیٰ کے بعد سرزد ہوا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ:

اُن میں سے بعض نے دریائے سرخ کے کنارے سکونت اختیار کر لی. اور مچھلی کا شکار کرنے لگے (قضاء الٰہی سے دریا کی مچھلیاں شنبہ کو بہت زیادہ ساحل کے کنارے آتی تھیں اور خدا نے انھیں شنبہ کو شکار کرنے سے ان کے سرکش نفس کی ریاضت و تزکیہ کے لئے منع کر دیا تھا). ان لوگوں نے اس ممانعت کی مخالفت کی اور سنیچر کے دن مچھلی کا شکار کرنے لگے، نتیجہ کے طور پر خدا نے انھیں بندر کی شکل میں مسخ کر کے ہلاک کر ڈالا۔

خداوند منان نے حضرت موسیٰ کے اوصیاء کے درمیان حضرت داؤد کو قرار دیا اور ان کو زبور عطا کی، جب داؤد زبور کی تلاوت کرتے اور تسبیح خداوندی کی آواز بلند کرتے تو اُن کی خوش الحانی پہاڑوں میں اس طرح گونجتی کہ پرندے تسبیح میں ان کے ہم آواز ہو جاتے. خداوند عالم نے ان کے ہاتھ میں لوہا نرم بنا دیا تھا تا کہ اُس سے زرہ بنائیں. پھر ان کے بعد حضرت سلیمان کو قرار دیا اور ہوا کو اُن کے اختیار میں دے دیا تا کہ اُن کے حکم کے مطابق وہ جہاں چاہیں حرکت کرے. اسی طرح جناتوں کو جو دریا میں غوّاصی پر مامور تھے تا کہ ان کے لئے اندر سے گوہر نکال لائیں اور عبادت خانے، مجسمے، محرابیں اور حوض کے برابر پیالے اور بڑی بڑی ثابت دیگیں یعنی جو قابل نقل و انتقال نہ ہوتی تھیں حضرت سلیمان کے لئے بناتے تھے۔

خداوند منان نے انھیں حیوانوں کی زبان سکھائی اس طرح سے کہ چیونٹی کی گفتگو درک کر لی اور ھدھد نے تخت بلقیس کے بارے میں انھیں باخبر کیا اور ان کے ملازموں میں اُس شخص نے جسے کتاب کا تھوڑا سا

علم تھا یمن سے چشم زدن میں تخت بلقیس شام میں حاضر کر دیا۔

ملائکہ ان کے خدمت گزار تھے اور جنوں میں جو حضرت سلیمان کے حکم کی نافرمانی کرتا تو اسے عذاب کے تازیانہ سے تنبیہ کرتے تھے۔

جنات حضرت سلیمان کے مرنے کے بعد اسی طرح اپنی فعالیت اور ماموریت پر لگے ہوئے تھے یہاں تک کہ دیمک نے اُن کے عصا کو کھوکھلا کر دیا اور سلیمان زمین پر گر پڑے۔

یہ تمام موارد (مقامات) بنی اسرائیل اور ان کے پیغمبروں کے درمیان استثنائی صورت کے حامل تھے، منجملہ ان استثنائی حالات کے حضرت موسیٰ کے زمانے میں ایک واقعہ یہ تھا کہ ایک مقتول کے قاتل کے بارے میں ان کے درمیان اختلاف ہو گیا تو خدا نے انھیں حکم دیا کہ ایک گائے کا سر کاٹیں اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس مقتول کے جسم پر ماریں، جب انھوں نے ایسا کیا تو اس کے زیر اثر خدا نے اس مقتول کو زندہ کر دیا اور حقیقت امر آشکار ہو گئی۔

منجملہ ان داستانوں کے ''عزیر'' اور ''ارمیا'' کی بھی داستان ہے کہ ایک ایسے ویران گاؤں سے ان کا گذر ہوا جس کی دیواریں اور چھتیں گر چکی تھیں اور وہاں کے رہنے والے سب مر چکے تھے اور درندے ان کے جسموں کو کھا چکے تھے، تو حیرت سے کہا: خداوند عالم ان مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟! خدا نے انھیں ایک سو سال مردہ رکھا پھر دوبارہ زندہ کیا صبح کے وقت ان کی روح قبض کر لی اور شام کے وقت ان کی زندگی واپس کر دی (یعنی جسم میں جان ڈال دی) ایک فرشتہ نے اُن سے پوچھا کتنی دیر تک سوتے رہے؟

عزیر نے آسمان اور سورج کی طرف نظر کی تو وہ ڈوبنے ہی کے قریب تھا اور کہا: (میرے خیال میں) ایک دن یا اس کا ایک حصہ سویا رہا۔

فرشتہ نے کہا: بلکہ تمہارے سونے کی مدت ایک سو سال ہے! اپنی غذا (انجیر، انگور) اپنی پینے کی چیز (انگور کے رس) کی طرف نظر ڈالو اور دیکھو، کہ اتنے سالوں کے بعد بھی ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے اور اب اپنے گدھے کی طرف دیکھو کہ اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر تتر بتر اور نابود ہو گئیں ہیں!

پھر اس وقت خداوند عالم نے پراگندہ جسموں کو ایک دوسرے سے متصل کیا اور ان پر گوشت چڑھایا اور انھیں زندہ کر دیا تو عزیر کو معلوم ہو گیا کہ کس طرح خدا مردہ کو زندہ کرے گا اور جب انھوں نے ایسا دیکھا تو کہا: مکمل طور پر مجھے معلوم ہو گیا کہ خدا ہر چیز پر قادر و توانا ہے۔

حضرت موسیٰ کے بعد استثنائی داستانوں میں حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا جیسے پیغمبروں کی بھی داستان ہے۔

حضرت زکریا خدا کو پکار کر کہتے ہیں: خدایا! میری ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں (کمزور ہوگئیں) ہیں اور میرے سر کے بال سفید ہوگئے ہیں اور میری بیوی بانجھ ہے، اپنے بعد اپنے وارثوں سے خائف اور ہراساں ہوں تو خود ہی مجھے ایک جانشین عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔

تو خداوند عالم نے انھیں یحییٰ کی خوشخبری دی ایسے نام کے ساتھ کہ اُس سے پہلے کسی کا یہ نام نہیں رکھا گیا تھا اور خدا نے ان کے بچپنے ہی میں انھیں کتاب اور قضاوت عطا کی۔

سب سے زیادہ مشہور ان کی استثنائی داستان خدا کے پیغمبر حضرت عیسیٰ کی ان کی ماں مریم کے ذریعہ بن باپ کے ولادت کی خبر ہے۔ اور اپنی قوم سے گہوارہ میں ان کا کلام کرنا اور یہ کہنا کہ خدا نے انھیں کتاب و حکمت عطا کی ہے۔ اور ان کا مٹی سے ایک پرندہ کا پیدا کرنا اور کوڑھی، کور مادرزاد کو شفا دینا، مردوں کو زندہ کرنا اور حضرت عیسیٰ کی شکل وصورت میں ان کی مخبری کرنے والے بدخواہ کو تبدیل کرنا تاکہ عیسیٰ کی جگہ اسے پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ خدا نے حضرت عیسیٰ کو زمین سے اٹھا کر آسمان کی بلندی پر بلا لیا اور اب تک اسی طرح انھیں زندہ رکھا ہے تاکہ انھیں آخری زمانے میں زمین میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم مہدی صاحب الزمان کے پاس لوٹا دے۔

اسی طرح بنی اسرائیل کے انبیاء کے لئے بھی استثنائی حالات کا سراغ رکھتے ہیں کہ اُن سے پہلے کسی ایک پیغمبر میں بھی نہیں دیکھا ہے، جیسے وہ سب کچھ جو حضرت سلیمان کو دیا گیا، جنّاتوں کا ان کے لئے کام کرنا، یا بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ کا پیدا ہونا اور خدا کی اجازت سے ان کا مٹی سے پرندہ خلق کرنا۔

اور ہم کسی قوم کو بنی اسرائیل سے زیادہ سنگدل قوم نہیں جانتے۔ وہ نہایت بدطینت لوگ تھے جنھوں نے اپنے پیغمبر سے نہ گانہ معجزات اور آیات دیکھے اور اس کا مشاہدہ کیا کہ اُس نے انھیں دریا کے بارہ خشکی راستوں سے گذارا اور فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا۔ خداوند منان نے انھیں پوری تاریخ انسانیت میں بے مثال معجزے کے ذریعہ نجات دی لیکن جیسے ہی اُن کی نظر بتوں پر پڑی تو اپنے پیغمبر سے کہتے ہیں: اے موسیٰ! ہمارے لئے ان کے بُتوں کے مانند بُت سے ایک خدا بناؤ!!

یا جب ان کے پیغمبر ان کے عمل کے لئے شریعت لانے گئے تو گوسالہ پرستی میں مشغول ہوگئے!!

یہ سب ان کے ناپسندیدہ اور بُرے صفات کے نمونے ہیں کہ جن کے ذریعہ ایسا طرز تفکر اور ایسی روش دکھائی دیتی ہے جو ان سے مخصوص تھی اور گزشتہ یا ان کے بعد کی امتوں میں نہیں پائی گئی ہیں۔

ان کے دشمن بھی ایسے ہی تھے؛ جیسے فرعون اور اس کے درباری اور وہ اقوام اور امتیں جو اُس زمانے میں سرزمین شام کی ساکن کہلاتی تھیں اور وہ اُن سے جنگ پر مامور ہوئی تھیں۔

ان تمام استثنائی حالات اور مواقع کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ دیگر امتوں کی بہ نسبت استثنائی اور خصوصی احکام کی احتیاج رکھیں. انھیں موارد (مقامات) میں کعبہ سے بیت المقدس کی طرف قبلہ کا تبدیل ہونا ہے اور ان تمام چیزوں کی تحریم جنھیں اسرائیل (یعقوب پیغمبر) نے اپنے اوپر حرام کر رکھی تھیں اور چونکہ بعض خصوصی حالات ان امتوں کے نابود ہو جانے کی وجہ سے کہ جن سے ان کی سرزمین میں انھوں نے جنگ کی تھی. حضرت عیسیٰ بن مریم کے زمانے میں ختم ہو چکے تھے. لہٰذا، خداوند عالم نے اُن کے کچھ محرمات جو اُن پر حرام کر دیئے تھے حلال کر دیئے۔

اور چونکہ حضرت ختمی مرتبت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ان تمام استثنائی مواقع اور خاص حالات کا خاتمہ ہو چکا تھا، لہٰذا استثنائی احکام اور ان سے مخصوص قوانین بھی درمیان سے اٹھا لئے گئے؛ چنانچہ خداوند متعال سورۂ اعراف کی ۱۵۷ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرَاۃِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ...﴾

جو لوگ اس امی نبی رسول کی جس کا نام ونشان اپنے پاس موجود توریت اور انجیل میں تحریر پاتے ہیں پیروی کریں ایسا پیغمبر جو انھیں نیکی کا حکم دیتا اور بُرائی سے روکتا ہے اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتا ہے اور نجاستوں کو اُن پر حرام کرتا ہے، قید وبند کی تکلیف گراں سے انھیں آزاد کر دیتا ہے۔

اسی وجہ سے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی شریعت منسوخ ہوگئی اور حکم ہوا کہ ابراہیم کے دین حنیف کی پیروی کریں کہ اب اس کے مبلغ اور بیان کرنے والے حضرت خاتم الانبیاءؐ ہیں۔

ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اسلام کے قوانین اور شریعتیں حضرت آدم سے لے کر حضرت خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ایک دین واحد اور انسان کی فطرت کے مطابق ہیں اور چونکہ اللہ کی تخلیق

میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے لہٰذا خدا کی شریعت اور اس کے قوانین بھی تبدیل نہیں ہوئے ہیں۔

اللہ کی شریعت ہر زمانے کے پیغمبر کے ہم عصر لوگوں کی ضرورت کے مطابق اس پیغمبر پر نازل ہوئی ہے اسی لحاظ سے اُس شریعت میں سے ایک خاندان کی ضرورت کے مطابق حضرت آدم پر نازل ہوئی۔

حضرت ادریس کے زمانے میں ایک شہر کے رہنے والوں کی نیاز کے بقدر اور نوح کے زمانے میں چند شہروں اور علاقوں کی نیاز وضرورت کے بقدر اس شریعت کا دائرہ وسیع ہو گیا. حضرت نوح کے زمانے کی شریعت کی اتنی مقدار ہمارے زمانے کو بھی شامل ہے۔

چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحاً ﴾

''تمہارے لئے دین میں وہ راستہ قرار دیا ہے جس کی نوح کو وصیت کی تھی'' ابراہیمؑ کا دین حنیف نوح کی شریعت سے اختلاف نہیں رکھتا جیسا کہ خداوند سبحان فرماتا ہے:

﴿وَاِنَّ مِنْ شِيعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيمَ﴾

اس معنی میں کہ ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے اتباع کرنے والوں میں تھے۔

حضرت ختمی مرتبت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت بھی حضرت ابراہیمؑ کے دین حنیف سے اختلاف نہیں رکھتی جیسا کہ خداوند متعال فرماتا ہے:

﴿وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفاً ﴾

''ابراہیم کے دین حنیف کی پیروی کرو''. اور ہم سے بھی فرمایا:

﴿ وَ اتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفاً ﴾

ابراہیم کے دین حنیف کی پیروی کرو. اللہ کی شریعت کی بہ نسبت آدمی کی شان شہد کی مکھی کے مانند ہے کہ خداوند عالم نے جس کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ اس خاص نظم وترتیب کے تحت زندگی بسر کرے جو اس کی فطرت سے ہم آہنگ ہو۔

اسی طرح وہ نظامِ آفرینش جسے ربّ العالمین نے اپنی ربوبیت کے اقتضاء کے مطابق تمام مخلوقات کے لئے اوّل تخلیق سے مقرر فرمایا ہے آج تک متغیر نہیں ہوا ہے اور اس کا نظام حیات، خدا کی عطا کردہ فطرت کی پیروی سے دور نہیں ہوا ہے. اور آدمی اس قاعدہ سے بری اور مستثنیٰ نہیں ہے اور وہ خدا کی دیگر

مخلوقات کے درمیان کوئی نبی مخلوق نہیں ہے۔

یہاں پر ہمارے مباحث کتاب کی اس جلد میں ختم ہوتے ہیں جو کہ خود ہی ان مطالب کی شرح و تفصیل ہیں جو پہلی جلد میں خلاصہ کے طور پر بیان ہو چکے ہیں اور کہیں اضافہ کے ساتھ یا بیان کی تبدیلی کے ساتھ، عقائد اسلام پیش کرنے میں قرآن کریم کی پیروی کی ہے، جیسا کہ قرآن کریم نے کہیں اختصار سے اور کسی موقع پر بسط و تفصیل سے اور کہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر تعبیر کی تبدیلی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ان مباحث کی تکمیل کے بعد انشاء اللہ جلد سوم میں جہاں تک ممکن ہوگا ہم قرآن کریم اور دیگر منابع و مصادر سے استفادہ کرتے ہوئے مکہ میں پیغمبر ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کی تحقیق کریں گے۔

﴿وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین﴾

فہرستیں

- آیات
- احادیث
- اشعار
- کتابیں
- مولفین
- مقامات
- ملل، قبائل اور مختلف موضوعات

فہرست آیات

ردیف	آیہ کریمہ	اسم سورہ، آیت نمبر	صفحہ
۱	لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ ☆	سورۂ حدید، آیت ۲۵	۹
۲	وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ ☆	سورۂ نساء، آیت ۱۵۲	۹
۳	إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ ☆	سورۂ فصلت، آیت ۳۰	۱۰
۴	وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ☆	سورۂ حدید، آیت ۱۹	۱۰
۵	سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ ☆	سورۂ حدید، آیت ۲۱	۱۰
۶	لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ ☆	سورۂ نساء، آیت ۱۶۵	۱۱
۷	اللهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلاً وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللهَ ☆	سورۂ حج، آیت ۷۵	۲۳
۸	إِنَّ اللهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۳۳	۲۳
۹	إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ ☆	سورۂ نساء، آیت ۱۶۳	۲۳
۱۰	وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولاً أَنِ اعْبُدُوا اللهَ ☆	سورۂ نحل، آیت ۳۶	۲۳
۱۱	..... فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ☆	سورۂ نحل، آیت ۳۵	۲۴
۱۲	وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۸۱	۲۴
۱۳	وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ ☆	سورۂ انعام، آیت ۸۳	۲۴
۱۴	قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۱۳۶	۲۵
۱۵	لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ ☆	سورۂ حدید، آیت ۲۵	۲۵
۱۶	وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ☆	سورۂ نور، آیت ۵۴	۲۵
۱۷	وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ☆	سورۂ عنکبوت، آیت ۸	۲۵
۱۸	وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا ☆	سورۂ سبأ، آیت ۳۴	۲۵

۱۹	وَالیٰ عَادٍ اَخاھُم ھُودا ☆	سورۂ اعراف، آیت ۶۵	۲۶
۲۰	وَالیٰ عَادٍ اَخاھُم ھُودا ☆	سورۂ ہود، آیت ۵۰	۲۶
۲۱	وَالیٰ مدین اَخاھُم شُعیبا ☆	سورۂ اعراف، آیت ۸۵	۲۶
۲۲	وَالیٰ مدین اَخاھُم شُعیبا ☆	سورۂ ہود، آیت ۸۲	۲۶
۲۳	وَالیٰ مدین اَخاھُم شُعیبا ☆	سورۂ عنکبوت، آیت ۳۶	۲۶
۲۴	وَالیٰ ثَمُودَ اَخاھُم صَالحاً ☆	سورۂ اعراف، آیت ۷۳	۲۶
۲۵	وَالیٰ ثَمُودَ اَخاھُم صَالحاً ☆	سورۂ ہود، آیت ۶۱	۲۶
۲۶	وَالیٰ ثَمُودَ اَخاھُم صَالحاً ☆	سورۂ نمل، آیت ۴۵	۲۶
۲۷	فَاصبِر کَما صَبَرَ اُولُوالعَزمِ مِن الرُّسُلِ وَلا تَستَعجِل ☆	سورۂ احقاف، آیت ۳۵	۲۶
۲۸	إِنَّا اَرسَلنٰکَ بِالحَقِّ بَشیراً وَّنَذیراً وَّاِن مِّن اُمَّةٍ اِلَّا ☆	سورۂ فاطر، آیت ۲۴	۲۶
۲۹	وَمَا اَھلَکنا مِن قَریَةٍ اِلَّا لَھا مُنذِرُونَ ☆	سورۂ شعراء، آیت ۲۰۸	۲۶
۳۰	وَلَقَد اٰتَینا مُوسیٰ تِسعَ آیاتٍ بَیِّنَاتٍ فَسئَل بنی ☆	سورۂ اسراء، آیت ۱۰۱	۲۶
۳۱	وَاَدخِل یَدَکَ فی جَیبِکَ تَخرُج بَیضاءَ مِن غَیرِ ☆	سورۂ نمل، آیت ۱۲	۲۷
۳۲	وَلَقَد اَرسَلنا رُسُلاً مِن قَبلِکَ وَجَعَلنا لَھُم اَزوَاجاً ☆	سورۂ رعد، آیت ۳۸	۲۷
۳۳	وَلَقَد اَرسَلنا رُسُلاً مِّن قَبلِکَ مِنھُم مَن قَصَصنا ☆	سورۂ غافر، آیت ۷۸	۲۷
۳۴	وَاِن یُّکَذِّبُوکَ فَقَد کَذَّبَت قَبلَھُم قَومُ نُوحٍ وَّعَادٌ ☆	سورۂ حج، آیت ۴۲	۲۷
۳۵	یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرسَلنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیرًا ☆	سورۂ احزاب، آیت ۴۵	۲۸
۳۶	وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلَّا کَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیراً وَّنَذِیرا ☆	سورۂ سبأ، آیت ۲۸	۲۸
۳۷	قُل لَّئِنِ اجتَمَعَتِ الاِنسُ وَالجِنُّ عَلیٰ اَن یَّأتُوا بِمِثلِ ☆	سورۂ اسراء، آیت ۸۸	۲۸
۳۸	وَ مَا اَرسَلنَا مِن قَبلِکَ مِن رَّسولٍ وَّلا نبی ☆	سورۂ حج، آیت ۵۲	۳۱
۳۹	وَ مَا نُرسِلُ الْمُرسَلِینَ اِلَّا مُبَشِّرِینَ وَمُنذِرِین ☆	سورۂ انعام، آیت ۴۸	۳۳
۴۰	وَ مَا نُرسِلُ الْمُرسَلِینَ اِلَّا مُبَشِّرِینَ وَمُنذِرِین ☆	سورۂ کہف، آیت ۵۶	۳۳
۴۱	إِنَّا اَرسَلنٰکَ بِالحَقِّ بَشیراً وَّنَذیراً وَّاِن مِّن اُمَّةٍ اِلَّا ☆	سورۂ فاطر، آیت ۲۴	۳۳

۴۲	وَ اَنزَلنَا الْحَدِید فِیہِ بَأسٌ شَدِیدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاس ☆	سورۂ حدید، آیت ۲۵	۳۴
۴۳	اوتسقط السماء کما زعمت علینا کسفا ☆	سورۂ اسراء، آیت ۹۲	۳۴
۴۴	قالَ رَبِّ اجْعَل لِی آیۃ قالَ آیَتُکَ اَلا تُکَلِّمَ النَاسَ ☆	سورۂ مریم، آیت ۱۰	۳۵
۴۵	وَ کَاَیِّن مِنْ آیۃ فی السمواتِ و الارض یَمُرُّون ☆	سورۂ یوسف، آیت ۱۰۵	۳۵
۴۶	وَاَدخل یدکَ فی جَیبکَ تخرج بیضاء مِن غیر ☆	سورۂ نمل، آیت ۱۲	۳۵
۴۷	وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهُ آیَۃً وَآوَیْنَاهُمَا اِلَی رَبْوَۃٍ ذَاتِ ☆	سورۂ مومنون، آیت ۵۰	۳۶
۴۸	وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهُ آیَۃً وَآوَیْنَاهُمَا اِلَی رَبْوَۃٍ ذَاتِ ☆	سورۂ انبیاء، آیت ۹۱	۳۶
۴۹	فَاَنجَیناہ وَ اَصْحابَ السَّفِینۃِ وَ جَعَلنَاھا آیۃً لِلعَالمین ☆	سورۂ عنکبوت، آیت ۱۵	۳۶
۵۰	وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِینَ حتیّ نَبعَثَ رسولاً ☆	سورۂ اسراء، آیت ۱۵	۴۰
۵۱	وَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ رَسُولٌ فَاِذاجَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِیَ بَینَهُمْ ☆	سورۂ یونس، آیت ۴۷	۴۰
۵۲	فَعَصَوا رَسُولَ رَبِّهِم فَاَخَذَهُمْ اَخذَۃً رَابِیَۃً ☆	سورۂ الحاقۃ، آیت ۱۰	۴۰
۵۳	وَ مَنْ یَعصِ اللّٰہَ وَرَسُولَهُ فَاِنَّ لَهُ نارَ جَهَنَّمَ خَالِدِینَ ☆	سورۂ جن، آیت ۲۳	۴۰
۵۴	مَا اَنتَ اِلَّابَشَرٌ مِثلُنافَاْتِ بِآیۃٍ اِنْ کُنتَ مِن الصَّادِقِینَ ☆	سورۂ شعراء، آیت ۱۵۴	۴۱
۵۵	فَعقروها فَاَصْبَحُوا نَادِمِین ☆	سورۂ شعراء، آیت ۱۵۷	۴۲
۵۶	فَاَخَذَهُمُ العَذا ب انَّ فی ذٰلِکَ لَاٰیۃً وَمَا کَانَ اَکْثَرُ ☆	سورۂ شعراء، آیت ۱۵۸	۴۲
۵۷	وَاِنْ کُنتُمْ فِی رَیْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَی عَبْدِنَا فَاْتُوا بِسُورَۃٍ ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۲۳	۴۲
۵۸	سُبْحَانَ رَبِّی هَلْ کُنتُ اِلَّابَشَرا رَسُولاً ☆	سورۂ اسراء، آیت ۹۳	۴۳
۵۹	ثُمَّ اَوْحَینَااِلَیکَ اَن اتبع مِلَّۃابراھیم حَنِیفاً... ☆	سورۂ نحل، آیت ۱۲۳	۴۴
۶۰	اَلْیَو م اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِینَکُم وَاَتمَمْتُ عَلَیکُم نِعمتی ☆	سورۂ مائدہ، آیت ۳	۴۴
۶۱	وَلَقَدعَهِدنَا اِلٰی آدمَ مِن قَبلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجدلَهُ عزماً ☆	سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۱۵	۴۷
۶۲	وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِکَۃِ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۳۰	۴۷
۶۳	انَّ اللّٰہَ اِصطَفٰی آدَمَ وَ نُوحاً وَآلَ اِبْرَاهِیمَ وَآل ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۳۳	۴۸
۶۴	اُولٰئک الَّذِینَ آتَینَاهُمُ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ ☆	سورۂ انعام، آیت ۸۹	۴۸

۶۵	اِنّي جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۳۰	۴۹
۶۶	يَادَاوٗدُ اِنَّاجَعَلْنَاکَ خَلِيفَةً فِي الْاَرْضِ ☆	سورۂ ص، آیت ۲۶	۴۹
۶۷	... وَاذْكُرُوا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعدِ قَومِ نُوحٍ ☆	سورۂ اعراف، آیت ۶۹	۵۰
۶۸	وَاذْكُرُوا اِذجَعَلَكُم خُلَفَاءَ مِن بَعدِ عاد ☆	سورۂ اعراف، آیت ۷۴	۵۰
۶۹	عَسىٰ رَبُّكُمْ اَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُم وَيَستَخلِفَكُمْ فِي ☆	سورۂ اعراف، آیت ۱۲۹	۵۰
۷۰	سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰى ☆	سورۂ اعلیٰ، آیت ۱	۵۱
۷۱	وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۳۱	۵۱
۷۲	وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِدْرِيسَ اِنَّه كَانَ صِدِّيقاًنَّبِياً ☆	سورۂ مریم، آیت ۵۶	۸۳
۷۳	وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اُولٰئِکَ هُمُ الصِّدِّيقُون ☆	سورۂ حدید، آیت ۱۹	۸۳
۷۴	وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۸۱	۹۹
۷۵	اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِينَ اُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۲۳	۱۰۰
۷۶	قُلْ اِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُوْرِكُم اَوتُبْدُوهُ يَعْلَمهُ اللّٰهُ ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۲۹	۱۰۰
۷۷	قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۳۱	۱۰۱
۷۸	قُلْ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۳۲	۱۰۱
۷۹	فَمَنْ حَاجَّکَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَائَکَ مِنَ الْعِلْمِ ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۶۱	۱۰۱
۸۰	يَااَهلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلبِسُونَ الْحَقَّ بِالبَاطِلِ وَ ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۷۱	۱۰۱
۸۱	وَاِذَ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ.. ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۸۱	۱۰۱
۸۲	يَعرِفُونَهُ كَمَايَعرِفُونَ اَبنَاءِ هم ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۱۴۶	۱۰۲
۸۳	يَعرِفُونَهُ كَمَايَعرِفُونَ اَبنَاءِ هم ☆	سورۂ انعام، آیت ۲۰	۱۰۲
۸۴	وَلَقَدْ اَرْسَلنَانُوحاًوَاِبْرَاهِيمَ وَ جَعَلْنَافِي ذُرِّيَتِهِمَا ☆	سورۂ حدید، آیت ۲۶	۱۰۷
۸۵	وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحاً اِلىٰ قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ ☆	سورۂ عنکبوت، آیت ۱۴	۱۰۷
۸۶	فَقَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ اَفَلَا ☆	سورۂ مومنون، آیت ۲۳	۱۰۷
۸۷	اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوهُمْ نُوحٌ اَلَا تَتَّقُونَ ☆	سورۂ شعراء، آیت ۱۰۶	۱۰۸

۸۸	فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا ☆	سورۂ یونس، آیت ۷۲	۱۰۸
۸۹	قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ و ☆	سورۂ شعراء، آیت ۱۱۱	۱۰۸
۹۰	قَالَ يَاقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي ☆	سورۂ ہود، آیت ۲۸	۱۰۸
۹۱	قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلاً وَنَهَارًا ☆	سورۂ نوح، آیت ۵	۱۰۹
۹۲	وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي ☆	سورۂ ہود، آیت ۳۷	۱۱۱
۹۳	وَ جَعَلْنَاذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَا قِينَ☆ وَتَرَ كْنَا عَلَيهِ فِي ☆	سورۂ صافات، آیت ۷۷	۱۱۲
۹۴	تِلكَ مِنْ أَنبَاءِ الغَيْبِ نُو حِيهَا لَيكَ مَا كُنْتَ ☆	سورۂ ہود، آیت ۴۹	۱۱۳
۹۵	يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَ لَا تَكُن مَعَ الكَا فِرِينَ ☆	سورۂ ہود، آیت ۴۲	۱۱۸
۹۶	رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ ☆	سورۂ ہود، آیت ۴۷	۱۱۸
۹۷	وَ اذْ كُرْ أَخَاعَادٍ إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحقَافِ ☆	سورۂ احقاف، آیت ۲۱	۱۳۷
۹۸	وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَومِ اعْبُدُوا اللَّهَ ☆	سورۂ ہود، آیت ۵۰	۱۳۸
۹۹	وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا ☆	سورۂ مومنون، آیت ۳۳	۱۳۸
۱۰۰	وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ ☆	سورۂ اعراف، آیت ۶۵	۱۳۹
۱۰۱	كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ☆	سورۂ قمر، آیت ۱۸	۱۴۰
۱۰۲	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا ☆	سورۂ نمل، آیت ۴۵	۱۴۵
۱۰۳	كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ☆	سورۂ شعراء، آیت ۱۴۱	۱۴۵
۱۰۴	وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ ☆	سورۂ ہود، آیت ۶۱	۱۴۶
۱۰۵	وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ ☆	سورۂ اعراف، آیت ۷۳	۱۴۷
۱۰۶	وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ☆	سورۂ نمل، آیت ۴۸	۱۴۸
۱۰۷	وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ☆	سورۂ شعراء، آیت ۶۹	۱۵۳
۱۰۸	وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً ☆	سورۂ انعام، آیت ۷۴	۱۵۳
۱۰۹	وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ ☆	سورۂ عنکبوت، آیت ۱۶	۱۵۴
۱۱۰	سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ☆	سورۂ صافات، آیت ۷۹	۱۵۵

۱۱۱	وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ☆	سورۂ انبیاء، آیت ۵۱	۱۵۶
۱۱۲	أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللهُ ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۸	۱۵۷
۱۱۳	فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي إِنَّهُ هُوَ ☆	سورۂ عنکبوت، آیت ۲۶	۱۵۸
۱۱۴	وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا سَلَامًا ☆	سورۂ ہود، آیت ۶۹	۱۵۸
۱۱۵	هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ☆	سورۂ ذاریات، آیت ۲۴	۱۵۹
۱۱۶	كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ☆	سورۂ شعراء، آیت ۱۶۰	۱۶۰
۱۱۷	وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا ☆	سورۂ ابراہیم، آیت ۳۵	۱۶۱
۱۱۸	وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ ☆	سورۂ حج، آیت ۲۶	۱۶۲
۱۱۹	وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۴	۱۶۲
۱۲۰	وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ ☆	سورۂ صافات، آیت ۹۹	۱۶۳
۱۲۱	يا اهل الكتاب لم تُحاجُّون فى ابراهيمَ ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۶۵	۱۶۴
۱۲۲	ثُمَّ اَوحينا اَنِ اتَّبِعِ مِلَّةَ اِبراهيمَ حَنيفاً وَ ما كانَ ☆	سورۂ نحل، آیت ۱۲۳	۱۶۴
۱۲۳	وَمن اَحْسَنُ دِيناً مِمَّن اَسلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَ هُو ☆	سورۂ نساء، آیت ۱۲۵	۱۶۴
۱۲۴	فَلَمّا اعتَزَلَهُم وَ ما يَعبدونَ مِن دُونِ اللّٰهِ ☆	سورۂ مریم، آیت ۴۹	۱۶۵
۱۲۵	وَوَهبنا لهُ اسحاقَ وَ يَعقُوبَ نافلةً وَ كُلًّا جَعَلنا ☆	سورۂ انبیاء، آیت ۷۲	۱۶۵
۱۲۶	أُولٰئِكَ الَّذين اَنعَمَ اللّٰه عَلَيهِم مِنَ النَّبِيّٖنَ ☆	سورۂ مریم، آیت ۵۸	۱۶۵
۱۲۷	اِنّنِي بَرِيءٌ مِمّا تُشرِكُون ☆	سورۂ انعام، آیت ۷۸	۱۶۹
۱۲۸	فَأتُوا بِهِ عَلىٰ اَعيُنِ النّاسِ لَعَلَّهُم يَشهَدُون ☆	سورۂ انبیاء، آیت ۶۱	۱۶۹
۱۲۹	أَ أَنتَ فَعَلتَ هٰذا بِآلِهَتِنا يَاابراهيم ☆	سورۂ انبیاء، آیت ۶۲	۱۶۹
۱۳۰	انكم انتم الظالمون ☆	سورۂ انبیاء، آیت ۶۴	۱۷۰
۱۳۱	فَمَا كَانَ جَوَابَ قَومِهِ إِلَّا اَنْ قَالُوا اقتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوه ☆	سورۂ عنکبوت، آیت ۲۴	۱۷۰
۱۳۲	حَرِّقُوهُ وَ انْصُرُوا آلِهَتَكُم إِن كُنتُم فَاعِلِين ☆	سورۂ انبیاء، آیت ۶۸	۱۷۰
۱۳۳	أَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذى حَاجَّ ابراهيمَ فِى رَبِّهِ اَنْ آتاهُ اللّٰه ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۸	۱۷۰

۱۳۴	إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۸	۱۷۱
۱۳۵	أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۸	۱۷۱
۱۳۶	...فَإِنَّ اللهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۸	۱۷۱
۱۳۷	يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ ☆	سورۂ حج، آیت ۷۳	۱۷۱
۱۳۸	وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ☆	سورۂ حج، آیت ۷۳	۱۷۲
۱۳۹	مَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ ☆	سورۂ انعام، آیت ۹۱	۱۷۲
۱۴۰	فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ... ☆	سورۂ عنکبوت، آیت ۲۶	۱۷۳
۱۴۱	وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ☆	سورۂ صافات، آیت ۱۳۳	۱۷۳
۱۴۲	وَقَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا ☆	سورۂ عنکبوت، آیت ۳۲	۱۷۳
۱۴۳	فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَى ☆	سورۂ ہود، آیت ۷۴	۱۷۳
۱۴۴	قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ☆	سورۂ عنکبوت، آیت ۳۲	۱۷۴
۱۴۵	إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ☆	سورۂ ہود، آیت ۷۵	۱۷۵
۱۴۶	رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ ☆	سورۂ ابراہیم، آیت ۳۷	۱۷۵
۱۴۷	رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۸	۱۷۶
۱۴۸	رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ☆	سورۂ ابراہیم، آیت ۴۰	۱۷۷
۱۴۹	إِنَّ اللهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِ ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۱۳۲	۱۷۷
۱۵۰	يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللهُ ☆	سورۂ صافات، آیت ۱۰۲	۱۷۷
۱۵۱	يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ☆	سورۂ صافات، آیت ۱۰۵	۱۷۷
۱۵۲	فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۹۵	۱۷۸
۱۵۳	وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۴	۱۷۸
۱۵۴	فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ☆	سورۂ ہود، آیت ۶۹	۱۷۸
۱۵۵	وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ ☆	سورۂ حج، آیت ۲۶	۱۷۹
۱۵۶	كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۹۳	۱۸۳

۱۵۷	وَ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي ☆	سورۂ اسراء، آیت ۲	۱۸۳
۱۵۸	وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ ☆	سورۂ سجدہ، آیت ۲۳	۱۸۳
۱۵۹	إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا ☆	سورۂ مائدہ، آیت ۴۴	۱۸۳
۱۶۰	وَ اذ قَالَ مُوسىٰ لِقَومِهٖ يَا قَومِ لِمَ تُؤ ذُونَنِي ☆	سورۂ صف، آیت ۵	۱۸۴
۱۶۱	إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَامَرْيَمُ إِنَّ اللهَ يُبَشِّرُكَ ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۴۵	۱۸۴
۱۶۲	وَ إِذْ قَالَ عِيسىٰ ابن مَريمَ يَابَنِي إِسرائيل إِنِي ☆	سورۂ صف، آیت ۶	۱۸۴
۱۶۳	وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ ☆	سورۂ ہود، آیت ۸۴	۱۸۹
۱۶۴	قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ ☆	سورۂ اعراف، آیت ۸۸	۱۹۱
۱۶۵	لَنُخْرِجَنَّكَ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا، أَوْلَتَعُودُنَّ فِي ☆	سورۂ اعراف، آیت ۸۸	۱۹۲
۱۶۶	وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ ☆	سورۂ قصص، آیت ۷	۱۹۷
۱۶۷	إِذْ قَالَ مُوسَى لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُمْ ☆	سورۂ نمل، آیت ۷	۱۹۸
۱۶۸	ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَى بِآيَاتِنَا إِلَى فِرْعَوْنَ ☆	سورۂ اعراف، آیت ۱۳۵	۱۹۹
۱۶۹	فَأَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ☆	سورۂ شعراء، آیت ۵۷	۲۰۲
۱۷۰	وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ ☆	سورۂ یونس، آیت ۹۰	۲۰۲
۱۷۱	وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَى قَوْمٍ ☆	سورۂ اعراف، آیت ۱۳۸	۲۰۳
۱۷۲	يَابَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنْجَيْنَاكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ ☆	سورۂ طٰہٰ، آیت ۸۰	۲۰۴
۱۷۳	وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۵۱	۲۰۷
۱۷۴	واختار موسىٰ قومهٗ سبعينَ رجُلاً لميقاتنا فلمّا ☆	سورۂ اعراف، آیت ۱۵۵	۲۰۷
۱۷۵	وَإِذْ قُلْتُمْ يَامُوسَى لَنْ نَصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۶۱	۲۰۸
۱۷۶	وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهٖ يَاقَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ ☆	سورۂ مائدہ، آیت ۲۰	۲۰۸
۱۷۷	إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ ☆	سورۂ قصص، آیت ۷۶	۲۰۹
۱۷۸	وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهٗ أَوَّابٌ ☆	سورۂ ص، آیت ۲۰	۲۲۰
۱۷۹	وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا يَاجِبَالُ أَوِّبِي ☆	سورۂ سبا، آیت ۱۰	۲۲۱

۱۸۰	وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ☆	سورۂ انبیاء، آیت ۷۹	۲۲۱
۱۸۱	وَ وَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ العَبْدُ إِنَّهُ أَوَّاب ☆	سورۂ ص، آیت ۳۰	۲۲۱
۱۸۲	وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ☆	سورۂ نمل، آیت ۱۵	۲۲۱
۱۸۳	وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا ☆	سورۂ سبا، آیت ۱۲	۲۲۲
۱۸۴	كٓهٰيٰعٓصٓ ☆ ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ☆	سورۂ مریم، آیت ۱	۲۲۵
۱۸۵	هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۳۸	۲۳۱
۱۸۶	وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا ☆	سورۂ مریم، آیت ۱۶	۲۳۲
۱۸۷	إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَامَرْيَمُ إِنَّ اللهَ يُبَشِّرُكِ ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۴۲	۲۳۵
۱۸۸	وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَابَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي ☆	سورۂ صف، آیت ۶	۲۳۷
۱۸۹	فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللهِ وَقَتْلِهِمُ ☆	سورۂ نساء، آیت ۱۵۵	۲۳۸
۱۹۰	...قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ ☆	سورۂ مائدہ، آیت ۱۹	۲۳۹
۱۹۱	يٰسٓ ☆ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ☆ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ☆	سورۂ یٰس، آیت ۳	۲۴۵
۱۹۲	وَ كَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنْذِرَ ☆	سورۂ شوریٰ، آیت ۱۷	۲۴۵
۱۹۳	وَ مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَ نَذِيرًا ☆	سورۂ سبا، آیت ۲۸	۲۴۵
۱۹۴	وَ اذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ ☆	سورۂ مریم، آیت ۵۴	۲۴۶
۱۹۵	إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ ☆	سورۂ نساء، آیت ۱۶۳	۲۵۷
۱۹۶	لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ ☆	سورۂ قریش، آیت ۱	۲۷۵
۱۹۷	أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ☆	سورۂ فیل، آیت ۱	۲۸۷
۱۹۸	وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَاقَوْمِ ☆	سورۂ ہود، آیت ۶۱	۲۸۸
۱۹۹	أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ☆ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ☆	سورۂ فجر، آیت ۶	۲۸۹
۲۰۰	وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ☆	سورۂ عنکبوت، آیت ۶۹	۲۹۰
۲۰۱	لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ ☆	سورۂ نساء، آیت ۲۲	۳۰۱
۲۰۲	وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ ☆	سورۂ انفال، آیت ۴۱	۳۰۱

۲۰۳	اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ لَحَاجِ ☆	سورۂ توبہ، آیت ۱۹	۳۰۱
۲۰۴	وَ الَّذِینَ یُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ ☆	سورۂ نساء، آیت ۳۸	۳۱۰
۲۰۵	وَقَالُوا مَاهِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوتُ وَنَحْیَا ☆	سورۂ جاثیہ، آیت ۲۴	۳۱۱
۲۰۶	وَ قَالُوا اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِیْنَ ☆	سورۂ انعام، آیت ۲۹	۳۱۱
۲۰۷	...وَلَئِن قُلتَ اِنَّکُم مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعدِ الْمَوتِ ☆	سورۂ ہود، آیت ۷	۳۱۱
۲۰۸	وَضَرَبَ لَنَا مَثَلاً وَ نَسِیَ خَلْقَهُ قَالَ مَن یُحْیِی ☆	سورۂ یٰس، آیت ۷۸	۳۱۱
۲۰۹	وَکَانُوا یُصِرُّوْنَ عَلَی الْحِنْثِ الْعَظِیمِ ☆	سورۂ واقعہ، آیت ۴۶	۳۱۱
۲۱۰	وَ اِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالاُنثٰی ظَلَّ وَجهُهُ مُسوَدّاً ☆	سورۂ نحل، آیت ۵۸	۳۱۲
۲۱۱	وَاِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِیثَاقَ النَّبِیِینَ لَمَا آتَیتُکم ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۸۱	۳۱۳
۲۱۲	ثُمَّ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِیمَ حَنِیفاً ☆	سورۂ نحل، آیت ۱۲۳	۳۱۴
۲۱۳	قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیفاً ☆	سورۂ آل عمران، آیت ۹۵	۳۱۵
۲۱۴	وَمَنْ أَحسَنُ دِیناً مِمَّن أَسلَمَ وَجهَهُ لِلّٰهِ وَ هُو ☆	سورۂ نساء، آیت ۱۲۵	۳۱۵
۲۱۵	وَمَنْ أَحسَنُ دِیناً مِمَّن أَسلَمَ وَجهَهُ لِلّٰهِ وَ هُو ☆	سورۂ انعام، آیت ۱۶۱	۳۱۵
۲۱۶	وَ تَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِین ☆	سورۂ شعراء، آیت ۲۱۹	۳۱۵
۲۱۷	وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیمُ لِاَبِیهِ وَقَومِهِ اِنَّنِی بَرَاءٌ مِمَّا ☆	سورۂ زخرف، آیت ۲۶	۳۱۸
۲۱۸	وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِین ☆	سورۂ شعراء، آیت ۲۱۴	۳۲۷
۲۱۹	رَبَّنَا وَاجْعَلْنَامُسْلِمَینِ لَکَ وَ مِن ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً ☆	سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۸	۳۳۱
۲۲۰	وَ مُبَشِّراً بِرَسُولٍ یَاتِی مِنْ بَعدِی اِسْمُهُ اَحْمَد ☆	سورۂ صف، آیت ۶	۳۳۴
۲۲۱	فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِینَ سَنَةً یَتِیهُونَ فِیْ ☆	سورۂ مائدہ، آیت ۲۶	۳۳۸
۲۲۲	اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ ☆	سورۂ اعراف، آیت ۱۵۷	۳۴۱
۲۲۳	شَرَعَ لَکُمْ مِنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوْحا ☆	سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳	۳۴۲
۲۲۴	وَاِنَّ مِنْ شِیعَتِهٖ لَاِبرَاهِیم ☆	سورۂ صافات، آیت ۸۳	۳۴۲
۲۲۵	وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِیمَ حَنِیفاً ☆	سورۂ نساء، آیت ۱۲۵	۳۴۲

احادیث کی فہرست

ردیف	حدیث یا روایت کا متن	معصوم	صفحہ
۱	لاتخلو الارض من قائم للّٰہِ بحجّۃ،اما ظاھراً..	امیر المومنین علیہ السلام ،	۱۱
۲	نبی وہ ہے جو(خدا کے احکام کو) خواب میں...	امام صادق علیہ السلام ،	۳۱
۳	انبیاء کی تعداد سے متعلق حدیث،	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۳۷
۴	اولوالعزم کو اسی دن سے ایسا نام دیا ہے کہ..	امام رضا علیہ السلام ،	۳۷
۵	انبیاء وپیغمبروں کے سید وسردار پانچ افراد...	امام صادق علیہ السلام ،	۳۹
۶	خداوند سبحان نے کسی پیغمبر کو مامور یت نہیں..	امام صادق علیہ السلام ،	۳۹
۷	سب سے پہلے نبی اور رسولوں کی تعداد کے بارے	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۴۱
۸	جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور عظیم دن انکے ..	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۵۲
۹	حضرت آدم علیہ السلام کے مقام دفن سے....	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۵۳
۱۰	کوفہ میں مسجد سہلہ اور یسؑ کا گھر.....	امام صادقؑ	۸۴
۱۱	خداوند عالم نے ،آدمؑ اور ان کے بعد کے....	امیر المومنین علیہ السلام ،	۱۰۰
۱۲	خداوند عالم نے رسول گرامی اسلام کو.....	امیر المومنین علیہ السلام ،	۳۴۶
۱۳	وہ ایک نبی تھے کہ ان کی قوم.	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۲۵۱
۱۴	مضر کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ...	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۲۶۱
۱۵	اے علی! عبدالمطلب نے جاہلیت کے...	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۳۰۱
۱۶	خدا قیامت کے دن ہمارے جد عبدالمطلب..	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۳۰۶
۱۷	خدا نے انھیں سب سے اچھی جائی امن...	امیر المومنین علیہ السلام ،	۳۱۶
۱۸	زمین اس حجت سے جو دین خدا کو قائم ..	امیر المومنین علیہ السلام ،	۳۱۶

۱۹	آدمؑ کے زمانے میں رسول خدا کا وجود	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۳۱۷
۲۰	خداوند عزّ وجل نے ابراہیمؑ کے...	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۳۱۹
۲۱	یہ میرا بھائی، وصی اور میرا جانشین...	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۳۲۷
۲۲	سب سے پہلا انسان جو اس در سے داخل...	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۳۲۸
۲۳	میرا وصی اور راز کا محافظ،...	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۳۲۷
۲۴	ہر پیغمبر کا ایک وصی اور وارث تھا،...	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۳۲۸
۲۵	انت منی بمنزله هارون من.....	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۳۲۸
۲۶	انّی تارك فیكم الثّقلین...	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۳۲۸
۲۷	لا یزال هذا الدّین قائماً حتّی...	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۳۲۹
۲۸	لا یزال امر النّاس ماضیاً...	رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم،	۳۲۹

اشعار کی فہرست

ابو کم قُصیّ کان یدعیٰ مجمّعاً — به جمع اللهُ القبائل من فهر (۲۶۶)

عمر و العلی هشم الثریدَ لقوم — و رجالُ مکة مسنتون عجاف

و هو الذی سنّ الرحیل لقومه — رحل الشّتاء ورِحلةَ الأصیاف (۲۷۳)

و الخالطون فقیر هم بغنیّهم — حتیٰ یصیر فقیر هم کا لکافی (۲۷۵)

یا حابس الفیل بذی المغمس — حبسته کأنّه مکوّس

فی مجلس تز هق فیه اهله الأنفس (۲۸۴)

طارت قریش اذ رأت خمیسا فظلت — فرداً لا أریٰ أنیساً (۲۸۴،۳۳۳)

و لا أحسّ مِنهم حسیسا — الّا اَحاّلی ما جداً نفیساً

مسوداً فی اهله رئسیا (۲۸۴)

انّ للبیت لَرَباً مانعاً — مَن یُردهُ بِأثامٍ یصطلم

رامه تُبّع فیمن جندت — حمیر و الحی من آل قدم (۲۸۵،۲۹۹)

فانثنیٰ عنه و فی اوداجه — جارح امسکَ منه بالکظ

قلت و الأشرم تردی خیله — إنّ ذا الأشرم غرّ بالحرام (۲۸۵،۲۹۹)

نحن آل الله فی ما قد مضیٰ — لم یزل زاك علی عهد ابرَهم (۲۹۰،۲۹۹،۳۱۴)

نحن دمّرنا ثمود أعَنوة — ثم عاداً قبلها ذات الارم (۲۸۵،۲۹۹)

نعبد الله و فینا سُنّة — صلَة القربیٰ و ایفاء الذمم (۲۸۵،۳۰۰)

لم تزل للهِ فیناحجّة — یدفع بها عنّا النّقم (۲۸۵،۲۹۰،۳۰۰،۳۱۴)

الحمدُ لله الذی اعطانی — هذا الغلام الطّیّب الاردانِ

أُعیذه بالبیت ذی الأرکانِ — مِن کُلِ ذی بغیٍ و ذی شنآنِ

وَ حاسدٍ مُظطرب العنان (۲۹۲)

انت الذی سُمِّیت فی الفرقان فی کتب ثابتة المبان

احمد مکتوب علی اللسان (۲۹۲،۳۰۰)

لاهُمَّ أدراکبی محمّداً ادِّه وَ اصطنع عندی یدا

انت الذي جَعَلتَهُ لی عضُدا لا یبعد الدَّهرُ به فیبعدا

انت الّذی سمّیتَهُ محمّداً (۲۹۳)

بشیبة الحمد اسقیٰ اللهُ بلدتنا وقد فقد نا الکریٰ واحلّوذ المطرُ

منّاً من الله بالمیمونِ طائره وخیر من بشّرت یوماً به مُضرُ

مبارك الأمر یُستسقیٰ الغمامُ به ما فی الأنام له عدلُ و لا خطر (۲۹۵)

أُوصیكَ یا عبد منافٍ بعدی بِمُفرد بعد أبیه فردِ

فادقة و هو ضجیعُ المهد فَکُنتَ کالأُم له فی الوجد

تُدنیه مِن أحشائها و الکبد فَأنت مِن أرجیٰ بنیّ عِندی

لدفع ضیمٍ أو لشدِّ عفد (۲۹۶)

اوصیكَ أرجیٰ اهلنا با لرفدی یابن الذی غیبة فی اللحدِ

بالکره منّی ثُمَّ لا بالعمدی وخیرة اللّٰه یشا فی العبدِ (۲۹۷)

یا ربّ انَّ العبد یمنعُ رحلهُ فامنع رحالك (۲۹۹،۳۳۳)

انت الّذی سُمِّیت فی الفرقان فی کُتب ثابتة المبان

احمد مکتوب علی اللسان (۳۰۰،۳۱۴)

علیٰ غفلة یأتی النبی محمد فیخبر أخباراً صدوقاً خبیرها (۳۰۴)

اوصیت مَن کنیتهُ بطالب یابن الّذی قد غاب لیس آئب (۳۰۸)

یا رب ان المرء یمنع رحله فامنع رحالك (۳۳۳)

کتابوں کی فہرست

﴿الف﴾

اثبات الوصیہ، ۳۲۰، ۳۲۷.

اخبار الزمان، ۶۱، ۶۲، ۶۸، ۷۱، ۷۲، ۷۶، ۷۹، ۸۶، ۸۹، ۹۳، ۱۲۳، ۲۵۸، ۳۲۴.

استبصار، ۳۲۰.

استیعاب، ۳۲۷.

اسد الغابہ، ۳۲۷.

اسلام میں دو مکتب، ۳۰۲،

اصول کافی، ۳۱، ۳۸.

امالی، ۲۸۴.

انجیل، ۱۹، ۲۷، ۲۸، ۱۶۴، ۱۸۴، ۲۳۸، ۲۴۱، ۳۱۸، ۳۴۱.

انساب الاشراف، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۵، ۲۶۷، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۵، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۶، ۳۰۹.

﴿ب﴾

بحار الانوار، ۳۷، ۳۸، ۱۱۵، ۲۵۱، ۲۸۲، ۲۸۴، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۶، ۳۱۷،

بحر المحیط، ۱۰۲.

﴿ت﴾

تاریخ ابن اثیر ﴿الکامل فی التاریخ﴾، ۱۲۳، ۲۵۱، ۳۲۷.

تاریخ ابن عساکر، ۱۱۴، ۱۱۷، ۲۹۲، ۳۲۷.

تاریخ ابن کثیر، ۲۶۴، ۲۶۵.

تاریخ الخمیس،

تاریخ طبری، ۵۲، ۵۷، ۶۸، ۷۵، ۷۹، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۹، ۹۰، ۹۳، ۹۹، ۲۷۷، ۲۷۸.

تاریخ یعقوبی، ۶۲، ۶۳، ۶۸، ۷۲، ۷۵، ۷۹، ۹۲، ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۲۷، ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۸۳، ۳۰۶، ۳۰۸، ۳۰۹.

تفسیر ابن کثیر، ۱۰۰، ۳۱۸.

تفسیر سیوطی، ۳۸، ۱۰۲، ۱۱۴.

تفسیر طبری، ۱۰۰، ۱۱۴.

تفسیر قرطبی، ۱۰۰، ۲۷۳، ۳۱۸.

تورات، ۳۸، ۷۹، ۹۴، ۹۷، ۹۸، ۱۱۵، ۱۶۴، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۶، ۲۱۹، ۲۳۲، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۵۲، ۳۱۸، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۴۱.

﴿ح﴾

حلیۃ الاولیاء، ۳۶۸.

﴿خ﴾

خرائج، ۳۰۲.

خصائص، ۳۲۸.

خصال، ۳۷، ۳۸، ۳۰۲.

﴿د﴾

درالمنثور، ۱۰۲، ۳۲۸.

دلائل النبوۃ، ۲۵۲، ۲۵۳.

﴿ذ﴾

الذریعہ، ۳۲۷.

﴿ر﴾

روضہ کافی، ۱۱۴.

ریاض النضرہ، ۳۲۸.

﴿ز﴾

زادالمسیر فی العلم التفسیر، ۱۰۰.

﴿س﴾

سبل الھدیٰ والرشاد، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۷۰، ۲۹۳.

سنن ابن ماجہ، ۱۲۰.

سنن ترمذی، ۳۱۹، ۳۲۸.

سیرۂ ابن ہشام، ۱۲۰، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۸۲، ۲۸۳.

سیرۂ حلبیہ، ۲۵۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۹۲، ۲۹۴.

سیرۂ نبویہ، ۲۷۲، ۲۶۳، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۲، ۲۹۴.

﴿ش﴾

شرح نہج البلاغہ (ابن ابی الحدید)، ۳۲۷.

شرح نہج البلاغہ (محمد عبدہ)، ۲۴۶.

﴿ص﴾

صحیح بخاری، ۳۲۸.

صحیح ترمذی، ۳۱۹.

صحیح مسلم، ۲، ۳۱۹، ۳۲۸.

الصفوہ، ۳۲۰.

﴿ط﴾

طبقات ابن سعد، ۵۲، ۲۵۱، ۲۶۸، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۸، ۲۸۳، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۳۲۸.

﴿ع﴾

عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ۳۸.

﴿غ﴾

الغیبہ، ۳۲۰.

﴿ف﴾

فتح الباری، ۱۲۰، ۲۶۱.

فرہنگ فارسی معین، ۸۵.

فضائل کنز العمال، ۳۲۸.

﴿ق﴾

قاموس کتاب مقدس، ۱۶۷، ۳۳۶.

قرآن، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۲۹، ۳۳، ۳۶، ۳۹، ۴۳، ۴۹، ۸۳، ۹۸، ۹۹، ۱۰۷، ۱۳۳، ۱۴۳، ۱۵۱، ۱۷۱، ۱۸۵، ۲۳۶، ۲۴۰، ۲۹۹، ۳۱۷، ۳۴۳.

﴿ک﴾

کنز العمال، ۱۲۰، ۳۲۷.

﴿ل﴾

لباب التأویل فی معانی التنزیل، ۱۰۲.

لسان العرب، ۲۷۴.

﴿م﴾

مجالس، ۲۸۴.

مجمع الزوائد، ۳۲۷.

المحبّر، ۲۷۳.

مرآۃ الزمان، ۶۱، ۶۲، ۶۷، ۶۸، ۷۱، ۷۲، ۷۵، ۷۶، ۷۹، ۸۵، ۳۲۳.

مرآۃ العقول، ۱۱۵.

مروج الذہب، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۷، ۷۱، ۷۹، ۸۵، ۸۶، ۸۹، ۹۳، ۱۲۷، ۲۵۱، ۲۷۸، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۹۳، ۳۰۷، ۳۰۹، ۳۱۹.

مستدرک الصحیحین، ۳۲۸.

مستدرک حاکم، ۲، ۳۲۸.
مسند احمد، ۲، ۳۷، ۵۲، ۲۵۲، ۲۵۳، ۳۱۷، ۳۲۸.
معالم المدرستین، ۱۱، ۳۲۰، ۳۲۷.
معانی الاخبار، ۳۷.
معجم البلدان، ۱۱۴، ۱۱۹، ۱۴۱، ۱۹۱، ۲۵۲، ۲۷۲، ۲۸۴.
معجم الفاظ قرآن کریم، ۳۱.
معجم الکبیر، ۳۲۷.
المعجم المفہرس الفاظ القرآن الکریم، ۲۸۸.
معجم الوسیط، ۳۱.
مفردات راغب، ۳۱.
المقالات فی اصول الدیانات، ۳۲۰.
موسوعۂ اطراف الحدیث عن أمجاد السادۃ المتقین، ۳۲۸.

﴿ن﴾

نہایۃ اللغۃ، ۳۷.
نہج البلاغہ، ۱۱، ۳۱۶.

مولفین کی فہرست

﴿الف﴾

ابن ابی الحدید، ۳۲۷

ابن اثیر، ۵۷، ۷۵، ۷۹، ۱۲۳، ۲۵۱، ۳۲۷.

ابن جوزی، ۵۷، ۶۱، ۱۰۱.

ابن حبیب، ۲۷۳.

ابن سعد، ۵۲، ۵۳، ۲۶۱، ۲۶۷، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۸، ۲۸۳، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۸، ۳۲۸.

ابن عساکر، ۱۱۴، ۱۱۷، ۲۹۲، ۳۲۷.

ابن کثیر، ۵۷، ۱۰۰، ۱۱۴، ۲۵۱، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۹۲، ۳۱۸.

ابن ماجہ، ۱۲۰، ۳۲۸.

ابن ہشام، ۱۲۰، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۷۲، ۲۷۷، ۲۸۲، ۲۸۳، ۳۰۶، ۳۰۷.

ابوحیان، ۱۰۲.

ابونعیم، ۲۵۳.

احمد بن حنبل، ۲، ۳۷، ۵۲، ۲۵۲، ۲۵۳، ۳۱۷، ۳۱۹، ۳۲۷، ۳۲۸.

﴿ب﴾

بخاری، ۳۲۸.

بلاذری، ۲۶۳، ۲۶۵، ۲۷۵، ۲۹۵، ۲۹۶.

بیہقی، ۲۹۲.

﴿ت﴾

ترمذی، ۳۱۹، ۳۲۸.

﴿ح﴾

حاکم، ۲، ۳۲۸.
حموی، ۱۱۴، ۱۱۹، ۱۴۱، ۲۵۲.

﴿ز﴾

زبیدی، ۳۲۸.
زینی دحلان، ۲۶۹.

﴿س﴾

سبط بن جوزی، ۵۷، ۶۱، ۲۹۴.
سید سامی البدری، ۱۱۵.
سیوطی، ۳۸، ۱۰۲، ۱۱۴، ۳۱۸.

﴿ش﴾

شیخ صدوق، ۳۰۲.
شیخ طوسی، ۲۸۴.
شیخ مفید، ۲۸۴.

﴿ط﴾

طبرانی، ۳۲۷.
طبری، ۵۲، ۵۷، ۶۸، ۷۵، ۷۹، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۹، ۹۰، ۹۳، ۹۹، ۱۰۰، ۱۱۴، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۸۰، ۳۲۷.
طیالسی، ۳۲۸.

﴿ق﴾

قرطبی، ۱۰۰، ۲۷۳، ۳۱۸.

﴿م﴾

مجلسی، ۳۷، ۳۸، ۱۱۵، ۲۵۱.

محمد عبدہ، ۲۴۶.

مسعودی، ۵۷، ۶۱، ۶۲، ۶۷، ۷۹، ۸۵، ۹۳، ۱۲۳، ۱۲۷، ۲۵۱، ۲۷۸، ۲۸۳، ۲۸۴، ۳۰۹، ۳۱۹.

مسلم، ۳۱۹، ۳۲۸.

﴿ن﴾

نسائی، ۳۲۸.

﴿و﴾

واقدی، ۲۹۷.

﴿ی﴾

یعقوبی، ۶۲، ۶۳، ۶۸، ۷۲، ۷۵، ۷۹، ۸۵، ۹۳، ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۲۷، ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۸۳، ۳۰۶، ۳۰۸، ۳۰۹.

مقامات کی فہرست

﴿آ﴾

آراراط، ۱۱۵.

آشور، ۱۱۵.

آفریقا، ۲۷۶.

﴿الف﴾

احقاف، ۱۴۱.

ارم، ۲۸۵، ۲۷۸، ۲۸۹، ۲۹۹.

اصفہان، ۳۱۷.

ام القریٰ، ۲۹۰، ۳۰۳، ۳۱۰.

اورارطو (آراراط)، ۱۱۵.

اوربیل، ۱۱۵.

اورشلیم، ۱۱۵.

اورکلدانیین، ۱۱۵.

ایران، ۲۷۶، ۲۸۶، ۳۳۲.

﴿ب﴾

بابل، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۷۲.

بغداد، ۱۱۶.

بیت اللہ الحرام، ۱۷۵، ۱۷۸، ۲۵۸، ۲۶۴، ۲۶۷، ۲۶۹، ۳۰۲، ۳۰۴.

بیت المقدس، ۲۳۶، ۳۴۱.

بیروت، ۵۲، ۵۳، ۶۱، ۶۲، ۶۸، ۸۶، ۹۴، ۱۲۰، ۱۲۳، ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۶۷، ۲۷۱، ۲۷۷، ۳۰۹.

بین النھرین، ۱۱۶.

ت

تبوک، ۱۹۱.

ج

جزیرۃ ابن عمر، ۱۱۴.

جزیرۃ العرب، ۲۵۱، ۲۶۵، ۲۷۶، ۳۱۰.

جودی، ۱۱۴.

چ

چاہ زمزم، ۲۶۴، ۲۷۱، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۹۶، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۶.

ح

حبشہ، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۸۲، ۲۸۴، ۳۳۲.

حجون، ۲۷۰.

حضرموت، ۱۴۱.

حلہ، ۱۱۹.

حیرہ، ۱۱۶.

خ

خیبر، ۳۰۷.

د

دارالندوہ، ۲۶۶، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۲، ۳۰۵.

دریای سرخ، ۱۹۱، ۲۱۷.

دریای وان، ۱۱۴.

﴿ذ﴾

ذی مغمس، ۲۸۴.

﴿ر﴾

رودورس، ۱۱۴.

رودد جلہ، ۱۱۶، ۱۱۹.

رودفرات، ۱۱۶، ۱۱۹.

روم، ۲۵۲، ۲۸۶.

﴿س﴾

سبأ، ۲۲۴.

سواد، ۱۱۶.

﴿ش﴾

شام، ۱۵۰، ۱۷۲، ۱۷۶، ۱۷۹، ۱۸۶، ۱۹۱، ۲۲۰، ۲۶۴، ۲۷۲، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۹۴، ۳۱۷، ۳۳۲، ۳۳۷، ۳۳۹، ۳۴۱.

شوش، ۷۵.

﴿ص﴾

صحرای سینا، ۱۷، ۱۶۱، ۱۷۵، ۱۹۵، ۲۰۳، ۲۱۵، ۲۱۸.

﴿ط﴾

طائف، ۳۲۱.

طور، ۲۱۸، ۳۳۶.

﴿ع﴾

عراق، ۵۳، ۱۱۵، ۱۲۰، ۲۷۵، ۳۱۷.

عرفات، ۱۷۷، ۲۶۷، ۲۷۱، ۳۰۴.

عمان، ۱۴۱.

عمور یہ، ۲۵۲.

﴿غ﴾

غار حرا، ۷۴، ۲۸۴، ۲۹۶، ۳۰۱.

غار گنج، ۶۲، ۷۹، ۳۲۱، ۳۲۳، ۳۲۴.

غزہ، ۲۷۲.

﴿ف﴾

فاران، ۱۷۵.

فلسطین، ۱۷۹.

﴿ق﴾

قاہرہ، ۲۸۲.

﴿ک﴾

کسکر، ۱۱۹.

کعبہ، ۱۵، ۵۱، ۵۲، ۶۲، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۶، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۶، ۲۹۹.

کوفہ، ۷۵، ۸۴، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۷.

کوہ آرارت، ۱۱۴.

کوہ ابوقیس، ۲۸۳.

کوہ صفا، ۲۸۳.

کوہ کوفان، ۱۱۶.

کوہ مروہ، ۱۷۶، ۲۸۳.

﴿م﴾

مدائن، ۱۱۶.

مدین، ۲۶، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۲۱۵.

مدینہ، ۱۵۰، ۳۲۸.

مزدلفہ، ۲۶۸.

مسجد سہلہ، ۸۴.

مسجد کوفہ، ۱۱۴، ۱۱۷.

مصر، ۱۲۳، ۱۸۵، ۱۸۶، ۲۱۵، ۲۱۷، ۲۷۲، ۳۳۵.

مکہ، ۱۷، ۴۳، ۵۱، ۶۲، ۱۶۱، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۹، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۲، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۳، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۸.

منا، ۲۱۷، ۲۷۱.

موصل، ۱۱۴، ۳۱۷.

﴿ن﴾

نجف، ۱۱۴، ۱۱۶.

﴿و﴾

وادی القریٰ، ۱۹۱.

﴿ی﴾

یمن، ۲۵۵، ۲۵۷.

ملتوں، قبیلوں اور مختلف موضوعات کی فہرست

﴿الف﴾

آل ابراہیم، ۲۳، ۳۹.
آل داؤد، ۲۲۵.
آل عمران، ۲۳، ۳۹.
آل فرعون، ۱۹۷، ۲۰۰.
آل یعقوب، ۲۳۱.
ابابیل، ۲۸۳، ۲۸۸.
امامیہ، ۳۱۹.

﴿ب﴾

بنی اسرائیل، ۱۰۱، ۱۶۷، ۱۸۰، ۱۸۳، ۱۹۳، ۱۹۵، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۴۲، ۳۲۹، ۳۳۵، ۳۳۶.
بنی عباس، ۱۱۶، ۳۰۹.
بنی مخزوم، ۲۷۳.
بنی ہاشم، ۳۱۹.

﴿ث﴾

ثمود، ۴۲، ۵۰، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۵۰، ۲۸۵، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۹، ۳۳۳، ۳۳۴.

﴿ج﴾

جرھم، ۱۷۶، ۲۵۸، ۲۷۰.

جنگ احد، ۳۲۸.
جنگ بتوک، ۳۰۲.

﴿ح﴾

حوض کوثر، ۳۲۹.

﴿خ﴾

خزاعہ، ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۷۰، ۳۰۴.
خوارج، ۳۱۹.

﴿ر﴾

روز قیامت، ۱۶۳، ۲۹۸، ۳۰۴، ۳۱۰، ۳۳۳.

﴿س﴾

سواع (بُت)، ۱۱۰، ۱۱۷.

﴿ع﴾

عاد، ۵۰، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۸۵، ۱۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۳۳۳، ۳۳۴.
عام الفیل، ۲۶۲.

﴿غ﴾

غزوۂ تبوک، ۳۰۲.

﴿ق﴾

قابیلیان، ۶۲، ۷۹، ۸۴، ۸۵، ۸۹، ۳۲۱.
قریش، ۴۳، ۱۱۹، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۴، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۱۹، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵.

﴿ک﴾

کنعانیان، ۱۷۲.

﴿م﴾

مرجئہ، ۳۱۹.
مضر، ۲۶۱.
معتزلہ، ۳۱۹.

﴿ن﴾

نسر (بت)، ۱۱۰، ۱۱۷.

﴿و﴾

ود (بت)، ۱۱۰، ۱۱۷.

﴿ہ﴾

ہبل (بت)، ۲۶۵، ۳۳۲.
ہندو، ۱۷۲.

﴿ی﴾

یعوق (بت)، ۱۱۰، ۱۱۷.
یغوث (بت)، ۱۱۰، ۱۱۷.

فہرست

حرف اول: ۷

مقدمہ: ۱۱

مباحث کی سرخیاں ۱۳

پیش گفتار ۱۹

اسلامی اصطلاحیں ۲۱

کلمات کی تشریح ۲۹

روایات میں گزشتہ آیات کی تفسیر ۳۶

روایات کی روشنی میں آیات کی تفسیر ۳۹

معجزہ اور آیت کی حقیقت ۴۱

حضرت آدم علیہ السلام ۴۵

حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت ۴۷

کلمات کی تشریح ۴۸

آیات کی تفسیر ۵۲

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد اوصیاء سیرت کی کتابوں میں ۵۵

مقدمہ ۵۷

شیث ہبۃ اللہ علیہ السلام سیرت کی کتابوں میں ۵۹

شیث علیہ السلام کی ولادت ۶۱

حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت شیث علیہ السلام سے ۶۱

ان کا فیصلہ اور خانہ خدا کا حج ۶۲

حضرت شیث علیہ السلام کی اپنے بیٹے انوش سے وصیت ۶۳
شیث علیہ السلام کے فرزند انوش علیہ السلام ۶۴
انوش علیہ السلام کی پیدائش اور شیث علیہ السلام کی ان سے وصیت اور خاتم الانبیا
کے نور کا ان میں منتقل ہونا ۶۷
سب سے پہلا شخص جس نے درخت لگایا اور زراعت (کھیتی) کی.... ۶۷
انوش علیہ السلام کی اپنے بیٹے قینان سے وصیت
اور حضرت آدم علیہ السلام کے صحیفوں کی انھیں تعلیم دینا..... ۶۸
انوش علیہ السلام کی وفات ۶۸
انوش علیہ السلام کے فرزند قینان علیہ السلام ۶۹
حضرت قینان علیہ السلام کا عرصہ وجود پر قدم رکھنا اور ان کی پیشانی میں
حضرت خاتم الانبیاء کے نور کا درخشاں ہونا..... ۷۱
انوش علیہ السلام نے قینان علیہ السلام کو صحیفوں کی تعلیم دی اور انھیں اقامہ نماز اور
دیگر احکام کا حکم دیا ۷۱
قینان علیہ السلام کی اپنے بیٹے مہلائیل سے وصیت ۷۲
قینان علیہ السلام کے فرزند مہلائیل علیہ السلام ۷۳
سب سے پہلا شخص جس نے گھر بنایا، مساجد کی بنیاد ڈالی اور معدن
(کان) کا استخراج کیا..... ۷۵
مہلائیل علیہ السلام کی اپنے بیٹے یرد سے وصیت ۷۶
مہلائیل علیہ السلام کے فرزند یوراد..... ۷۷
یرد علیہ السلام کی پیدائش اور ان میں نور کا منتقل ہونا..... ۷۹
مہلائیل علیہ السلام کی اپنے بیٹے یرد سے وصیت ۷۹
یرد علیہ السلام کی وصیت اپنے بیٹے ادریس سے ۷۹
ادریس علیہ السلام خدا کے پیغمبر (اخنوخ)..... ۸۱

۱۔قرآن کریم میں ادریس علیہ السلام کا نام ۸۳
کلمات کی تشریح ۸۳
۲۔ادریس علیہ السلام سیرت کی کتابوں میں ۸۳
حضرت ادریس علیہ السلام کا عرصۂ وجود پر قدم رکھنا اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نوران میں منتقل ہونا ۸۳
ادریس علیہ السلام پر آسمانی صحیفوں کا نازل ہونا اور ان کا سلائی کرنا ۸۵
خداوند عالم نے ادریس علیہ السلام کو برجوں اور ستاروں کے اسماء کی تعلیم فرمائی ۸۵
ادریس علیہ السلام کے زمانے میں شیث علیہ السلام اور قابیل کی نسل کا اختلاط (ان دونوں کی ذریت کا خلط ملط ہونا) ۸۵
یوراد علیہ السلام کی وصیت اپنے بیٹے اخنوخ سے ۸۶
متوشلح اخنوخ یا ادریس پیغمبر علیہ السلام کے فرزند ۸۷
ادریس علیہ السلام کی اپنے بیٹے سے وصیت اور خاتم الانبیاء کا نور ۸۹
سب سے پہلے سوار ۹۰
متوشلح علیہ السلام کے فرزند لمک علیہ السلام ۹۱
متوشلح علیہ السلام کی وصیت اپنے بیٹے لمک سے ۹۳
شیث علیہ السلام اور قابیل کے پوتوں اور نواسوں کا آپس میں شادی بیاہ کرنا ۹۳
شیث علیہ السلام کے فرزندوں میں سے ۸/۱ افراد کا باقی رہنا اور لمک کا نوح علیہ السلام سے وصیت کرنا ۹۳
توریت سے پیغمبروں کے اوصیاء کی تاریخ ۹۵
توریت کی نقل کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک بعض اوصیاء کی سرگذشت ۹۷

اس بحث کا نتیجہ ۹۸
نوح علیہ السلام اور ان کے بعد اوصیاء کے حالات ۱۰۳
نوح علیہ السلام ۱۰۵
قرآن کریم کی آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کی سیرت اور روش ۱۰۷
کلمات کی تشریح ۱۱۳
گزشتہ آیات کی تفسیر ۱۱۶
اسلامی مآخذ میں حضرت نوح علیہ السلام کی داستان ۱۱۹
نوح علیہ السلام کے فرزند سام علیہ السلام ۱۲۱
نوح علیہ السلام کی وصیت اپنے بیٹے سام سے ۱۲۳
سام علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے جسد کو کشتی سے نکالتے ہیں ۱۲۳
سام علیہ السلام کی اپنے بیٹے ارفخشد سے وصیت ۱۲۳
سام علیہ السلام کے بیٹے ارفخشد علیہ السلام ۱۲۵
ارفخشد علیہ السلام اپنے باپ سام علیہ السلام کے بعد ۱۲۷
ارفخشد علیہ السلام کی اپنے بیٹے سے وصیت ۱۲۷
ارفخشد علیہ السلام کے فرزند شالح ۱۲۹
خدا کی اطاعت وعبادت میں شالح علیہ السلام کا مشغول ہونا ۱۳۱
قرآن کریم میں اوصیاء نوح علیہ السلام سے متعلق انبیاء کی خبریں ۱۳۳
ہود علیہ السلام ۱۳۳
آیات کریمہ میں ہود علیہ السلام کی سیرت ۱۳۷
کلمات کی تشریح ۱۴۱
گزشتہ آیات کی تفسیر کا خلاصہ ۱۴۲
صالح پیغمبر علیہ السلام ۱۴۳
قرآن کریم میں صالح علیہ السلام کی سیرت اور روش ۱۴۵

کلمات کی تشریح ۱۴۹
تفسیر آیات کا خلاصہ ۱۵۰
بحث کا نتیجہ ۱۵۰
ابراہیم علیہ السلام (خلیل الرحمٰن) ۱۵۱
قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سرگذشت کے مناظر ۱۵۳
پہلا منظر، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مشرکین ۱۵۳
دوسرا منظر، ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام ۱۵۸
تیسرا منظر، ابراہیم علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام اور خانہ کعبہ کی تعمیر ۱۶۱
چوتھا منظر، ابراہیم علیہ السلام، اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام ۱۶۵
کلمات کی تشریح ۱۶۵
تفسیر آیات سے متعلق قابل توجہ مقامات اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سرگذشت کے مناظر ۱۶۸
پہلا منظر، ابراہیم علیہ السلام اور مشرکین ۱۶۸
۱۔ ابراہیم علیہ السلام اور ستارہ پرست جماعت ۱۶۸
۲۔ ابراہیم علیہ السلام بت پرستوں کے ساتھ ۱۶۹
۳۔ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے زمانے کے طاغوت ۱۷۰
دوسرا منظر، قوم لوط کی خبر کے مقابل حضرت ابراہیمؑ کا موقف ۱۷۳
تیسرا منظر، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی خبریں اور خانہ کعبہ کی تعمیر اور حج کے لئے دعوت دینا ۱۷۵
چوتھا منظر، حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے خانوادہ کی دو شاخ کے ساتھ ۱۷۹
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اسحٰق علیہ السلام اور ان کے فرزند یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹے ۱۸۰
حضرت اسحٰق علیہ السلام کے فرزند حضرت یعقوب علیہ السلام ۱۸۱

اسحٰق علیہ السلام کے فرزند حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد اور وہ احکام جو خداوند عالم نے ان کے لئے وضع کئے ہیں..... ۱۸۳
کلمات کی تشریح ۱۸۵
گزشتہ آیات کی تفسیر..... ۱۸۵
شعیب پیغمبر علیہ السلام ۱۸۷
کلمات کی تشریح..... ۱۹۱
گزشتہ آیات کی تفسیر میں اہم نکات..... ۱۹۲
بنی اسرائیل اور ان کے پیغمبروں کی سرگذشت (روداد)..... ۱۹۵
پہلا منظر، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کا فرعون کے فرزند کے عنوان سے قبول ہونا..... ۱۹۷
کلمات کی تشریح ۱۹۸
دوسرا منظر، نہ گانہ معجزات ۱۹۸
تیسرا منظر، صحرائے سینا میں بنی اسرائیل ۲۰۳
کلمات کی تشریح ۲۱۰
آیات کی تفسیر میں قابل توجہ اور اہم مقامات ۲۱۴
چوتھا منظر، داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام ۲۲۰
کلمات کی تشریح ۲۲۶
آیات کی تفسیر..... ۲۲۸
پانچواں منظر، زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام ۲۳۱
کلمات کی تشریح ۲۳۳
آیات کی تفسیر..... ۲۳۴
چھٹا منظر، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ۲۳۵
عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل کی سرگذشت ۲۳۷

کلمات کی تشریح ۲۳۹
گزشتہ آیات کی تفسیر ۲۴۰
فترت کا زمانہ ۲۴۳
عصر فترت کے معنی ۲۴۵
کلمات کی تشریح ۲۴۶
گزشتہ آیات کی تفسیر ۲۴۶
فترت کے زمانے میں پیغمبرؐ کے آباء واجداد کے علاوہ انبیاء اور اوصیاء کا وجود ۲۴۹
انبیاء اور اوصیاء عصر فترت میں ۲۵۱
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعض حالات ۲۵۵
قرآن مجید میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نبوت کی خبر ۲۵۷
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نبوت دیگر مصادر (مآخذ) میں ۲۵۷
فترت کے زمانے میں بعض اجداد پیغمبر کے حالات ۲۵۹
فترت کے زمانے میں پیغمبرؐ کے بعض اجداد کے حالات ۲۶۱
الیاس بن مضر بن نزار بن محمد بن عدنان ۲۶۱
کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ۲۶۲
کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ۲۶۲
مکہ میں بت پرستی کا عام رواج اور اس کے مقابل اجداد پیغمبرؐ کا موقف ۲۶۴
قُصی بن کلاب بن مرّۃ بن کعب ۲۶۶
قُصی اور بیت اللہ الحرام اور حاجیوں سے متعلق ان کا اہتمام ۲۶۷
قُصی کی وفات ۲۷۰
جناب عبد مناف بن قُصی ۲۷۰

جناب ہاشم بن عبد مناف ۲۷۰
(اعتقاد) کے سلسلہ میں جناب ہاشم کی چارہ جوئی ۲۷۳
جناب عبد المطلب بن ہاشم ۲۷۷
چاہ زمزم کی کھدائی ۲۷۸
ابیات (اشعار) کی تشریح ۲۸۵
جناب عبد المطلب اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
پیدائش ۲۹۱
بحث کا خلاصہ ۳۰۲
۱۔ مضر کے فرزند الیاس ۳۰۳
۲۔ خزیمہ بن مدرکہ الیاس کے پوتے ۳۰۳
۳۔ کعب بن لوی ۳۰۳
۴۔ قُصی ۳۰۴
۵۔ جناب عبد مناف ۳۰۵
۶۔ جناب ہاشم ۳۰۵
۷۔ جناب عبد المطلب بن جناب ہاشم ۳۰۶
رسول اکرمؐ کے باپ جناب عبد اللہ اور چچا جناب ابو طالب ۳۰۶
۱۔ خاتم الانبیاءؐ کے والد جناب عبد اللہ ۳۰۶
۲۔ اسلام کے ناصر اور پیغمبرؐ کے سرپرست جناب ابو طالب ۳۰۷
اخذ نتیجہ ۳۱۰
کتاب کے مطالب کا نتیجہ ۳۲۰
حضرت آدم علیہ السلام کی اپنے فرزند شیث ہبۃ اللہ سے وصیت ۳۲۰
حضرت شیث علیہ السلام کی اپنے بیٹے انوش سے وصیت ۳۲۱
انوش علیہ السلام کی اپنے بیٹے قینان سے وصیت ۳۲۲

قینان علیہ السلام کی وصیت اپنے بیٹے مہلائیل سے ۳۲۲
مہلائیل علیہ السلام کی وصیت اپنے بیٹے یورادسے ۳۲۳
یوراد علیہ السلام کی وصیت اپنے بیٹے اخنوخ (ادریس علیہ السلام) سے ۳۲۳
ادریس علیہ السلام کی وصیت اپنے بیٹے متوشلح علیہ السلام سے ۳۲۳
متوشلح علیہ السلام کی وصیت اپنے بیٹے لمک سے ۳۲۴
لمک علیہ السلام کی وصیت اپنے بیٹے نوح علیہ السلام سے ۳۲۴
نوح علیہ السلام کی وصیت اپنے بیٹے سام سے ۳۲۵
سام علیہ السلام کی وصیت اپنے بیٹے ارفخشد علیہ السلام سے ۳۲۵
ارفخشد علیہ السلام کی وصیت اپنے بیٹے شالح سے ۳۲۶
شالح علیہ السلام کی وصیت اپنے بیٹے عابر سے ۳۲۶
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے بارہ اوصیاء
(جانشین) ۳۳۰
آیات کی تفسیر میں عبرت کے مقامات ۳۳۵

فہرست ۳۴۵

مجمع جهانی اهل بیت علیهم السلام

www.ahl-ul-bayt.org

ISBN 964-529-261-2